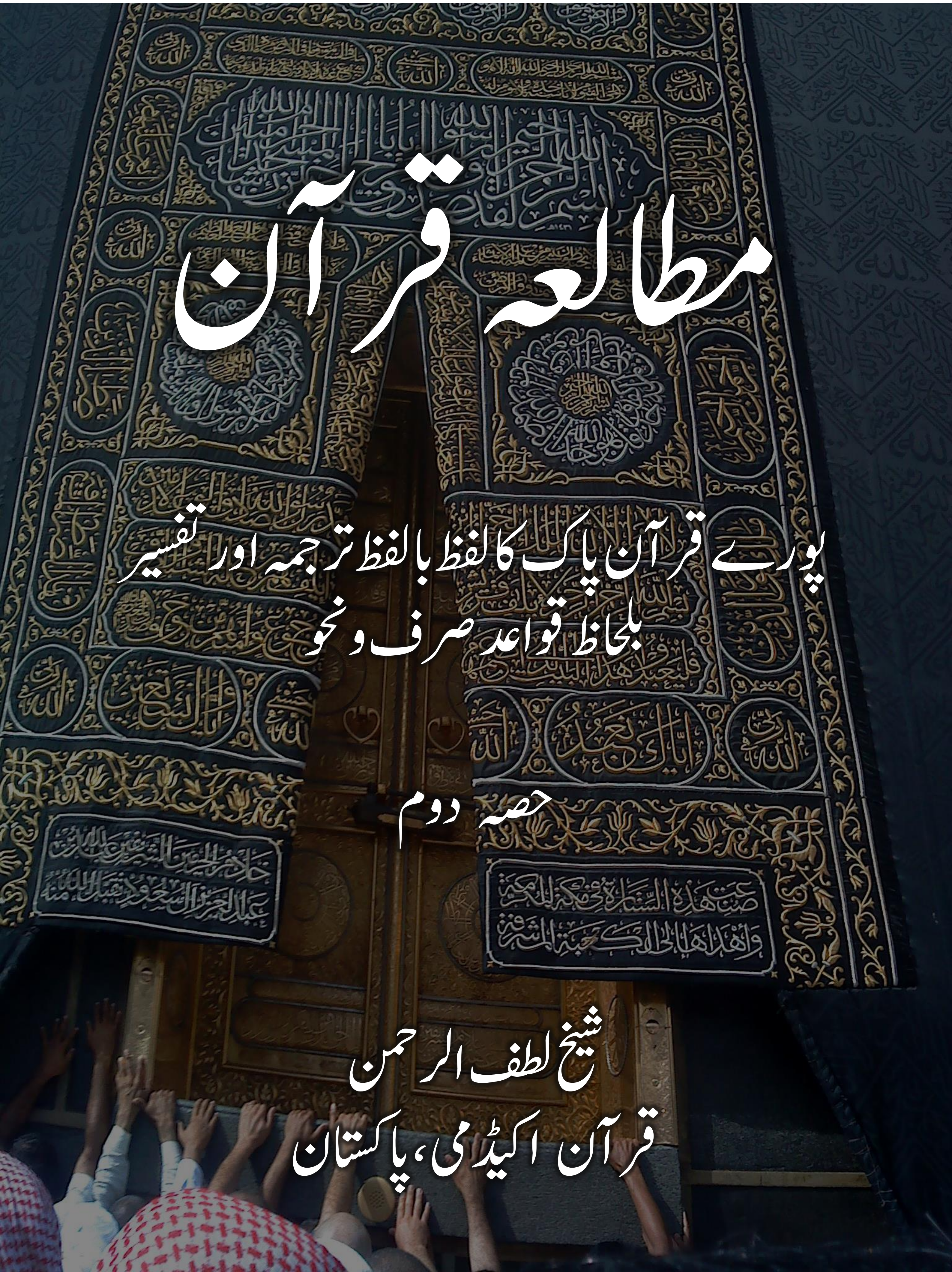


مطالعہ قرآن

پورے قرآن پاک کا لفظ بالفظ ترجمہ اور تفسیر
بلحاظ قواعد صرف و نحو

حصہ دوم

شیخ لطف الرحمن

قرآن اکیڈمی، پاکستان

527

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ ال عمران

آیت نمبر (1 تا 4)

﴿الٓمّٓ ۙ﴿۱﴾ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۙ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ؕ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَ اَنۡزَلَ التَّوۡرٰىۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ قَبۡلُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَ اَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۴﴾﴾

ن ق م

(ض) نَقَمًا (۱) کسی چیز کی کوئی چیز بُری لگنا۔ (۲) سزا دینا۔ ﴿وَ مَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰہُمُ اللّٰہُ﴾ (9/التوبہ:74) ''اوران کو برا نہیں لگا سوائے اس کے کہ ان کو مالدار کیا اللہ نے۔''

(افتعال) اِنۡتِقَامًا اہتمام سے سزا دینا۔ بدلہ لینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مُنۡتَقِمٌ اسم الفاعل ہے۔ بدلہ لینے والا۔ ﴿اِنَّا مِنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ مُنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۲۲﴾﴾ (32/السجدہ:22) ''یقیناً ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔''

ترکیب

مُصَدِّقًا حال ہے اَلۡکِتٰبَ کا اور یَدَیۡہِ کی ضمیر بھی اَلۡکِتٰبَ کے لیے ہے جس پر لام تعریف ہے۔ ھُدًی حال ہے اَلتَّوۡرٰىۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ کا۔ وَاللّٰہُ مبتداء ہے۔ عَزِیۡزٌ اس کی خبر اوّل ہے اور ذُو انۡتِقَامٍ خبر ثانی ہے۔

ترجمہ

اللّٰہُ	لَاۤ اِلٰہَ	اِلَّا	ہُوَ	الۡحَیُّ
اللہ	کسی قسم کا کوئی الٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ ہے	جو (حقیقتاً) زندہ ہے

الۡقَیُّوۡمُ	نَزَّلَ	عَلَیۡکَ	الۡکِتٰبَ
جو (حقیقی) نگراں وکفیل ہے	اس نے بتدریج اُتارا	آپؐ پر	اس کتاب کو

بِالۡحَقِّ	مُصَدِّقًا	لِّمَا	بَیۡنَ یَدَیۡہِ	وَ اَنۡزَلَ
حق کے ساتھ	تصدیق کرنے والی ہوتے ہوئے	اس کی جو	اس سے پہلے ہے	اور اس نے اُتارا

التَّوۡرٰىۃَ	وَ الۡاِنۡجِیۡلَ	مِنۡ قَبۡلُ	ہُدًی	لِّلنَّاسِ
تورات کو	اور انجیل کو	اس سے پہلے	ہدایت ہوتے ہوئے	لوگوں کے لیے

وَ اَنۡزَلَ	الۡفُرۡقَانَ	اِنَّ الَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا
اور (پھر) اس نے اُتارا	خوب فرق واضح کرنے والے کو	بے شک جنہوں نے	انکار کیا

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	لَهُمْ	عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ 527	ذُو انْتِقَامٍ
اللہ کی آیتوں کا	ان کے لیے ہے	ایک سخت عذاب	اور اللہ	بالادست ہے	بدلہ لینے والا ہے

آیت نمبر(5تا6)

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝۵ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶﴾

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَخْفٰى	عَلَيْهِ	شَيْءٌ	فِي الْاَرْضِ	وَلَا فِي السَّمَآءِ
بیشک اللہ	پوشیدہ نہیں ہوتی	اس سے	کوئی چیز	زمین میں	اور نہ ہی آسمان میں

هُوَ الَّذِيْ	يُصَوِّرُكُمْ	فِي الْاَرْحَامِ	كَيْفَ	يَشَآءُ ؕ	لَآ اِلٰهَ
وہ ہے جو	شکل دیتا ہے تم لوگوں کو	رحموں میں	جیسی	وہ چاہتا ہے	کوئی الٰہ نہیں ہے

اِلَّا	هُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ
سوائے اس کے کہ	وہ ہے	جو بالادست ہے	جو حکمت والا ہے

آیت نمبر(7)

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ
وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷﴾

ر س خ

(ن) رُسُوْخًا اپنی جگہ گڑ جانا۔ جم جانا۔

رَاسِخٌ اسم الفاعل ہے۔ گڑ جانے والا۔ جم جانے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ز ی غ

(ض) زَيْغًا کسی چیز کی سیدھ یعنی صحیح سمت سے کسی ایک طرف مائل ہو جانا یا جھک جانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) ٹیڑھا ہونا۔ (۲) بہک جانا۔﴿وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ﴾ (33/الاحزاب:10) ''اور جب کج ہوئیں یعنی پتھرا گئیں آنکھیں۔﴿اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝۶۳﴾ (38/ص:63) ''یا بہک گئیں ان سے آنکھیں۔''

زَيْغٌ اسم ذات ہے۔ ٹیڑھ۔ کجی۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِزَاغَةً ٹیڑھا کرنا۔ بہکانا۔﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ﴾ (61/الصف:5) ''پھر جب وہ لوگ بہکے تو ٹیڑھا کیا اللہ نے ان کے دلوں کو۔''

ترکیب

اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنۡہُ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ھُنَّ مبتداء ہے اور یہ ضمیر اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ کے لیے ہے۔ اُمُّ الۡکِتٰبِ اس کی خبر ہے۔ اُمُّ اسم جنس کے طور پر آیا ہے اس لیے یہ واحد لفظ جمع (ھُنَّ) کی خبر دے رہا ہے، اُخَرُ جمع ہے اُخۡرٰی کی اور مبتداء ہے۔ مُتَشٰبِھٰتٌ اس کی خبر ہے۔ اِبۡتِغَاءَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مَا تَشَابَہَ مِنۡہُ میں مِنۡہُ کی ضمیر اَلۡکِتٰبَ کے لیے ہے۔ اگر آیات کے لیے ہوتی تو مِنۡھَا آتا۔

ترجمہ

ھُوَ الَّذِیۡۤ	اَنۡزَلَ	عَلَیۡكَ	الۡکِتٰبَ	مِنۡہُ	اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ
وہ ہے جس نے	اُتاری	آپ ؐ پر	یہ کتاب	اس میں ہیں	پختہ کی ہوئی (یعنی واضح) آیات

ھُنَّ	اُمُّ الۡکِتٰبِ	وَاُخَرُ	مُتَشٰبِھٰتٌ
یہ سب	اس کتاب کی اصل ہیں	اور دوسری	باہم ملنے والی (یعنی غیر واضح) ہیں

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ	فِیۡ قُلُوۡبِھِمۡ	زَیۡغٌ	فَیَتَّبِعُوۡنَ	مَا
پس وہ جو ہیں	جن کے دلوں میں	کجی ہے	تو وہ لوگ پیچھا کرتے ہیں	اس کا جو

تَشَابَہَ	مِنۡہُ	ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَۃِ
باہم ملتا جلتا (یعنی غیر واضح) ہوا	اس میں سے	آزمائش کی جستجو کرتے ہوئے

وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِہٖ	وَمَا یَعۡلَمُ	تَاۡوِیۡلَہٗۤ	اِلَّا
اور اس کی تعبیر کی جستجو کرتے ہوئے	اور کوئی نہیں جانتا	اس کی تعبیر کو	سوائے

اللّٰہُ ؔ	وَالرّٰسِخُوۡنَ	فِی الۡعِلۡمِ	یَقُوۡلُوۡنَ	اٰمَنَّا	بِہٖ
اللہ کے	اور جم جانے والے	علم میں	کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اس پر

کُلٌّ	مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا	وَمَا یَذَّکَّرُ	اِلَّاۤ
سب (کا سب)	ہمارے رب کے پاس سے (آیا) ہے	اور نصیحت نہیں حاصل کرتے	مگر

اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝
تعصّبات سے پاک عقل والے

نوٹ 1

محکم آیات سے مراد وہ آیات ہیں جن کے مفہوم میں کسی اشتباہ کی گنجائش نہیں ہے۔ جب کہ متشابہات وہ آیات ہیں جن کے مفہوم میں اشتباہ کی گنجائش ہے۔ قرآن مجید میں متشابہات کو جگہ دینے کی کیا وجہ ہے، اس کو سمجھ لیں۔

اس کائنات میں بے شمار حقائق ایسے ہیں جو ہمارے حواس خمسہ کے دائرے کے باہر ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو نہ ہم نے کبھی دیکھا، نہ سنا، نہ چکھا، نہ سونگھا اور نہ ہی کبھی چھوا۔ اس وجہ سے ان چیزوں کے لیے کسی بھی انسانی زبان میں ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جن کو استعمال کرنے سے ان کا حقیقی تصور ہمارے ذہن میں واضح

ہو سکے۔ دوسری طرف انسانیت کی فلاح و بہبود کا تقاضا ہے کہ ایسے حقائق کے متعلق کم از کم ضروری معلومات 527 انسان کو فراہم کی جائیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جو اصل حقیقت سے قریب تر مشابہت رکھنے والی معلوم چیزوں کے لیے انسانی زبان میں رائج ہیں۔

آیت نمبر(8تا9)

﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑧ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ⑨ ﴾

ل	د	ن

(ک) لَدَانَةً نرم ہونا۔

لَدُنْ یہ ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان ہے۔(۱) کسی کام کی ابتداء کا وقت۔
(۲) کسی کے خزانے میں۔ کسی کے پاس۔ آیت زیر مطالعہ۔

و	ھ	ب

(ف) وَهْبًا اور هِبَةً کسی استحقاق یا معاوضہ کے بغیر دینا۔ بخشش دینا۔ عطا کرنا۔﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ﴾ (6/الانعام:84)''اور ہم نے عطا کیا انؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ۔''

هَبْ فعل امر ہے۔ تو عطا کر۔ آیت زیر مطالعہ۔

وَهَّابٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ اور بار بار عطا کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

رَبَّنَا گزشتہ آیت میں يَقُوْلُوْنَ پر عطف ہے۔ اس لیے اس سے پہلے وَيَقُوْلُوْنَ محذوف مانا جائے گا جس کی ضمیر فاعل هُمْ، اَلرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ کے لیے ہے۔ اَلْوَهَّابُ سے پہلے اَنْتَ ضمیر فاصل ہے۔ لِيَوْمٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔

ترجمہ

رَبَّنَا	لَا تُزِغْ	قُلُوْبَنَا	بَعْدَ اِذْ
(اور وہ لوگ کہتے ہیں) اے ہمارے رب	تو ٹیڑھا مت کر	ہمارے دلوں کو	اس کے بعد کہ جب

هَدَيْتَنَا	وَ	هَبْ	لَنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	رَحْمَةً	اِنَّكَ
تو نے ہدایت دی ہم کو	اور	تو عطا کر	ہم کو	اپنے خزانے سے	رحمت	بے شک تو

اَنْتَ الْوَهَّابُ	رَبَّنَآ	اِنَّكَ	جَامِعُ النَّاسِ
ہی بے انتہا عطا کرنے والا ہے	(اور وہ کہتے ہیں) اے ہمارے رب	یقینا تو	لوگوں کو جمع کرنے والا ہے

لِيَوْمٍ	لَّا رَيْبَ	فِيْهِ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُخْلِفُ
ایک ایسے دن کے لیے	کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے	جس میں	بے شک اللہ	خلاف نہیں کرتا

الْمِيْعَادَ	527
وعدے کے	

آیت نمبر(3/ آل عمران:10 تا12)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ
النَّارِ ۙ﴿١٠﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ ﴾

د ء ب

(ف) دَاْبًا: کسی کام کو لگاتار کرنا۔ کسی راستے پر مسلسل چلنا۔

دَاْبٌ: اسم ذات بھی ہے۔ عادت۔ دستور۔ آیت زیر مطالعہ۔

دَاْبٌ: لگاتار۔ مسلسل ۔﴿ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ ﴾ (12/ یوسف:47) ”تم لوگ کھیتی کرو گے سات سال لگاتار“

دَائِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ لگاتار کرنے والا۔ مسلسل چلنے والا۔﴿ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَاۗىِٕـبَيْنِ ۚ ﴾ (14/ ابراہیم:33) ”اور اس نے مسخر کیا تمہارے لیے سورج کو اور چاند کو مسلسل چلنے والا ہوتے ہوئے)

ذ ن ب

(ض۔ن) ذَنْبًا: کسی کی دُم پر پیر رکھنا۔ ایسا کام کرنا جس کا برا نتیجہ نکلے۔

ذَنْبٌ: ج ذُنُوْبٌ۔ جرم۔ گناہ۔﴿ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ ﴾ (40/ المومن:3) ”گناہ کو بخشنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔“

ذَنُوْبٌ: فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بھیانک انجام۔ برا نتیجہ۔﴿ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا ﴾ (51/ الذّٰریٰت:59) ”پس یقیناً ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ظلم کیا ایک بھیانک انجام ہے۔“

ترکیب

لَنْ تُغْنِيَ کا فاعل اَمْوَالُهُمْ اور اَوْلَادُهُمْ ہیں۔ یہ جمع مکسر ہیں اس لیے فعل واحد مونث آیا ہے۔ اُولٰۗىِٕكَ کے بعد هُمْ ضمیر فاصل ہے۔ كَدَاْبِ سے بِاٰيٰتِنَا تک كَفَرُوْا کا بدل یعنی وضاحت ہے۔ اسی طرح كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا پورا جملہ كَدَاْبِ کا بدل ہے۔ بِذُنُوْبِهِمْ کا بَا سببیہ ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَنْ تُغْنِيَ	عَنْهُمْ	اَمْوَالُهُمْ
یقیناً وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ہرگز بے فکر نہیں کریں گے	ان کو	ان کے مال

وَلَآ اَوْلَادُهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	شَيْـًٔا ۭ	وَاُولٰۗىِٕكَ	هُمْ	وَقُوْدُ النَّارِ
اور نہ ہی ان کی اولادیں	اللہ سے	کچھ بھی	اور وہ لوگ	ہی	آگ کا ایندھن ہیں

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ	وَالَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ
فرعون کے پیروکاروں کی عادت کے مطابق	اور ان لوگوں کی جو	ان سے پہلے تھے

كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	فَاَخَذَ	هُمُ	اللّٰهُ	بِذُنُوْبِهِمْ
(کہ)انہوں نے جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	تو پکڑا	ان کو	اللہ نے	ان کے گناہوں کے سبب سے

وَاللّٰهُ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ	قُلْ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
اور اللہ	گرفت کرنے کا سخت ہے	آپ کہہ دیجئے	ان لوگوں سے جنہوں نے	کفر کیا

سَتُغْلَبُوْنَ	وَتُحْشَرُوْنَ	اِلٰى جَهَنَّمَ	وَبِئْسَ الْمِهَادُ
تم لوگ مغلوب ہوگے	اور تم لوگ اکٹھا کیے جاؤ گے	جہنم کی طرف	اور کتنا برا ٹھکانہ ہے(وہ)

آیت نمبر(3/آل عمران:13)

﴿قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝13﴾

ع ب ر

(ن) عَبْرًا: کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جانا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔(۱) کسی وادی یا دریا کو پار کرنا۔عبور کرنا۔(۲) کسی واقعہ کو دیکھ کر اُن دیکھے نتیجے تک پہنچ جانا۔نصیحت حاصل کرنا۔عبرت پکڑنا۔(۳) خواب سن کر اس کی حقیقت تک پہنچ جانا۔تعبیر بتانا۔﴿اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝43﴾ (12/یوسف:43)''اگر تم لوگ خواب کی تعبیر بتاتے ہو۔''

عِبْرَةٌ: اسم ذات ہے۔نصیحت۔عبرت۔آیت زیر مطالعہ۔

(ف) عَبْرًا: کسی جگہ سے گزر جانا۔سفر کرنا۔

عَابِرٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔گزرنے والا۔سفر کرنے والا۔﴿اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ﴾ (4/النساء:43)''سوائے اس کے کہ کسی راستے کا گزرنے والا۔''

(افتعال) اِعْتِبَارًا: اہتمام سے عبرت پکڑنا۔

اِعْتَبِرْ: فعل امر ہے۔تو عبرت پکڑ۔﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝2﴾ (59/الحشر:2)''پس تم لوگ عبرت پکڑو اے بصیرت والو۔''

ترکیب

كَانَ کا اسم اٰيَةٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے كَانَتْ کے بجائے كَانَ بھی جائز ہے۔فِئَتَيْنِ نکرہ موصوفہ ہے اور اِلْتَقَتَا اس کی صفت ہے۔اس کا مادہ ل ق ی ہے اور یہ باب افتعال کے ماضی کا تثنیہ مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔يَرَوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے جب کہ اس کے آگے هُمْ ضمیر مفعولی ہے۔ان کے مراجع کے متعدد امکانات ہیں۔ہماری ترجیح یہ ہے کہ ضمیر فاعلی کافروں کے لیے اور مفعولی مسلمانوں کے لیے مانی جائے۔

مِثْلٌ کا تثنیہ مِثْلَانِ، يَرَوْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہو کر مِثْلَيْنِ تھا۔پھر مضاف ہونے کی وجہ سے نون گرا تو مِثْلَيْهِمْ آیا۔رَاْيَ الْعَيْنِ مرکب اضافی ہے اور مفعول مطلق ہے اس لیے رَاْيًا آیا پھر مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی تو رَاْيَ استعمال ہوا۔لَعِبْرَةً، اِنَّ کا اسم ہے۔

ترجمہ

قَدْ كَانَ	لَكُمْ	اٰيَةٌ	فِيْ فِئَتَيْنِ	527 الْتَقَتَا
ہو چکی ہے	تمہارے لیے	ایک نشانی	دو جماعتوں میں جو	آمنے سامنے ہوئیں

فِئَةٌ	تُقَاتِلُ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَاُخْرٰى	كَافِرَةٌ
ایک جماعت	قتال کرتی ہے	اللہ کی راہ میں	اور دوسری	کافر ہے

يَّرَوْنَهُمْ	مِّثْلَيْهِمْ	رَاْيَ الْعَيْنِ	وَاللّٰهُ
وہ لوگ سمجھتے ہیں ان کو	اپنے کی دو مثالیں (یعنی دوگنا)	آنکھوں کا دیکھنا (یعنی آنکھوں دیکھے)	اور اللہ

يُؤَيِّدُ	بِنَصْرِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ ط	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	لَعِبْرَةً
تائید کرتا ہے	اپنی مدد سے	اس کی جسے	وہ چاہتا ہے	بیشک اس میں	ایک عبرت ہے

لِّاُولِي الْاَبْصَارِ
بصیرت والوں کے لیے

آیت نمبر (14)

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ١٤ ﴾

ش	ہ	و

(ن) شَهْوَةً دل میں کسی چیز کو حاصل کرنے کی طلب پیدا ہونا۔ آرزو کرنا۔ خواہش کرنا۔ چاہنا۔

شَهْوَةٌ ج شَهَوٰتٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ آرزو۔ خواہش۔ چاہت۔ ﴿ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً ﴾ (7/الاعراف:81) ''بیشک تم لوگ آتے ہو مردوں کے پاس خواہش کرتے ہوئے۔''

(افتعال) اِشْتِهَاءً اہتمام سے خواہش کرنا۔ چاہنا۔ ﴿ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ ﴾ (41/السجدہ:31) ''اور تمہارے لیے ہے اس میں وہ، جو تمہارا جی چاہے گا۔''

ق	ن	ط	ر

(رباعی) قَنْطَرَةً کوئی چیز بہت زیادہ مقدار میں جمع کرنا۔

مُقَنْطَرَةٌ اسم المفعول ہے۔ جمع کیا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

قِنْطَارٌ جمع قَنَاطِيْرُ۔ ایک وزن کا نام ہے۔ جس کی مقدار بدلتی رہتی ہے۔ اصطلاحاً کسی چیز کے ڈھیر کے لیے آتا ہے۔ ﴿ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ﴾ (3/آل عمران:75) ''اگر تو بھروسہ کرے اس پر کسی ڈھیرے کے بارے میں تو وہ لوٹا دے گا اس کو تیری طرف۔''

ف	ض	ض

(ن) فَضًّا کسی چیز کو توڑ کر منتشر کرنا۔

فِضَّةٌ اسم ذات ہے۔(ا) ایسی زمین جہاں پتھر ایک دوسرے پر بکھرے ہوں۔(۲) چاندی۔ آیت زیر مطالعہ۔

(انفعال) **اِنۡفِضَاضًا** ٹوٹنا۔منتشر ہونا۔﴿لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰی مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنۡفَضُّوۡا ؕ﴾ (63/المُنٰفِقُوۡن:7) ’’تم لوگ خرچ مت کرو ان پر جو اللہ کے رسولؐ کے پاس ہیں یہاں تک لوگ منتشر ہو جائیں۔‘‘

خ	ی	ل

(ف) **خَیۡلًا** ذہن میں کسی چیز کی تصویر بنانا۔تصور کرنا۔سمجھنا۔خیال کرنا۔

خَیۡلٌ اسم ذات ہے۔گھوڑے سوار (کیونکہ وہ خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے)۔ پھر گھوڑے اور سوار دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اسم جمع ہے اور اس کی جمع بھی آتی ہے۔﴿وَ اَجۡلِبۡ عَلَیۡهِمۡ بِخَیۡلِكَ وَ رَجِلِكَ﴾ (17/بنی اسرائیل:64) ’’اور چڑھا لا ان پر اپنے سواروں کو اور اپنے پیادوں کو۔‘‘

(تفعیل) **تَخۡیِیۡلًا** دوسروں کے ذہن میں کوئی تصور قائم کرنا۔تصور دینا۔﴿فَاِذَا حِبَالُهُمۡ وَ عِصِیُّهُمۡ یُخَیَّلُ اِلَیۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰی ﴿۶۶﴾﴾ (20/طٰہٰ:66) ’’پھر جب ان کی رسیوں اور ان کی لاٹھیوں کا تصور دیا گیا اس کو ان کے جادو سے کہ وہ دوڑتی ہیں۔‘‘

(افتعال) **اِخۡتِیَالًا** خود کو برتر تصور کرنا۔تکبر کرنا۔اترانا۔

مُخۡتَالًا اسم الفاعل ہے۔اترانے والا۔﴿وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِ ﴿۲۳﴾﴾ (57/الحدید:23) ’’اور اللہ پسند نہیں کرتا کسی بھی اترانے والے فخر کرنے والے کو۔‘‘

ء	و	ب

(ن) **اَوۡبًا** واپس ہونا۔لوٹنا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف واپس ہونے اور رجوع کرنے کے لیے آیا ہے۔

اِیَابٌ اسم فعل ہے۔واپسی۔﴿اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَهُمۡ ﴿۲۵﴾ لا﴾ (88/الغاشیہ:25) ’’یقیناً ہماری طرف ہی ان کی واپسی ہے۔‘‘

اَوَّابٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔بار بار رجوع کرنے والا۔﴿فَاِنَّهٗ كَانَ لِلۡاَوَّابِیۡنَ غَفُوۡرًا ﴿۲۵﴾﴾ (17/بنی اسرائیل:25) ’’تو بے شک وہ بار بار رجوع کرنے والوں کے لیے بے انتہا بخشنے والا ہے۔‘‘

مَاٰبٌ مَفۡعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔واپس ہونے کی جگہ۔ٹھکانہ۔آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) **تَاۡوِیۡبًا** کسی کے ساتھ واپس ہونا۔کسی کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ہم قدمی کرنا۔ہم نوائی کرنا۔

اَوِّبۡ فعل امر ہے۔تو ہم نوائی کر۔﴿یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَهٗ﴾ (34/سبا:10) ’’اے پہاڑو! تم ہم نوائی کرو اس کے ساتھ۔‘‘

ترکیب

زُیِّنَ کا نائب فاعل حُبُّ الشَّهَوٰتِ ہے۔ مِنَ النِّسَاءِ کا مِنۡ بیانیہ ہے۔ اَلۡقَنَاطِیۡرِ کا مضاف حُبُّ محذوف ہے۔ مِنَ الذَّهَبِ کا مِنۡ بھی بیانیہ ہے۔

ترجمہ

زُیِّنَ	لِلنَّاسِ	حُبُّ الشَّهَوٰتِ	مِنَ النِّسَآءِ	وَالۡبَنِیۡنَ
سجایا گیا	لوگوں کے لیے	آرزوؤں کی محبت کو	جیسے عورتوں کی	اور بیٹوں کی

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ	مِنَ الذَّهَبِ	527 وَالْفِضَّةِ
اور جمع کیے ہوئے ڈھیروں (کی محبت کو)	جیسے سونے کی	اور چاندی کی

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ	وَالْاَنْعَامِ	وَالْحَرْثِ	ذٰلِكَ	مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اور نشان زدہ گھوڑوں کی	اور مویشیوں کی	اور کھیتی کی	یہ	دنیوی زندگی کا سامان ہے

وَاللّٰهُ	عِنْدَهٗ	حُسْنُ الْمَاٰبِ
اور اللہ	اس کے پاس ہی	ٹھکانے کا حسن ہے

آیت نمبر (15 تا 17)

﴿ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ ﴿١٥﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ
اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ ﴿١٦﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ
الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿١٧﴾ ﴾

ترکیب

بِخَيْرٍ تفضیل بعض ہے۔ ذٰلِكُمْ دراصل ذٰلِکَ ہے صرف واحد ضمیر کَ کے بجائے جمع کی ضمیر کُمْ آئی ہے، معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا قائم مقام خبر مقدم ہے۔ جَنّٰتٌ، اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور رِضْوَانٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہیں۔ خٰلِدِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ گزشتہ آیت میں لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا کا بدل ہے۔ اسی طرح الصّٰبِرِيْنَ سے الْمُسْتَغْفِرِيْنَ تک لِلَّذِيْنَ ك ابدل ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔

ترجمہ

قُلْ	اَؤُنَبِّئُكُمْ	بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ	لِلَّذِيْنَ
آپؐ کہئے	کیا میں خبر دوں تم لوگوں کو	اس سے زیادہ بہتر (چیز) کی	ان لوگوں کے لیے جنہوں نے

اتَّقَوْا	عِنْدَ رَبِّهِمْ	جَنّٰتٌ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا
تقویٰ اختیار کیا	ان کے رب کے پاس	ایسے باغات ہیں	بہتی ہیں	جن کے دامن میں

الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ
نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	ان میں	اور پاک کئے ہوئے جوڑے ہیں

وَّرِضْوَانٌ	مِّنَ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	بَصِيْرٌ	بِالْعِبَادِ
اور خوشنودی ہے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	دیکھنے والا ہے	بندوں کو

الّذِیْنَ	یَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَآ	اِنَّنَآ اٰمَنَّا	فَاغْفِرْ	لَنَا
جولوگ	کہتے ہیں	اے ہمارے رب	بے شک ہم ایمان لائے	پس تو بخش دے	ہمارے لیے

ذُنُوْبَنَا	وَ	قِنَا	عَذَابَ النَّارِ	اَلصّٰبِرِیْنَ
ہمارے گناہوں کو	اور	تو بچا ہم کو	آگ کے عذاب سے	(جولوگ رہے) ثابت قدم رہنے والے

وَالصّٰدِقِیْنَ	وَالْقٰنِتِیْنَ	وَالْمُنْفِقِیْنَ
اور سچ کرنے والے	اور فرمانبرداری کرنے والے	اور انفاق کرنے والے

وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ	بِالْاَسْحَارِ
اور مغفرت مانگنے والے	سویرے سویرے

آیت نمبر(18تا19)

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۭ ﴿١٨﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ
الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَھُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ ﴾

ترکیب

شَهِدَ کے فاعل اللّٰهُ اَلْمَلٰٓئِكَةُ اور اُولُوا الْعِلْمِ ہیں۔ اِلَّا هُوَ کا حال ہونے کی وجہ سے قَآئِمًا منصوب ہے۔ اِنَّ کا اسم الدِّيْنَ ہے اور اَلْاِسْلَامُ اس کی خبر ہے۔ بَغْيًا حال ہے۔

ترجمہ

شَهِدَ	اللّٰهُ	اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ	وَالْمَلٰٓئِكَةُ
گواہی دی	اللہ نے	کہ کسی قسم کا کوئی اِلٰہ نہیں ہے	سوائے	اُس کے	اور فرشتوں نے

وَاُولُوا الْعِلْمِ	قَآئِمًا	بِالْقِسْطِ	لَآ اِلٰهَ
اور علم والوں نے	نگرانی کرنے والا ہوتے ہوئے	حق کی	کسی قسم کا کوئی اِلٰہ نہیں ہے

اِلَّا	هُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	اِنَّ	الدِّيْنَ	عِنْدَ اللّٰهِ
سوائے	اُس کے	جو بالادست ہے	حکمت والا ہے	یقیناً	دین	اللہ کے ہاں

الْاِسْلَامُ	وَمَا اخْتَلَفَ	الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	اِلَّا
اسلام ہی ہے	اور اختلاف نہیں کیا	ان لوگوں نے جن کو	دی گئی	کتاب،	مگر

مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَاۗءَ	هُمُ	الْعِلْمُ	بَغْيًا	بَيْنَهُمْ	وَمَنْ يَّكْفُرْ
اس کے بعد جو	آیا	ان کے پاس	علم	سرکشی کرتے ہوئے	آپس میں	اور جو انکار کرتا ہے

بِاٰيٰتِ اللّٰہِ	فَاِنَّ اللّٰہَ	سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ
اللہ کی آیات کا	تو یقیناً اللہ	حساب لینے میں تیز ہے

نوٹ 1

عدل اور قسط کا ترجمہ انصاف کیا جاتا ہے جو کہ درست ہے۔ لیکن ان تینوں الفاظ کے بنیادی مفہوم میں جو فرق ہے وہ ذہن میں واضح ہونا چاہیے۔

مادہ ''ن ص ف'' سے باب افعال کا مصدر ہے اِنْصَافٌ اس کا بنیادی مفہوم ہے آدھا کرنا۔ کسی چیز کو برابر یعنی مساوی حصوں میں تقسیم کرنا۔ عدل میں بدلہ دینے کا مفہوم ہے کسی چیز کو وزن یا رُتبہ کے لحاظ سے کسی دوسری چیز کے برابر کرنا یعنی ہم پلّہ کرنا۔ اس طرح عدل میں بدلہ دینے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے یعنی کسی چیز کے عوض اس کے ہم پلّہ کوئی دوسری چیز دینا۔ جب کہ قسط میں بنیادی مفہوم ہے کسی چیز کا کسی کے حق کے مطابق ہونا۔ اب ایک مثال کی مدد سے اس کو مزید سمجھ لیں۔

اکبر ایک مزدور ہے اور اس کے زیرِ کفالت دس افراد ہیں۔ اصغر بھی ایک مزدور ہے اور اس کے زیر کفالت پانچ افراد ہیں۔ میرے پاس پندرہ سو روپے زکوٰۃ ہے جو میں دونوں میں ۷۵۰۔۷۵۰ تقسیم کر دیتا ہوں۔ یہ مساوات ہے، انصاف ہے، لیکن اقساط نہیں ہے۔ اگر میں ایک ہزار اکبر کو اور پانچ سو اصغر کو دوں تو یہ مساوات یا انصاف تو نہیں ہے لیکن اقساط ہے۔

قرآن مجید میں عدل اور قسط کے الفاظ تو استعمال ہوئے ہیں، ثلاثی مجرد سے لفظ نِصْفٌ (آدھا) بھی آیا ہے لیکن پورے قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے انصاف کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴾ (4/النساء:82) ''تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔''

قِسط کا مفہوم اگر سمجھ میں آ گیا ہے تو اب آیت زیر مطالعہ میں قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ کا مفہوم ذہن میں واضح کر لیں کہ اللہ تعالیٰ قِسط کی نگرانی کرنے والا ہے۔ اور اس سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ کس کا کس وقت کیا حق ہے۔

آیت نمبر (20 تا 22)

﴿ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِىَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّيّٖنَ
ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ
النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۱ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۲ ﴾

ترکیب

وَمَنِ اتَّبَعَنِ میں مَنْ کا عطف ہے اَسْلَمْتُ پر اور فاعل ثانی ہے۔ اِتَّبَعَنِ میں نون کو جر بتا رہی ہے کہ یہاں یائے متکلم محذوف ہے۔ قُلْ کا ایک مفعول لِلَّذِيْنَ ہے اور دوسرا مفعول اَلْاُمِّيّٖنَ ہے جو کہ لِلَّذِيْنَ کی لِ پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ اَلْبَلٰغُ مبتداء مؤخر ہے۔

ترجمہ

فَاِنْ	حَآجُّوْكَ	فَقُلْ	اَسْلَمْتُ	وَجْهِيَ
پھر اگر	وہ لوگ دلیل بازی کریں آپؐ سے	تو آپ کہہ دیں	میں نے فرمانبردار کیا	اپنے چہرے کو

لِلّٰهِ	وَمَنِ	اتَّبَعَنِ	وَقُلْ	لِّلَّذِيْنَ	اُوْتُوا
اللہ کا	اور اس نے جس نے	میری پیروی کی	اور آپ کہہ دیں	ان سے جن کو	دی گئی

الْكِتٰبَ	وَالْاُمِّيّٖنَ	ءَ	اَسْلَمْتُمْ	فَاِنْ
کتاب	اور ان پڑھ لوگوں سے	کیا	تم لوگوں نے فرمانبرداری قبول کی	پھر اگر

اَسْلَمُوْا	فَقَدِ اهْتَدَوْا	وَاِنْ	تَوَلَّوْا
وہ لوگ فرمانبرداری قبول کر لیں	تو انہوں نے ہدایت پالی	اور اگر	وہ لوگ بے رخی کریں

فَاِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ	وَاللّٰهُ	بَصِيْرٌۢ	بِالْعِبَادِ
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ پر ہے	پہنچا دینا	اور اللہ	دیکھنے والا ہے	بندوں کو

اِنَّ الَّذِيْنَ	يَكْفُرُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَيَقْتُلُوْنَ	النَّبِيّٖنَ
بیشک وہ لوگ جو	انکار کرتے ہیں	اللہ کی آیات کا	اور قتل کرتے ہیں	نبیوں کو

بِغَيْرِ حَقٍّ	وَّيَقْتُلُوْنَ	الَّذِيْنَ	يَاْمُرُوْنَ	بِالْقِسْطِ
کسی حق کے بغیر	اور وہ لوگ قتل کرتے ہیں	ان لوگوں کو جو	ترغیب دیتے ہیں	حق کے مطابق ہونے کی

مِنَ النَّاسِ	فَبَشِّرْ	هُمْ	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
لوگوں سے	تو آپؐ بشارت دے دیجئے	ان کو	ایک دردناک عذاب کی	یہ وہ لوگ ہیں

حَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ	وَمَا لَهُمْ	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ
اکارت ہوئے	جن کے اعمال	دنیا میں	اور آخرت میں	اور ان کے لیے نہیں ہے	کوئی بھی مدد کرنے والا

آیت نمبر (23تا25)

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِيْ
دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ
هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ ﴾

غ	ر	ر

(ن)   غَرًّا   دھوکا دینا۔ فریب دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

غُرُوْرٌ فُعُوْلٌ کے وزن پر جمع ہے۔ دھوکے۔ ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (3/آل عمران:185) ''اور نہیں ہے دنیوی زندگی مگر فریبوں کا سامان۔''

غَرُوْرٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا دھوکا دینے والا۔ ﴿وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾ (٥٧/الحدید:14) ''اور تم کو دھوکا دیا اللہ کے بارے میں اس انتہائی دھوکے بازنے۔''

ف ر ی

(ض) **فَرْيًا** (۱) کاٹنا۔ چیرنا۔ (۲) غلط یا بے بنیاد بات کہنا۔

(س) **فَرًى** دہشت زدہ ہونا۔

فَرِيٌّ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دہشت زدہ کرنے والی چیز۔ حیران کن ﴿لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا﴾ (19/مریم:27) ''بیشک تو آئی ہے ایک حیران کن چیز کے ساتھ۔''

(افتعال) **اِفْتِرَاءً** اہتمام سے بے بنیاد بات کہنا۔ بات گھڑنا۔ ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ (6/الانعام:21) ''اور کون اس سے زیادہ ظالم ہے جس نے گھڑا اللہ پر ایک جھوٹ۔''

مُفْتَرٍ اسم الفاعل ہے۔ گھڑنے والا۔ ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ﴾ (16/النحل:101) ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تو گھڑنے والا ہے۔''

مُفْتَرًى اسم المفعول ہے۔ گھڑا ہوا۔ ﴿مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى﴾ (34/سبا:43) ''یہ نہیں ہے مگر ایک گھڑا ہوا بہتان۔''

ترکیب

لِيَحْكُمَ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو كِتٰبِ اللّٰهِ کے لیے ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ میں ذٰلِكَ کا اشارہ يَتَوَلّٰى اور مُعْرِضُوْنَ کی طرف ہے۔ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ظرف ہے۔ غَرَّ کے آگے هُمْ ضمیر مفعولی ہے اور اس کا فاعل مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ہے۔ وُفِّيَتْ کا نائب فاعل كُلُّ نَفْسٍ ہے اور مفعول ثانی مَا كَسَبَتْ ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِيْنَ	اُوْتُوْا	نَصِيْبًا	مِّنَ الْكِتٰبِ
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	ان (کی حالت) کی طرف جن کو	دیا گیا	ایک حصہ	کتاب سے

يُدْعَوْنَ	اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ	لِيَحْكُمَ	بَيْنَهُمْ	ثُمَّ
(جب) وہ لوگ بلائے جاتے ہیں	اللہ کی کتاب کی طرف	تا کہ وہ فیصلہ کرے	ان کے مابین	پھر

يَتَوَلّٰى	فَرِيْقٌ	مِّنْهُمْ	وَهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
بے رُخی کرتا ہے	ایک فریق	ان میں سے	اور وہ لوگ	اعراض کرنے والے ہیں	یہ اس سبب سے کہ انہوں نے

قَالُوْا	لَنْ تَمَسَّنَا	النَّارُ	اِلَّآ	اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ	وَّغَرَّ	هُمْ
کہا	ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو	آگ	مگر	چند گنے ہوئے دن	اور دھوکا دیا	ان کو

فِیْ دِیْنِہِمْ	مَّا	کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ	فَکَیْفَ	اِذَا	جَمَعْنٰہُمْ
ان کے دین میں	اس نے جو	وہ لوگ گھڑا کرتے تھے	تو کیسا ہوگا	جب	ہم جمع کریں گے ان کو

لِیَوْمٍ	لَّا رَیْبَ	فِیْہِ	وَ	وُفِّیَتْ	کُلُّ نَفْسٍ
ایک ایسے دن کے لیے	کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے	جس میں	اور	پورا پورا دیا جائے گا	ہر ایک جان کو

مَّا	کَسَبَتْ	وَھُمْ	لَا یُظْلَمُوْنَ
وہ، جو	اس نے کمایا	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا

نوٹ 1

لفظ یَفْتَرُوْنَ کے متعلق ایک بات نوٹ کرلیں۔ مادہ ''ف ر ی'' سے باب افتعال میں یہ جمع مذکر غائب کا صیغہ اصلاً یَفْتَرِیُوْنَ تھا جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہوکر یَفْتَرُوْنَ استعمال ہوتا ہے اور یہ قرآن مجید میں 17 مقامات پر آیا ہے۔ جب کہ مادہ ''ف ت ر'' (ن) سے ثلاثی مجرد میں جمع مذکر غائب کا صیغہ یَفْتُرُوْنَ آتا ہے جس کے معنی ہیں تھکنا اور یہ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ (20/21) آیا ہے۔ ان دونوں میں فرق تا کی فتحہ اور ضمہ سے کیا جاتا ہے۔ اس فرق کو ذہن نشین کرلیں۔

آیت نمبر (26 تا 27)

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ
مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ
تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾﴾

ن ز ع

(ض) **نَزْعًا**: کسی چیز میں سے کوئی چیز کھینچ لینا۔ چھین لینا۔ اُکھاڑنا۔ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ (7/الاعراف:43) ''اور ہم نے کھینچا اس کو جو ان کے سینوں میں تھی کوئی بھی کدورت۔''

نَازِعٌ: اسم الفاعل ہے۔ کھینچنے والا۔ ﴿وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴾ (79/النٰزعٰت:1) ''قسم ہے کھینچنے والوں کی غوطہ لگا کر۔''

نَزَّاعٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار کھینچنے والا۔ ﴿نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ﴿۱۶﴾﴾ (70/المعارج:16) ''بار بار کھینچنے والی کھال کو۔''

(مفاعلہ) **نِزَاعًا**: باہم جھگڑنا۔ ﴿فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ﴾ (22/الحج:67) ''تو وہ لوگ ہرگز جھگڑا مت کریں آپ ﷺ سے اس معاملہ میں۔''

(تفاعل) **تَنَازُعًا**: باہم کھینچا تانی کرنا۔ اختلاف کرنا۔ ﴿فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ﴾ (20/طٰہٰ:62) ''تو انہوں نے اختلاف کیا اپنے معاملہ میں آپس میں۔''

و ل ج

(ض) **وَلُوْجًا** کس تنگ جگہ میں گھسنا۔ داخل ہونا۔ ﴿حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾

527

(7/الاعراف:40) ''یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں۔''

وَلِيْجَةٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے اور اس پر تائے مبالغہ ہے جیسے عَلَّامَةٌ۔ دل کا بھیدی۔ راز داں۔ ﴿وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً﴾ (9/التوبہ:16) ''اور انہوں نے بنایا ہی نہیں اللہ کے سوا اور نہ اس کے رسول کے سوا اور نہ مومنوں کے سوا کوئی دل کا بھیدی۔''

(افعال) **اِيْلَاجًا** گھسانا۔ داخل کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَللّٰهُمَّ میں لفظ اَللّٰهُ کے آگے حرف ندا ''مَّ'' (میم مشدد) ہے۔ مٰلِكَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ منادٰی مضاف ہے اور ندائے ثانی ہے۔ مِمَّنْ دراصل مِنْ مَنْ ہے۔ اَلْخَيْرُ مبتداء مؤخر ہے اور اس پر لام جنس ہے۔

ترجمہ

قُلِ	اللّٰهُمَّ	مٰلِكَ الْمُلْكِ	تُؤْتِي	الْمُلْكَ	مَنْ	تَشَآءُ
آپؐ کہیے	اے اللہ!	اے مُلک کے مالک	تو دیتا ہے	ملک	اس کو جسے	تو چاہتا ہے

وَتَنْزِعُ	الْمُلْكَ	مِمَّنْ	تَشَآءُ	وَتُعِزُّ	مَنْ
اور تو چھین لیتا ہے	ملک	اس سے جس سے	تو چاہتا ہے	اور تو عزت دیتا ہے	اس کو جسے

تَشَآءُ	وَتُذِلُّ	مَنْ	تَشَآءُ	بِيَدِكَ	الْخَيْرُ
تو چاہتا ہے	اور تو ذلت دیتا ہے	اس کو جسے	تو چاہتا ہے	اور تیرے ہاتھ میں	کل خیر ہے

اِنَّكَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	تُوْلِجُ	الَّيْلَ	فِي النَّهَارِ
یقیناً تو	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	تو گھساتا ہے	رات کو	دن میں

وَتُوْلِجُ	النَّهَارَ	فِي الَّيْلِ	وَتُخْرِجُ	الْحَيَّ	مِنَ الْمَيِّتِ	وَتُخْرِجُ
اور تو گھساتا ہے	دن کو	رات میں	اور تو نکالتا ہے	زندہ کو	مردہ سے	اور تو نکالتا ہے

الْمَيِّتَ	مِنَ الْحَيِّ	وَتَرْزُقُ	مَنْ	تَشَآءُ	بِغَيْرِ حِسَابٍ
مردہ کو	زندہ سے	اور تو عطا کرتا ہے	اس کو جسے	تو چاہتا ہے	کسی حساب کے بغیر

نوٹ۔ 1

ترکیب میں بتایا گیا کہ اَللّٰهُمَّ میں حرف ندا میم مشدّد لگا ہے، یعنی یہ دراصل اَللّٰهُ مَّ ہے۔ اس ضمن میں دو باتیں نوٹ کرلیں۔ اوّلاً یہ کہ حرف یَا کی طرح میم مشدّد (مّ) بھی ایک حرف ندا ہے۔ فرق یہ ہے کہ یَا منادٰی سے پہلے آتا ہے جب کہ میم مشدّد منادٰی کے بعد آتا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اسلام کے آغاز سے پہلے بھی عربی میں میم مشدد کا استعمال صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لیے مخصوص تھا اور آج تک ہے۔

نوٹ۔ 2

آیات زیرِ مطالعہ میں وَ بِيَدِكَ الْخَيْرُ کے الفاظ بہت توجہ طلب ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم سے کوئی چیز چھن جاتی ہے یا کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے جس میں ہم اپنی سبکی محسوس کرتے ہیں تو اس میں بھی ہمارے لیے کوئی بھلائی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اگر کسی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ممکن ہے، تو اسے اس حقیقت پر غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کیسے رات کو دن میں اور دن کو رات میں تبدیل

کر دیتا ہے۔ اس کے لیے یہ بہت آسان ہے کہ کسی ایسی بات سے خیر برآمد کر دے جو ہماری محدود سمجھ کے مطابق نقصان دہ یا تکلیف دہ ہے۔ البتہ اس میں کچھ وقت لگتا ہے جیسے رات کو دن میں تبدیل ہونے میں لگتا ہے۔

اکثر و بیشتر ہم لوگ اپنی منفی سوچ اور غلط ردِعمل کی وجہ سے خود کو اُس آنے والے خیر سے محروم کر لیتے ہیں۔ جن کا دل اس حقیقت پر مطمئن ہوتا ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس کے ہاتھ میں کل خیر ہے، وہ لوگ وقت آنے پر اس کے خیر سے مستفید ہوتے ہیں۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ و برکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ جس جس نے بھی اس کارِ خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول و منظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

527

527

527

527

527

527

527

527

527

527

527

527

527

527

527

527

543

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ آل عمران (۳)

آیت نمبر (28تا30)

﴿لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ
شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡہُمۡ تُقٰىۃً ؕ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸﴾ قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ
صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ وَیَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾
یَوۡمَ تَجِدُ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَیۡرٍ مُّحۡضَرًا ۚۖۛ وَّمَا عَمِلَتۡ مِنۡ سُوۡٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوۡ اَنَّ بَیۡنَہَا وَبَیۡنَہٗۤ
اَمَدًۢا بَعِیۡدًا ؕ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع﴾

ص	د	ر

(ن) صَدَرًا (۱) سینے میں درد ہونا۔ (۲) واپس ہونا۔ پھرنا۔ ﴿یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا﴾ (99/الزلزال:6) ''جس دن واپس ہوں گے لوگ گروہ در گروہ۔''

صَدۡرٌ ج صُدُوۡرٌ۔ سینہ۔ ﴿رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۵﴾﴾ (20/طٰہٰ:25) ''اے میرے رب! تو کھول دے میرے لیے میرے سینے کو۔''

(افعال) اِصۡدَارًا واپس کرنا۔ واپس لے جانا یعنی پھیرنا۔ ﴿لَا نَسۡقِیۡ حَتّٰی یُصۡدِرَ الرِّعَآءُ﴾ (28/القصص:23) ''ہم نہیں پلاتے یہاں تک کہ واپس لے جائیں چرواہے۔''

ء	م	د

(س) اَمَدًا غصہ ہونا (کسی چیز کے انجام کے پیش نظر)۔

اَمَدٌ کسی چیز کی انتہا۔ مدت۔ ﴿اَمۡ یَجۡعَلُ لَہٗ رَبِّیۡۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾﴾ (72/الجن:25) ''یا مقرر کرے گا اس کے لیے میرا رب ایک مدت۔''

ترکیب

مِنَ اللّٰہِ سے مراد ہے مِنۡ دِیۡنِ اللّٰہِ۔ اِلَّا کا استثنا لَا یَتَّخِذۡ کے لیے ہے۔ مِنۡ خَیۡرٍ اور مِنۡ سُوۡءٍ کا مِنۡ تبعیضیہ ہے۔ مُحۡضَرًا حال ہے۔ تَوَدُّ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو کُلُّ نَفۡسٍ کے لیے ہے۔ اَمَدًا بَعِیۡدًا مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

لَا یَتَّخِذِ	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	الۡکٰفِرِیۡنَ	اَوۡلِیَآءَ	مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ	وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ
چاہیے کہ مت بنائیں	مومن لوگ	کافروں کو	دوست	مومنوں کے علاوہ	اور جو کرے گا

ذٰلِکَ	فَلَیۡسَ	مِنَ اللّٰہِ	فِیۡ شَیۡءٍ	اِلَّاۤ	اَنۡ	تَتَّقُوۡا
یہ	تو وہ نہیں ہے	اللہ (کے دین) سے	کسی چیز میں	سوائے اس کے	کہ	تم لوگ بچو

مِنْهُمْ	تُقٰىةً	وَ يُحَذِّرُ	كُ مُ	اللّٰهُ	نَفْسَهٗ 543
ان سے	جیسے بچنا چاہیے	اور محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے	تم لوگوں کو	اللہ	اس کے نفس (یعنی غضب) سے

وَاِلَى اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ	قُلْ	اِنْ	تُخْفُوْا	مَا	فِيْ صُدُوْرِكُمْ
اور اللہ کی طرف ہی	لوٹنا ہے	آپؐ کہئے	اگر	تم لوگ چھپاؤ	اس کو جو	تمہارے سینوں میں ہے

اَوْ	تُبْدُوْهُ	يَعْلَمْهُ	اللّٰهُ	وَيَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
یا	تم لوگ ظاہر کرو اس کو	تو جانتا ہے اس کو	اللہ	اور وہ جانتا ہے	اسکو جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	يَوْمَ	تَجِدُ
اور اس کو جو	زمین میں ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے	جس دن	پائے گی

كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	عَمِلَتْ	مِنْ خَيْرٍ	مُّحْضَرًا	وَّمَا
ہر ایک جان	اس کو جو	اس نے عمل کیا	کسی بھی بھلائی میں سے	حاضر کیا ہوا	اور اس کو جو

عَمِلَتْ	مِنْ سُوْٓءٍ	تَوَدُّ	لَوْ	اَنَّ	بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ
اس نے عمل نے	کسی بھی برائی میں سے	وہ چاہے گی	کاش	کہ	اس (نفس) کے اور اس (برائی) کے مابین

اَمَدًۢا بَعِيْدًا	وَيُحَذِّرُ	كُمُ	اللّٰهُ	نَفْسَهٗ
انتہائی دوری ہوتی	اور محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے	تم لوگوں کو	اللہ	اپنے نفس (یعنی غضب) سے

وَاللّٰهُ	رَءُوْفٌۢ	بِالْعِبَادِ
اور اللہ	بہت نرمی کرنے والا ہے	بندوں سے

نوٹ۔1

آیات زیرِ مطالعہ کے علاوہ بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر غیر مسلموں سے تعلقات کی ممانعت آئی ہے۔ اس حکم کا ایک استثناء آیات زیر مطالعہ میں اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا کے الفاظ میں آیا ہے اور دوسرا استثناء آیت نمبر ۶۰/۸ میں ہے۔ اس مسئلہ پر مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن میں کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

باہمی تعلقات میں ایک درجہ قلبی تعلق کا ہے۔ جس میں یہ چیزیں آتی ہیں۔ (i) مودّت یعنی ایک دوسرے کے دل میں باہمی چاہت اور محبت کا رشتہ استوار کرنا (۵۸/۲۲)۔ (ii) دوسرے کو اپنا ولیجہ یعنی دل کا بھیدی اور راز دار بنانا (۹/۱۶)۔ (iii) دوسرے کو اپنا ولی یعنی حمایتی اور کارساز بنانا اور ضرورت ہو تو اس کا احسان لینے میں تکلف نہ کرنا (آیت زیر مطالعہ)۔ قلبی تعلق کے اس درجہ کے لیے ''موالات'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور اس درجہ کے تعلقات مومنوں کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ جائز نہیں ہیں۔

تعلقات کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے، ان کا حق ادا کیا جائے اور حالات اجازت دیں تو ان پر احسان کیا جائے۔ اس کے لیے ''واسات'' کی اصطلاح ہے۔ اس درجہ کے تعلقات مسلمانوں اور ذمی کافر کے علاوہ ایسے کافر کے ساتھ بھی جائز ہیں جس کی قوم مسلمانوں کے ساتھ حالتِ جنگ میں نہ ہو۔ البتہ حربی کافر کے ساتھ اس درجہ کے تعلقات بھی جائز نہیں ہیں (آیت نمبر۔ ۶۰/۸)

تعلقات کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے رسمی میل ملاقات اور راہ و رسم ہو، ان کے ساتھ ہنس مکھ ہو اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ اس کے لیے ''مدارات'' کی اصطلاح ہے اور یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے اور آیت 543 زیرِ مطالعہ اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا سے یہی درجہ مراد ہے۔

چوتھا درجہ یہ ہے کہ کسی کے ساتھ تجارت، ملازمت، اُجرت، صنعت یا حرفت کا معاملہ کیا جائے۔ اس کے لیے ''معاملات'' کی اصطلاح ہے اور یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس بات کی سند ہے۔ البتہ حربی کافر کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

آیت نمبر (31 تا 34)

﴿ قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۱﴾
قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ‌ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ
اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَۙ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ‌ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ‌ۚ ﴿۳۴﴾ ﴾

ترکیب

حرف شرط اِنۡ ماضی (كُنۡتُمۡ) پر آیا ہے اس لیے اس کا عمل ظاہر نہیں ہوا لیکن وہ محلاً مجزوم ہے۔ جواب شرط میں فعل امر اِتَّبِعُوۡا آیا ہے جو کہ از خود مجزوم ہوتا ہے۔ يُحۡبِبۡ اور يَغۡفِرۡ جواب شرط نہیں ہیں بلکہ اِتَّبِعُوۡا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں۔ تَوَلَّوۡا کے دو امکانات ہیں۔ یہ ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور مضارع میں جمع مذکر مخاطب تَتَوَلَّوۡنَ بھی ہوسکتا ہے۔ اس کی پہلی تا حذف ہوئی اور شرط ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو تَوَلَّوۡا آیا۔ پیچھے فعل امر مخاطب اَطِيۡعُوۡا آیا ہے اس لیے اس کو جمع مذکر مخاطب ماننا بہتر ہے۔ اٰدَمَ، نُوۡحًا اور اٰلَ مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں جب کہ اِبۡرٰهِيۡمَ اور عِمۡرٰنَ مجرور ہیں کیونکہ یہ اٰلَ کا مضاف الیہ ہیں۔ ذُرِّيَّةً حال ہے۔

ترجمہ

قُلۡ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	تُحِبُّوۡنَ	اللّٰهَ	فَاتَّبِعُوۡنِىۡ	يُحۡبِبۡكُمُ
آپ ؐ کہیے	اگر	تم لوگ ہو کہ	تم محبت کرتے ہو	اللہ سے	تو پھر پیروی کرو میری	تو محبت کرے گا تم سے

اللّٰهُ	وَيَغۡفِرۡ	لَكُمۡ	ذُنُوۡبَكُمۡ	وَاللّٰهُ	غَفُوۡرٌ
اللہ	اور وہ بخش دے گا	تمہارے لیے	تمہارے گناہوں کو	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيۡمٌ	قُلۡ	اَطِيۡعُوا	اللّٰهَ	وَالرَّسُوۡلَ	فَاِنۡ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	آپ ؐ کہیے	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور رسول ؐ کی	پھر اگر

تَوَلَّوۡا	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الۡكٰفِرِيۡنَ	اِنَّ	اللّٰهَ
تم لوگ روگردانی کرو گے	تو یقیناً	اللہ	محبت نہیں کرتا	انکار کرنے والوں سے	یقیناً	اللہ نے

اصۡطَفٰۤى	اٰدَمَ	وَنُوۡحًا	وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ	وَاٰلَ عِمۡرٰنَ
چن لیا	آدم ؑ کو	اور نوح ؑ کو	اور ابراہیم ؑ کے پیروکاروں کو	اور عمران کے پیروکاروں کو

سَمِيْعٌ	وَاللّٰهُ	بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ	ذُرِّيَّةً	عَلَى الْعٰلَمِيْنَ
543 سننے والا ہے	اور اللہ	ان کا کوئی کسی کی	اولاد ہوتے ہوئے	تمام جہان (والوں) پر

عَلِيْمٌ
جاننے والا ہے

نوٹ۔ 1 آیت نمبر ۲/۴۹ کے نوٹ۔ ا میں واضاحت کی جا چکی ہے کہ کسی نبی کی پیروی کرنے والے اس کی آل میں ہیں خواہ نبی سے ان کا نسلی رشتہ ہو یا نہ ہو۔ غالباً اسی لیے آیت زیرِ مطالعہ میں یہ وضاحت کردی گئی ہے کہ ال ابراہیم اور آل عمران میں سے جن کو اللہ نے چُنا وہ ان کی نسل سے تھے۔

آیت نمبر (35 تا 36)

﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ
الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ
كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾ ﴾

و ض ع

(ن) وَضْعًا (۱) تیز چلنا۔ دوڑنا۔
(۲) کسی چیز کو اُتار کر نیچے رکھنا۔ (i) اُتارنا (ii) رکھنا۔ (iii) بچہ جننا ﴿ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ ﴾ (94/الم نشرح:2) ''اور ہم نے اُتارا آپؐ سے آپؐ کا بوجھ۔'' ﴿ حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ﴾ (47/محمدؐ:4) ''یہاں تک کہ جنگ رکھ دے اپنے بوجھ یعنی ہتھیار۔''

مَوْضُوْعٌ اسم المفعول ہے۔ رکھا ہوا۔ ﴿ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ ﴾ (88/الغاشیۃ:14) ''اور آبخورے رکھے ہوئے۔''

مَوْضَعٌ ج مَوَاضِعُ ۔ مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ رکھنے کی جگہ۔ مقام۔ ﴿ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ﴾ (4/النساء:46) ''اور وہ لوگ جھکاتے ہیں بات کو اس کی جگہ سے۔''

(افعال) اِیْضَاعًا تیز چلانا۔ دوڑانا۔ ﴿ لَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ ﴾ (9/التوبۃ:47) ''اور وہ لوگ ضرور دوڑاتے تم لوگوں کے بیچ میں۔''

ترکیب اِمْرَاَتُ لمبی تا سے لکھا گیا ہے یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اِمْرَاَتُ کا مضاف الیہ عِمْرَانَ ہے۔ نَذَرْتُ کا مفعول مَا ہے۔ مُحَرَّرًا اسم المفعول ہے اور حال ہے۔ اِنِّیْ میں ہر جگہ یائے متکلم کی ضمیریں اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ کے لیے ہیں، درمیان میں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ سے كَالْاُنْثٰی تک جملہ معترضہ ہے۔ اُنْثٰی حال ہے۔

ترجمہ

لَكَ	نَذَرْتُ	اِنِّیْ	رَبِّ	امْرَاَتُ عِمْرٰنَ	قَالَتِ	اِذْ
تیرے لیے	منت مانی	بیشک میں نے	اے میرے رب	عمران کی بیوی نے	کہا	جب

مِنِّیْ	فَتَقَبَّلْ	مُحَرَّرًا	فِیْ بَطْنِیْ	مَا
مجھ سے	پس تو قبول فرما	آزاد کیا ہوا ہوتے ہوئے	میرے پیٹ میں ہے	اس کی جو

قَالَتْ	وَضَعَتْهَا	فَلَمَّا	الْعَلِيْمُ	اَنْتَ السَّمِيْعُ	اِنَّكَ
تو اس نے کہا	اس نے جنا اس کو	پھر جب	جاننے والا ہے	ہی سننے والا ہے	بیشک تو

رَبِّ	اِنِّیْ	وَضَعْتُهَآ	اُنْثٰی	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	543 بِمَا
اے میرے رب	بیشک میں نے	جنا اس کو	مؤنث	اور اللہ	زیادہ جانتا ہے	اس کو جو

وَضَعَتْ	وَلَیْسَ الذَّکَرُ	کَالْاُنْثٰی	وَاِنِّیْ	سَمَّیْتُهَا	مَرْیَمَ
اس نے جنا	اور نہیں ہے مذکر	مؤنث کی مانند	اور بیشک میں نے	نام رکھا اس کا	مریم

وَاِنِّیْٓ	اُعِیْذُهَا	بِكَ	وَذُرِّیَّتَهَا	مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
اور بیشک میں	پناہ میں دیتی ہوں اس کو	تیری	اور اس کی اولاد کو	دھتکارے ہوئے شیطان سے

آیت نمبر (37 تا 38)

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا
الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ
يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ
سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿٣٨﴾﴾

ک ف ل

(ن۔ض) كَفْلًا: کسی شخص یا مال کا ضامن ہونا۔

كَفَالَةً: کسی کی ضروریات کا ضامن ہونا۔ رکھوالی کرنا۔ کفالت کرنا۔ ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓي اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ﴾ (28/القصص:12) ’’کیا میں پتہ بتاؤں تم لوگوں کو ایک ایسے گھر والوں کا جو پال پوس دیں گے اس کو تمہارے لیے۔‘‘

كَفِيْلٌ: فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (۱) ضمانت دینے والا یعنی ضامن۔ (۲) رکھوالی کرنے والا یعنی رکھوالا۔ نگراں۔ ﴿وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ﴾ (16/النحل:91) ’’اور تم لوگ بنا چکے ہو اللہ کو اپنا ضامن۔‘‘

كِفْلٌ: اسم ذات ہے۔ (۱) ضمانت۔ (۲) حصہ (اچھے یا برے نتیجے میں)۔ ﴿وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ﴾ (4/النساء:85) ’’اور جو سفارش کرتا ہے، کوئی بری سفارش تو ہوگا اس کے لیے ایک حصہ اس میں سے۔‘‘

ذَا الْكِفْلِ: ایک نبی کا نام ہے۔ ﴿وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ﴾ (21/الانبیاء:85) ’’اور اسمٰعیلؑ کو اور ادریسؑ اور ذا الکفلؑ کو۔‘‘

(افعال) اِكْفَالًا: کسی کو کسی کی کفالت میں دینا۔

اَكْفِلْ: فعل امر ہے۔ تو کفالت میں دے۔ ﴿فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا﴾ (38/ص:23) ’’پھر اس نے کہا تو میری کفالت میں دے اس کو۔‘‘

(تفعیل) تَكْفِيْلًا: کسی کو کفیل بنانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

تَقَبَّلَهَا اور اَنْۢبَتَهَا میں ضمیر مفعولی مریم کے لیے ہے اور ان کا فاعل رَبُّهَا ہے۔ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ اور نَبَاتًا حَسَنًا ثلاثی مجرد سے مفعولی مطلق آئے ہیں، جب کہ فعل علی الترتیب باب تفعّل اور افعال سے آئے ہیں۔ (دیکھیں آیت نمبر ۲/۱۰۰ نوٹ 1)

كَفَّلَ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو رب کے لیے ہے، هَا مفعول اور زَكَرِيَّا مفعول ثانی ہے۔ زَكَرِيَّا مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے اس لیے اس کی رفع، نصب اور جرّ ظاہر نہیں ہوتی۔ كُلَّمَا حرف شرط ہے۔ دَخَلَ کا فاعل زَكَرِيَّا ہے۔ اَلْمِحْرَاب ظرف ہے۔ وَجَدَ عِنْدَهَا جواب شرط ہے۔

ترجمہ

فَتَقَبَّلَهَا	رَبُّهَا	بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ	وَّ اَنْۢبَتَهَا
تو قبول کیا اس کو	اس کے رب نے	خوبصورت قبول کرنا	اور اس نے نشوونما کی اس کی

نَبَاتًا حَسَنًا	وَّ كَفَّلَهَا	زَكَرِيَّا	كُلَّمَا	دَخَلَ
خوبصورت نشوونما کرنا	اور اس نے کفیل بنایا ان کا	زکریاؑ کو	جب کبھی	داخل ہوتے

عَلَيْهَا	زَكَرِيَّا	الْمِحْرَابَ	وَجَدَ	عِنْدَهَا	رِزْقًا	قَالَ	يٰمَرْيَمُ
ان پر	زکریاؑ	محراب میں	تو وہ پاتے	ان کے پاس	کچھ رزق	تو وہ کہتے	اے مریم

اَنّٰى	لَكِ	هٰذَا	قَالَتْ	هُوَ	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اِنَّ اللّٰهَ	يَرْزُقُ
کہاں سے	تیرے لیے	یہ ہے	تو وہ کہتیں	یہ	اللہ کے پاس سے ہے	بیشک اللہ	رزق دیتا ہے

مَنْ	يَّشَآءُ	بِغَيْرِ حِسَابٍ	هُنَالِكَ	دَعَا	زَكَرِيَّا	رَبَّهٗ
اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	کسی حساب کے بغیر	وہیں	پکارا	زکریاؑ نے	اپنے رب کو

قَالَ	رَبِّ	هَبْ	لِيْ	مِنْ لَّدُنْكَ	ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً	اِنَّكَ
انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو عطا کر	میرے لیے	اپنے خزانے سے	ایک پاکیزہ اولاد	بیشک تو

سَمِيْعُ الدُّعَآءِ
دُعا کا سننے والا ہے۔

آیت نمبر (39 تا 40)

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ
عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿٤٠﴾ ﴾

ع ق ر

(ض) عَقْرًا: (۱) درخت کو جڑ سے کاٹنا۔ (۲) چوپائے کی ٹانگیں کاٹنا۔ (۳) اپنی نسل کاٹنا یعنی بانجھ ہونا۔ ﴿ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ ﴾ (7/الاعراف:77) ”پھر اُن لوگوں نے ٹانگیں کاٹیں اونٹنی کی۔“

عَاقِرٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ کاٹنے والا۔ بانجھ (یہ مذکر اور مؤنث، دونوں کے لیے آتا ہے)۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

واؤ حالیہ ہے اور یہ هُوَ کا حال ہے۔ جب کہ قَآئِمٌ کا حال يُصَلِّيْ ہے۔ مُصَدِّقًا۔ سَيِّدًا۔ حَصُوْرًا نَبِيًّا، یہ سب يَحْيٰى کے حال ہیں۔ يَكُوْنُ كَانَ تامّہ ہے۔

ترجمہ

فَنَادَتۡهُ	الۡمَلٰٓـئِكَةُ	وَ	هُوَ	قَآئِمٌ	يُّصَلِّىۡ
تو آواز دی انؑ کو	فرشتوں نے	اس حال میں کہ	وہ	کھڑے تھے	نماز پڑھتے ہوئے

فِى الۡمِحۡرَابِ	اَنَّ	اللّٰهَ	يُبَشِّرُكَ	بِيَحۡيٰى	مُصَدِّقًا	بِكَلِمَةٍ	مِّنَ اللّٰهِ
محراب میں	کہ	اللہ	بشارت دینے دیتا ہے آپؑ کو	یحیٰؑ کی	تصدیق کرنیوالا ہوتے ہوئے	ایک فرمان کی	اللہ (کی طرف) سے

وَسَيِّدًا	وَّحَصُوۡرًا	وَّنَبِيًّا	مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ
اور سردار ہوتے ہوئے	اور عورتوں سے الگ ہوتے ہوئے	اور نبی ہوتے ہوئے	صالحین میں سے

قَالَ	رَبِّ	اَنّٰى	يَكُوۡنُ	لِىۡ	غُلٰمٌ	وَّ
انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	کہاں سے	ہوگا	میرے لیے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ

قَدۡ بَلَغَنِىَ	الۡكِبَرُ	وَامۡرَاَتِىۡ	عَاقِرٌ	قَالَ	كَذٰلِكَ
پہنچ چکا ہے مجھ کو	بڑھاپا	اور میری عورت	بانجھ ہے	(فرشتے نے) کہا	اس طرح (ہی ہے)

اللّٰهُ	يَفۡعَلُ	مَا	يَشَآءُ
اللہ	کرتا ہے	وہ جو	وہ چاہتا ہے

نوٹ۔1 بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

آیت نمبر (41 تا 43)

﴿ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّىۡۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ وَاذۡكُرْ رَّبَّكَ كَثِيۡرًا وَّ
سَبِّحۡ بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِبۡكَارِ ﴿۴۱﴾ ۧ وَاِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓـئِكَةُ يٰمَرۡيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصۡطَفٰىكِ عَلٰى
نِسَآءِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرۡيَمُ اقۡنُتِىۡ لِرَبِّكِ وَاسۡجُدِىۡ وَارۡكَعِىۡ مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴿۴۳﴾ ﴾

ر م ز

(ن۔ض) رَمۡزًا اشاروں میں بات سمجھانا۔اشارہ کرنا۔

رَمۡزٌ اسم ذات بھی ہے۔اشارہ۔آیت زیر مطالعہ۔

ع ش و

(ن) عَشۡوًا آنکھ میں موتیا اُترنے کی وجہ سے دھندلا نظر آنا۔(۲) کسی طرف سے آنکھ بند کرنا۔جی چرانا۔﴿ وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ ﴾ (43/الزخرف:36) ''اور جو آنکھ چُراتا ہے رحمن کی یاد سے۔''

عِشَاءٌ رات کی ابتدائی تاریکی۔﴿ وَجَآءُوۡۤ اَبَاهُمۡ عِشَآءً يَّبۡكُوۡنَ ﴿۱۶﴾ ؕ ﴾ (12/یوسف:16) ''اور وہ آئے اپنے والد کے پاس مغرب کے بعد روتے ہوئے۔''

عَشِيَّةٌ ج عَشِىٌّ۔ شام۔﴿ لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوۡ ضُحٰٮهَا ﴿۴۶﴾ ۧ ﴾ (79/النّٰزعٰت:46) ''وہ لوگ نہیں ٹھہرے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے۔''

ترکیب

اٰیَتُکَ مبتداء ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور اَلَّا تُکَلِّمَ ، اٰیَۃُ کا بدل ہے۔ اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے اور اَنْ نے تُکَلِّمَ کو منصوب کیا ہے۔ اس کا مفعول النَّاسَ ہے۔ ثَلٰثَۃَ ظرف اور رَمْزًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ وَاذْکُرْ کا مفعول مطلق ذِکْرًا محذوف ہے اور کَثِیْرًا اس کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

قَالَ	رَبِّ	اجْعَلْ	لِّیْٓ	اٰیَۃً	قَالَ	اٰیَتُكَ
(زکریاؑ) کہا	اے میرے رب	تو بنا	میرے لیے	ایک نشانی	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	تیری نشانی ہے

اَلَّا تُكَلِّمَ	النَّاسَ	ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ	اِلَّا	رَمْزًا	وَاذْكُرْ	رَّبَّكَ
کہ تو کلام نہیں کرے گا	لوگوں سے	تین دن	مگر	اشارے سے	اور تو یاد کر	اپنے رب کو

كَثِیْرًا	وَّسَبِّحْ	بِالْعَشِیِّ	وَالْاِبْكَارِ	وَاِذْ	قَالَتِ	الْمَلٰٓىِٕكَةُ
کثرت سے	اور تو تسبیح کر	شاموں کو	اور صبح سویرے	اور جب	کہا	فرشتوں نے

یٰمَرْیَمُ	اِنَّ اللّٰهَ	اصْطَفٰكِ	وَطَهَّرَكِ	وَاصْطَفٰكِ
اے مریم	یقیناً اللہ نے	چُن لیا آپ کو	اور اس نے پاک کیا آپ کو	اور اس نے چُنا آپ کو

عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ	یٰمَرْیَمُ	اقْنُتِیْ	لِرَبِّكِ	وَاسْجُدِیْ
تمام جہانوں کی عورتوں پر	اے مریم	آپ فرمانبرداری کریں	اپنے رب کی	اور آپ سجدہ کریں

وَارْكَعِیْ	مَعَ الرّٰكِعِیْنَ
اور آپ رکوع کریں	رکوع کرنے والوں کے ساتھ

نوٹ۔1

لفظ رَمْزٌ میں بنیادی مفہوم ہے ہونٹ کی حرکت سے اشارہ کرکے بات سمجھانا۔ جب کہ اَبرو اور آنکھ سے اشارہ کرکے بات سمجھانے کو غَمْزٌ کہتے ہیں اور یہ لفظ باب تفاعل سے آیت نمبر(83/المطففین:30) 8 میں آیا ہے۔

آیت نمبر(44تا46)

﴿ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ
مَرْیَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ
مِّنْهُ ۖۗ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۵﴾ۙ وَیُكَلِّمُ
النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۴۶﴾ ﴾

و	ح	ی

(ض) وَحْیًا پوشیدہ پیغام بھیجنا۔ الہام کرنا۔

وَحْیٌ اسم ذات ہے۔ پوشیدہ پیغام۔ الہام۔ وحی۔ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا﴾ (42/شوریٰ:51) ”اور نہیں ہے کسی بشر کے لیے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر الہام سے یا پردے کے پیچھے سے یا وہ بھیجے ایک پیغامبر یعنی فرشتہ۔“

543

(افعال) اِیْحَاءً پوشیدہ پیغام بھیجنا۔ الہام کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔ (یہ ثلاثی مجرد کے ہم معنی ہے لیکن قرآن مجید میں اَفعال ثلاثی مجرد سے نہیں بلکہ باب افعال سے آئے ہیں)۔

ک ھ ل

(ف) کُھُوْلًا ادھیڑ عمر کا ہونا۔

کَھْلٌ ادھیڑ عمری کا زمانہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

ذٰلِکَ مبتداء ہے اس کی خبر اَنْبَآءٌ محذوف ہے۔ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ قائم مقام خبر ہے۔ نُوْحِیْهِ جملہ فعلیہ ہے اور ذٰلِکَ کی خبر ثانی ہے۔ اِلَیْکَ متعلق خبر ہے۔ اِسْمُهٗ مبتداء ہے اور اَلْمَسِیْحُ اس کی خبر ہے، جب کہ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ بدل ہے اَلْمَسِیْحُ کا۔ وَجِیْهًا اور کَهْلًا حال ہیں۔

ترجمہ

ذٰلِكَ	مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ	نُوْحِیْهِ	اِلَیْكَ	وَمَا كُنْتَ
یہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں اس کو	آپ ؐ کی طرف	اور آپ ؐ نہیں تھے۔

لَدَیْهِمْ	اِذْ	یُلْقُوْنَ	اَقْلَامَهُمْ	اَیُّهُمْ	یَكْفُلُ	مَرْیَمَ
ان کے پاس	جب	ڈالتے تھے	اپنے قلم	(کہ) ان سے کون	کفالت کرے گا	مریم کی

وَمَا كُنْتَ	لَدَیْهِمْ	اِذْ	یَخْتَصِمُوْنَ	اِذْ قَالَتِ	الْمَلٰٓئِكَةُ
اور آپ ؐ نہیں تھے	ان کے پاس	جب	وہ لوگ ایک دوسرے سے اُلجھ رہے تھے	جب کہا	فرشتوں نے

یٰمَرْیَمُ	اِنَّ اللّٰهَ	یُبَشِّرُكِ	بِكَلِمَةٍ	مِّنْهُ	اسْمُهُ
اے مریم	بیشک اللہ	بشارت دیتا ہے آپ کو	ایک فرمان کی	اپنی (طرف) سے	اس کا نام

الْمَسِیْحُ	عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ	وَجِیْهًا	فِی الدُّنْیَا	وَالْاٰخِرَةِ
مسیح ؑ ہے	جو عیسیٰ ؑ ابن مریم ہیں	بلند رُتبہ ہوں گے	دنیا میں	اور آخرت میں

وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ	یُكَلِّمُ	النَّاسَ	فِی الْمَهْدِ	وَكَهْلًا
اور (وہ ہوں گے) مقربین میں سے	اور وہ کلام کریں گے	لوگوں سے	گہوارے میں	اور ادھیڑ عمر ہوتے ہوئے

وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ
اور (وہ ہوں گے) صالحین میں سے

نوٹ۔1

یہاں حضرت عیسیٰ ؑ کے دو معجزوں کا ذکر ہے۔ ایک یہ کہ وہ گہوارے میں لوگوں سے کلام کریں گے۔ دوسرا یہ کہ ادھیڑ عمری کی حالت میں کلام کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ دودھ پیتے بچے کا کلام کرنا تو معجزہ ہے لیکن ادھیڑ عمری میں تو ہر شخص کلام کرتا ہے۔ اس کو معجزے کے طور پر بیان کرنے کا کیا مطلب ہے۔

یہ بات سب مانتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ کے عقیدہ کے مطابق پھانسی دیے جانے کے وقت اور اسلامی عقیدے کے مطابق آسمان پر اٹھائے جانے کے وقت حضرت عیسیٰ ؑ کی عمر 30 اور 35 سال کے درمیان تھی۔ اس طرح وہ ادھیڑ عمر کو پہنچے ہی نہیں۔

اب یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں اور ادھیڑ عمر کو پہنچیں۔ اس لیے جس طرح ان کا بچپن کا کلام معجزہ تھا اسی طرح ادھیڑ عمری کا کلام بھی معجزہ ہوگا۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (47 تا 48)

﴿ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ ﴾

ترکیب

يُعَلِّمُهٗ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جب کہ ضمیر مفعولی ہٗ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے اور یہ يُعَلِّمُ کا مفعول اوّل ہے۔ اَلْكِتٰبَ سے وَالْاِنْجِيْلَ تک مفعول ثانی ہیں۔

ترجمہ

قَالَتْ	رَبِّ	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِيْ	وَلَدٌ	وَّ
(بی بی مریم نے) کہا	اے میرے رب	کہاں سے	ہوگا	میرے لیے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ

لَمْ يَمْسَسْنِيْ	بَشَرٌ	قَالَ	كَذٰلِكِ	اللّٰهُ	يَخْلُقُ	مَا
چھوا ہی نہیں مجھ کو	کسی بشر نے	(فرشتے نے) کہا	اس طرح ہی ہے	اللہ	پیدا کرتا ہے	اس کو جس کو

يَشَآءُ	اِذَا	قَضٰۤى	اَمْرًا	فَاِنَّمَا	يَقُوْلُ
وہ چاہتا ہے	جب کبھی	وہ فیصلہ کرتا ہے	کسی کام کا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کہتا ہے

لَهٗ	كُنْ	فَيَكُوْنُ	وَيُعَلِّمُهُ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ
اس سے	تو ہو جا	پس وہ ہو جاتا ہے	اور وہ علم دے گا انؑ کو	کتاب کا	اور حکمت کا

وَالتَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ
اور تورات کا	اور انجیل کا

نوٹ 1

كُنْ فَيَكُوْنُ کا ہم لوگوں کے ذہن میں تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم دیتا ہے تو وہ پلک جھپکتے ہی فوراً ہو جاتا ہے، جب کہ فَيَكُوْنُ کا یہ مطلب نہیں ہے اس کا مطلب بس اتنا ہے کہ وہ ہو جاتا ہے، خواہ فوری طور رپ ہو یا کچھ وقت لگے۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ عالم امر میں اس کے احکام کی تعمیل فوری ہوتی ہے۔ جب کہ عالم خلق میں تدریج کا اصول کارفرما ہے اور یہاں وقت لگتا ہے۔

مثال کے طور پر کسان جب زمین میں بیج ڈالتا ہے تو کچھ بیج نہیں پھوٹتے کیونکہ انہیں حکم نہیں ملا۔ یہ وہ بیج ہیں جو ضائع ہو گئے۔ لیکن جن بیجوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوجاتا ہے کہ كُنْ یعنی درخت ہوجا، تو ان کے اندر اس کیمیائی تبدیلی کا عمل فوری طور پر شروع ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں بیج پوٹتا ہے۔ یہ عالم امر ہے اور یہاں حکم کی تعمیل فوری ہے۔ لیکن کیمیائی تبدیلی کے نتیجے میں بیج کا پھوٹنا، اکھوے کا نکلنا، پودا بننا پھر درخت بننا اور پھل آنا، یہ سب عالم خلق ہے۔ اس میں وقت لگتا ہے اور یہاں تدریج کا اصول کارفرما ہے۔

نوٹ۔1

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل کی تعلیم دینے کا مطلب تو واضح ہے،لیکن یہاں الکتٰب اور الحکمۃ کی تعلیم دینے سے کیا مراد ہے،اس ضمن میں آراء مختلف ہیں۔ میرا ذہن شیخ الہندؒ کی رائے کو ترجیح دیتا ہے کہ کتاب وحکمت سے مراد قرآن وسنت ہے۔کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور قرآن وسنت کے مطابق احکام دیں گے۔اس لیے ضرورت ہے کہ انہیں قرآن وسنّت کی تعلیم بھی دی جائے۔

آیت نمبر(49)

﴿ وَرَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۬ۙ اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۙ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿ۚ۴۹﴾ ﴾

ط ی ن

(ض) طَیْنًا گارے سے دیوار لیپنا۔

طِیْنٌ اسم ذات ہے۔گارا۔آیت زیر مطالعہ۔

ھ ی ء

(ض) ھَیْئَۃً خوش شکل ہونا۔

ھَیْئَۃٌ اسم ذات بھی ہے۔شکل۔حلیہ۔آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) تَھْیِئَۃً کسی کو شکل دینا یعنی کسی کام کا سامان مہیا کرنا۔اسباب پیدا کرنا۔﴿ وَیُہَیِّئۡ لَکُمۡ مِّنۡ اَمۡرِکُمۡ مِّرۡفَقًا ﴿۱۶﴾ ﴾ (18/الکھف:16)''اور وہ اسباب پیدا کرے گا تمہارے لیے تمہارے کام میں آسانی کے۔''

ھَیِّئْ فعل امر ہے۔تو سامان فراہم کر۔تو اسباب پیدا کر۔﴿ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ ﴾ (18/الکھف:10)''اے ہمارے رب تو عطا کر ہم کو اپنے خزانے سے کچھ رحمت اور تو اسباب پیدا کر ہمارے لیے کام میں بھلائی کی راہ کے۔''

ن ف خ

(ن) نَفْخًا پھونک مارنا۔آیت زیر مطالعہ۔

نَفْخَۃٌ اسم ذات ہے۔پھونک۔﴿ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ نَفۡخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ﴿ۙ۱۳﴾ ﴾ (69/الحاقۃ:13)''پھر جب پھونکی جائے گی صور میں پہلی پھونک۔''

ک م ہ

(س) کَمَھًا اندھا ہونا۔

اَکْمَہُ افعل التفضیل ہے۔پیدائشی اندھا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ب ر ص

(س) بَرَصًا برص کا مریض ہونا۔

اَبْرَصُ افعل التفضیل ہے۔برص کا پُرانا مریض۔کوڑھی۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ذ	خ	ر

(ف) ذَخْرًا وقت ضرورت کے لیے جمع کرنا۔

(افتعال) اِذِّخَارًا مستقبل کے لیے اہتمام سے جمع کرنا۔ ذخیرہ کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

رَسُوْلًا سے پہلے اگر یُبْعَثُ کو محذوف مانیں تو رَسُوْلًا اس کا مفعول ثانی ہے اور اگر یَکُوْنُ کو محذوف مانیں تو رَسُوْلًا اس کی خبر ہے۔ دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔ اسی طرح اَنِّیْ سے پہلے وَیَقُوْلُ محذوف ہے۔ تَدَّخِرُوْنَ مادہ ''ذخر'' سے باب افتعال میں جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔ یہ اصلاً تَذْتَخِرُوْنَ تھا۔ پھر قاعدے کے مطابق افتعال کی تا کو ذ میں تبدیل کر کے ادغام کیا تو تَذَّخِرُوْنَ ہوا اور یہ اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ پھر ''ذ'' کو ''د'' میں تبدیل کرنا قرآن مجید کی خصوصیت ہے۔

ترجمہ

وَرَسُوْلًا	اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	اَنِّیْ	قَدْ جِئْتُکُمْ
اور (وہ ہوں گے) ایک رسول	بنواسرائیل کی طرف	(وہ کہیں گے) کہ میں	آیا ہوں تمہارے پاس

بِاٰیَۃٍ	مِّنْ رَّبِّکُمْ	اَنِّیْٓ	اَخْلُقُ	لَکُمْ	مِّنَ الطِّیْنِ
ایک نشانی کے ساتھ	تمہارے رب (کی طرف) سے	کہ میں	بناتا ہوں	تمہارے لیے	گارے سے

کَہَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ	فَاَنْفُخُ	فِیْہِ	فَیَکُوْنُ	طَیْرًا	بِاِذْنِ اللّٰہِ
پرندوں کی شکل جیسا	پھر میں پھونکتا ہوں	اس میں	تو وہ ہو جاتا ہے	اُڑنے والا	اللہ کی اجازت سے

وَاُبْرِیُٔ	الْاَکْمَہَ	وَالْاَبْرَصَ	وَاُحْیِ	الْمَوْتٰی
اور میں شفا دیتا ہوں	پیدائشی اندھے کو	اور کوڑھی کو	اور میں زندہ کرتا ہوں	مُردہ کو

بِاِذْنِ اللّٰہِ	وَاُنَبِّئُکُمْ	بِمَا	تَاْکُلُوْنَ	وَمَا
اللہ کی اجازت سے	اور میں بتا دیتا ہوں تم لوگوں کو	وہ، جو	تم لوگ کھاتے ہو	اور وہ، جو

تَدَّخِرُوْنَ	فِیْ بُیُوْتِکُمْ	اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ	لَاٰیَۃً	لَّکُمْ
تم لوگ ذخیرہ کرتے ہو	اپنے گھروں میں	بیشک اس میں	ایک نشانی ہے	تمہارے لیے

اِنْ کُنْتُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ
اگر تم لوگ ہو	ایمان لانے والے

آیت نمبر (50 تا 51)

﴿ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ
مِّنْ رَّبِّکُمْ قف فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ط ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾ ﴾

ترکیب

مُصَدِّقًا حال ہے۔ بَیْنَ یَدَیْنَ میں یَدَیْنَ مضاف بنا تو نون اعرابی گر گیا اور اس کی مضاف الیہ یائے متکلم آئی تو یہ یَدَیْ یَ ہوا۔ پھر دونوں یا کا ادغام کر کے یَدَیَّ بنا۔ اَطِیْعُوْا فعل امر ہے اور نِ ضمیر مفعولی نِیْ کا نون وقایہ ہے۔ (آیت نمبر ۲/۴۰، ترکیب)۔

ترجمہ

وَمُصَدِّقًا	لِّمَا	بَیْنَ یَدَیَّ	مِنَ التَّوْرٰىةِ	وَلِاُحِلَّ
اور تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے	اس کی جو	میرے سامنے ہے	تورات میں سے	اور تاکہ میں حلال کروں

لَکُمْ	بَعْضَ الَّذِیْ	حُرِّمَ	عَلَیْکُمْ	وَجِئْتُکُمْ
تمہارے لیے	اس کے بعض کو جو	حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	اور میں آیا ہوں تمہارے پاس

بِاٰیَةٍ	مِّنْ رَّبِّکُمْ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَاَطِیْعُوْنِ
ایک نشانی کے ساتھ	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور اطاعت کرو میری

اِنَّ اللّٰهَ	رَبِّیْ	وَرَبُّکُمْ	فَاعْبُدُوْهُ	هٰذَا	صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ
یقیناً اللہ	میرا رب ہے	اور تمہارا رب ہے	پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	یہ	ایک سیدھا راستہ ہے

نوٹ۔1

آیات ۴۹ اور ۵۰ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت صرف بنو اسرائیل کے لیے تھی، تمام عالم کے لیے نہیں تھی۔ وہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ شریعت موسوی کی تجدید کے لیے آئے تھے اور یہ کام انہوں نے اُس تورات سے کیا جو اُس زمانے میں یہودیوں کے پاس تھی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر صورتحال یہ تھی تو پھر انؑ کا بعض حرام چیزوں کو حلال کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اس ضمن میں دو آراء ہیں۔ ایک یہ کہ شریعت موسوی کے بعض سخت احکام میں نرمی کی جیسے ایام سبت کے احکام بہت سخت تھے جنہیں نرم کیا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ علماء یہود کے اختلاف، رہبانیت پسند لوگوں کے تشدد اور جہلاء کے توہم کی وجہ سے شریعت موسوی میں بعض ایسی چیزیں حرام قرار پا گئیں تھویں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس وقت کی موجود تورات کی سند پر ایسی چیزوں کو دوبارہ حلال کیا۔ آیت نمبر۔ ۵۰ میں ماضی مجہول کا لفظ حُرِّمَ آیا ہے جس سے دوسری رائے کو تقویت ملتی ہے، لیکن پہلی رائے کو بھی غلط قرار دینا ممکن نہیں ہے۔ میرے خیال کے مطابق اس امکان کو بھی رد نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مذکورہ دونوں کام کیے ہوں۔

آیت نمبر (52 تا 54)

﴿ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ وَ
مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ﴿۵۴﴾ ع ﴾

ح	س	س

(ن) **حَسًّا** — جڑ سے اُکھاڑنا۔قتل کرنا۔﴿اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ بِاِذۡنِهٖ ۚ﴾ (3/آل عمران:152)''جب لوگ قتل کرتے تھے ان کو اس کی اجازت سے۔''

(ض) **حِسًّا** — حواسِ خمسہ کے ذریعہ کسی بات کا پتہ چلنا۔محسوس ہونا۔

حَسِيۡسٌ — فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ہلکی اور پست آواز۔سرسراہٹ۔﴿لَا يَسۡمَعُوۡنَ حَسِيۡسَهَا ۚ﴾ (21/الانبیاء:102)''وہ لوگ نہیں سُنیں گے اس کی سرسراہٹ۔''

(افعال) **اِحۡسَاسًا** — حواسِ خمسہ کے ذریعہ پتہ چلانا۔احساس کرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) **تَحَسُّسًا** — کوشش کر کے پتہ چلانا۔سراغ لگانا۔

تَحَسَّسۡ — فعل امر ہے۔تو سراغ لگا۔﴿يٰبَنِىَّ اذۡهَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ يُّوۡسُفَ وَاَخِيۡهِ﴾ (12/یوسف:87)''اے میرے بیٹو تم لوگ جاؤ پھر سراغ لگاؤ یوسف کا اور اس کے بھائی کا۔''

م	ک	ر

(ن) **مَكۡرًا** — خفیہ تدبیر کرنا۔چال چلنا (اچھے اور برے، دونوں مقصد کے لیے آتا ہے)۔آیت زیرِ مطالعہ۔

مَكۡرٌ — اسم ذات بھی ہے۔تدبیر۔چال۔﴿وَلَا يَحِيۡقُ الۡمَكۡرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ ؕ﴾ (35/فاطر:43)''اور نہیں پڑتی بُری چال مگر اپنے اہل پر یعنی چال چلنے والے پر۔''

مَاكِرٌ — اسم الفاعل ہے۔تدبیر کرنے والا۔چال چلنے والا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترجمہ

فَلَمَّآ	اَحَسَّ	عِيۡسٰى	مِنۡهُمُ	الۡكُفۡرَ	قَالَ	مَنۡ	اَنۡصَارِىۡۤ
پھر جب	احساس کیا	عیسیٰؑ نے	ان لوگوں سے	انکار کا	تو انہوں نے کہا	کون	میرا مددگار رہے

اِلَى اللّٰهِ	قَالَ	الۡحَوَارِيُّوۡنَ	نَحۡنُ	اَنۡصَارُ اللّٰهِ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ
اللہ کی طرف	کہا	حواریوں نے	ہم	اللہ کے مددگار ہیں	ہم ایمان لائے	اللہ پر

وَاشۡهَدۡ	بِاَنَّا	مُسۡلِمُوۡنَ	رَبَّنَآ	اٰمَنَّا
اور آپؑ گواہی دیں	کہ ہم	فرمانبرداری قبول کرنے والے ہیں	اے ہمارے رب	ہم ایمان لائے

بِمَآ	اَنۡزَلۡتَ	وَاتَّبَعۡنَا	الرَّسُوۡلَ	فَاكۡتُبۡنَا
اس پر جو	تو نے اُتارا	اور ہم نے پیروی کی	ان رسولؑ کی	پس تو لکھ دے ہم کو

مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ	وَمَكَرُوۡا	وَمَكَرَ	اللّٰهُ	وَاللّٰهُ
گواہی دینے والوں کے ساتھ	اور ان لوگوں نے چال چلی	اور تدبیر کی	اللہ نے	اور اللہ

خَيۡرُ الۡمٰكِرِيۡنَ
بہترین تدبیر کرنے والا ہے

آیت نمبر (55 تا 57)

543

﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ
فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٥٥﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَاَمَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٧﴾ ﴾

ترکیب

مَرْجِعُكُمْ مبتداء مؤخر ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور قائم مقام خبر مقدم ہے۔ اس میں مَرْجِعٌ مصدر بھی ہوسکتا ہے اور اسم الظرف بھی۔ ہم مصدر ہونے کو ترجیح دیں گے۔ اُعَذِّبُ کا مفعول هُمْ اور عَذَابًا شَدِيْدًا مفعول مطلق ہے۔ مِنْ نّٰصِرِيْنَ کا مِنْ تبعیضیہ ہے۔

ترجمہ

اِذْ قَالَ	اللّٰهُ	يٰعِيْسٰٓى	اِنِّىْ	مُتَوَفِّيْكَ
جب کہا	اللہ نے	اے عیسیٰؑ	بیشک میں	پورا پورا لینے والا ہوں آپؑ کو

وَرَافِعُكَ	اِلَىَّ	وَمُطَهِّرُكَ
اور میں اُٹھانے والا ہوں آپؑ کو	اپنی طرف	اور میں نجات دلانے والا ہوں آپؑ کو

مِنَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَجَاعِلُ	الَّذِيْنَ	اتَّبَعُوْكَ
ان لوگوں سے جنہوں نے	انکار کیا	اور میں بنانے والا ہوں	ان کو جنہوں نے	پیروی کی آپؑ کی

فَوْقَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	ثُمَّ	اِلَىَّ
ان سے اوپر جنہوں نے	انکار کیا	قیامت کے دن تک	پھر	میری طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ	فَاَحْكُمُ	بَيْنَكُمْ	فِيْمَا	كُنْتُمْ	فِيْهِ
تم لوگوں کا لوٹنا ہے	تب میں فیصلہ کروں گا	تمہارے مابین	اس میں	تم لوگ	جس میں

تَخْتَلِفُوْنَ	فَاَمَّا الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَاُعَذِّبُهُمْ	عَذَابًا شَدِيْدًا
اختلاف کرتے تھے	پس وہ جنہوں نے	انکار کیا	ان کو تو میں عذاب دوں گا	ایک شدید عذاب

فِى الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ	وَمَا لَهُمْ	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ
دنیا میں	اور آخرت میں	اور ان کے لیے نہیں ہے	کسی قسم کا کوئی مدد کرنے والا

وَاَمَّا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	فَيُوَفِّيْهِمْ
اور وہ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ان کو تو وہ پورا پورا دے گا

اُجُوْرَهُمْ	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ	الظّٰلِمِيْنَ
ان کے اجر	اور اللہ	پسند نہیں کرتا	ظلم کرنے والوں کو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 2/ 40 کی لغت میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ باب تفعّل میں تَوَفِّی ۔ یَتَوَفّٰی کے اصلی معنی ہیں ''پورا پورا لے لینا۔'' پھر اس سے موت دینا مراد لیا جاتا ہے، جو کہ اس کے مجازی معنی ہیں۔ اس آیت میں لفظ مُتَوَفِّیْ آیا ہے جو اس کا اسم الفاعل ہے۔ اس کے اصلی معنی ہیں پورا پورا لے لینے والا، اور اس کے مجازی معنی ہیں موت دینے والا۔

اس قسم کے الفاظ کے متعلق اصول یہ ہے کہ عبارت یا جملہ میں کوئی ایسا قرینہ موجود ہو کہ ایسے لفظ کے اصلی معنی لینا ممکن نہ ہو، تب مجازی معنی لیے جاتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہو کہ مجازی معنی لینا ضروری ہو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی صورت نہ ہو تو پھر عام طور پر لفظ کے اصلی معنی ہی لیے جاتے ہیں۔

آیت زیرِ مطالعہ میں مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت موجود نہیں ہے۔ اس لیے اصولاً مُتَوَفِّیْکَ اصلی معنی ہی لیا جانا چاہیے۔ اب یہ ایک غیر معمولی بات ہے کہ یہاں ایک ایسا قرینہ موجود ہے جس کی وجہ سے مجازی معنی لینا ممکن نہیں رہتا اور وہ یہ کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کے بعد وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ بات بہت واضح ہے کہ لفظ مُتَوَفِّیْ کا معنی مراد یعنی صاحبِ کلام کا مطلب اگر ''موت دینے والا'' ہوتا تو پھر رَافِعُکَ کا اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس اضافے نے مُتَوَفِّیْ کے مجازی معنی کے امکان کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے۔

فعل رَفَعَ بھی دو معانی میں آتا ہے۔ (۱) جسمانی طور پر اُٹھانا۔ (۲) درجات یا رُتبہ کے لحاظ سے بلند کرنا۔ قرآن مجید میں اس کے مختلف صیغے اور مشتقات 29 مقامات پر آئے ہیں، کہیں پہلے اور کہیں دوسرے معنی میں۔ اس ضمن میں نوٹ کرنے والی بات یہ ہے کہ پورے قرآن مجید میں اس کے ساتھ اِلٰی کا صلہ صرف دو مقامات پر آیا ہے، ایک آیت زیرِ مطالعہ میں اور دوسرا آیت نمبر۔ ۴/ ۱۵۸ میں۔ دونوں جگہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے لیے آیا ہے اور دونوں جگہ اِلٰی کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ اس کی وجہ سے یہ امکان ختم ہو جاتا ہے کہ مذکورہ دونوں مقامات پر حضرت عیسیٰؑ کے رُتبہ کی بلندی کا معنی لیا جائے۔ اس لیے اس آیت کا معنی مراد یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کے جسم کے ساتھ اللہ نے آسمان میں اُٹھایا۔

جو لوگ اس آیت میں لفظ مُتَوَفِّیْ کا مطلب ''موت دینے والا'' لیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ امت کے مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے یہی معنی لیے ہیں۔ یہ بات درست ہے لیکن انہوں نے آیت کے معنی مراد کو بھی قائم رکھا ہے۔ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ ''میں آپ علیہ السلام کو اپنی طرف اُٹھالوں گا پھر آخر زمانہ میں آپ علیہ السلام کو طبعی طور پر وفات دوں گا۔'' (درمنثور، ج 2 ص 36۔ منقول از معارف القرآن)۔ یعنی آیت کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے۔ پہلے رَافِعُکَ کا وقوع ہوگا اور اس کے بعد مُتَوَفِّیْکَ کا وقوع ہوگا۔

امام رازیؒ نے نے نشاندہی کی ہے کہ بعض مصلحتوں کے تحت قرآنِ کریم میں اس طرح کی تقدیم و تاخیر بکثرت آئی ہے کہ جو واقعہ بعد میں ہونے والا تھا اس کو پہلے اور پہلے ہونے والے واقعہ کو بعد میں بیان فرمایا (تفسیر کبیر، ج2، ص 481 منقول از معارف القرآن)۔ آیت زیرِ مطالعہ میں تقدیم و تاخیر کس مصلحت سے کی گئی ہے، اس کی وضاحت معارف القرآن میں دی ہوئی ہے۔ خواہشمند حضرات وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

اس طرح آیت زیرِ مطالعہ اور آیت نمبر۔ 4/ 187 نص صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسمانی طور پر آسمان میں اُٹھایا ہے اور حضرت ابن عباس کی تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں واپس آنے کی سند بھی آیت زیرِ مطالعہ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایک سو سے زائد احادیث میں مختلف پیرائے میں جو خبریں دی گئی ہیں ان کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور ان کی واپسی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہو جاتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ آل عمران (۳)

آیت نمبر (58تا60)

﴿ ذٰلِكَ نَتۡلُوۡهُ عَلَيۡكَ مِنَ الۡاٰيٰتِ وَالذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيۡسٰى عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنۡ
تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۵۹﴾ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ﴿۶۰﴾ ﴾

ترکیب

مِنۡ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَلذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ مجرور ہے۔ اِنَّ کا اسم مَثَلَ عِيۡسٰى ہے اس لیے اس کا مضاف مَثَلَ منصوب ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ كَمَثَلِ اٰدَمَ قائم مقام خبر ہے اور عِنۡدَ اللّٰهِ متعلق خبر ہے۔

ترجمہ

وَالذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ	مِنَ الۡاٰيٰتِ	عَلَيۡكَ	نَتۡلُوۡهُ	ذٰلِكَ
اور پُر حکمت نصیحت میں سے	آیتوں میں سے	آپؐ کو	ہم پڑھ کر سناتے ہیں اسے	یہ

خَلَقَهٗ	كَمَثَلِ اٰدَمَ	عِنۡدَ اللّٰهِ	مَثَلَ عِيۡسٰى	اِنَّ
اس نے پیدا کیا انؑ کو	آدمؑ کی مثال جیسی ہے	اللہ کے نزدیک	عیسٰیؑ کی مثال	یقیناً

اَلۡحَقُّ	فَيَكُوۡنُ	كُنۡ	لَهٗ	قَالَ	ثُمَّ	مِنۡ تُرَابٍ
حق ہے	پس وہ ہو گئے	تو ہو جا	انؑ سے	اس نے کہا	پھر	ایک مٹی سے

مِّنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ	فَلَا تَكُنۡ	مِنۡ رَّبِّكَ
شک کرنے والوں میں سے	تو آپؐ نہ ہوں	تیرے رب (کی طرف) سے

آیت نمبر (61تا63)

﴿ فَمَنۡ حَآجَّكَ فِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَ
نِسَآءَكُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَكُمۡ ۛ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ
الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ وَمَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ
بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۶۳﴾ ﴾

ب ھ ل

(ف) بَهۡلًا کسی کو آزاد چھوڑنا۔

(افتعال) اِبۡتِهَالًا اہتمام سے آزاد ہونا۔ آزادی سے کھل کر التجا کرنا۔ گڑگڑانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

فعل امر تَعَالَوْا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے نَدْعُ۔ نَبْتَهِلْ اور نَجْعَلْ مجزوم ہوئے ہیں۔ اِنَّ کا اسم هٰذَا ہے۔ اِنَّ کی خبر پر تاکید مزید کے لئے اکثر لام تاکید لگا دیتے ہیں۔ وہی لام تاکید یہاں ضمیر فاصل هُوَ پر آیا ہے اور اَلْقَصَصُ الْحَقُّ خبر معرفہ ہے۔ مِنْ اِلٰهٍ کا مِنْ تبعیضیہ ہے۔

ترجمہ

فَمَنْ	حَآجَّكَ	فِيْهِ	مِنْ بَعْدِ مَا	جَآءَكَ	مِنَ الْعِلْمِ
پھر جو	حجت کرے آپؐ سے	اس میں	اس کے بعد کو جو	آیا آپؐ کے پاس	علم میں سے

فَقُلْ	تَعَالَوْا	نَدْعُ	اَبْنَآءَنَا	وَاَبْنَآءَكُمْ	وَنِسَآءَنَا
تو آپؐ کہیں	تم لوگ آؤ	تو ہم پکاریں	اپنے بیٹوں کو	اور (تم) تمہارے بیٹوں کو	اور (ہم) اپنی عورتوں کو

وَنِسَآءَكُمْ	وَاَنْفُسَنَا	وَاَنْفُسَكُمْ	ثُمَّ نَبْتَهِلْ
اور (تم) تمہاری عورتوں کو	اور (ہم) اپنی جانوں کو	اور (تم) تمہاری جانوں کو	پھر ہم گڑگڑائیں

فَنَجْعَلْ	لَّعْنَتَ اللّٰهِ	عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	اِنَّ هٰذَا	لَهُوَ
پھر ہم بنائیں (یعنی بھیجیں)	اللہ کی لعنت	جھوٹ کہنے والوں پر	بیشک یہ	لازماً یہی

اَلْقَصَصُ الْحَقُّ	وَمَا	مِنْ اِلٰهٍ	اِلَّا اللّٰهُ	وَاِنَّ اللّٰهَ
سچا قصہ ہے	اور نہیں ہے	کسی قسم کا کوئی اِلٰہ	سوائے اللہ کے	اور یقیناً اللہ

لَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	فَاِنْ	تَوَلَّوْا
لازماً وہی	بالادست ہے	حکمت والا ہے	پھر اگر	وہ لوگ روگردانی کریں

فَاِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	بِالْمُفْسِدِيْنَ
تو یقیناً اللہ (تو)	جاننے والا ہے	فساد پھیلانے والوں کو

آیت نمبر (64 تا 66)

﴿ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا
يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾ هٰٓاَنْتُمْ
هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

ترکیب

كَلِمَةٍ نکرہ مخصوصہ ہے اور سَوَآءٍ اس کی خصوصیت ہے۔ اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے اور اس میں لائے نفی ہے، اس لئے اَنْ نے نَعْبُدَ کو منصوب کیا ہے۔ نُشْرِكَ اور يَتَّخِذَ، اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ يَتَّخِذَ کا فاعل

بَعْضُنَا ہے۔ بَعْضًا اس کا مفعول اوّل اور اَرْبَابًا مفعول ثانی ہے۔ ھَا کلمہ تنبیہ ہے۔ اَنْتُمْ مبتداء ہے اور ھٰٓؤُلَآءِ اس کی خبر ہے۔ حَاجَجْتُمْ خبر کا بدل ہے اس لئے ترجمہ حال میں ہوگا۔ لَيْسَ کا اسم عِلْمٌ ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے اور لَكُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

قُلْ	يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	تَعَالَوْا	اِلٰى كَلِمَةٍ	سَوَآءٍ	بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
آپؐ کہئے	اے اہل کتاب	تم لوگ آؤ	ایک ایسے کلمے کی طرف جو	یکساں ہے	ہمارے اور تمہارے درمیان

اَلَّا نَعْبُدَ	اِلَّا اللّٰهَ	وَلَا نُشْرِكَ	بِهٖ	شَيْـًٔا
کہ ہم بندگی نہ کریں	مگر اللہ کی	اور (یہ) کہ ہم شرک نہ کریں	اس کے ساتھ	ذرا سا بھی

وَّلَا يَتَّخِذَ	بَعْضُنَا	بَعْضًا	اَرْبَابًا	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	فَاِنْ
اور (یہ) کہ نہ بنائے	ہم میں سے کوئی	کسی کو	پرورش کرنے والا	اللہ کے سوا	پھر اگر

تَوَلَّوْا	فَقُوْلُوا	اشْهَدُوْا	بِاَنَّا	مُسْلِمُوْنَ	يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
وہ لوگ روگردانی کریں	تو تم لوگ کہو	گواہ ہو	کہ ہم تو	تابعداری کرنے والے ہیں	اے اہلِ کتاب

لِمَ	تُحَآجُّوْنَ	فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ	وَمَآ	اُنْزِلَتِ	التَّوْرٰىةُ
کیوں	تم لوگ حجت کرتے ہو	ابراہیمؑ (کے بارے) میں	حالانکہ نہیں	اُتاری گئی	تورات

وَالْاِنْجِيْلُ	اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	هٰٓاَنْتُمْ	هٰٓؤُلَآءِ
اور انجیل	مگر انؑ کے بعد	تو کیا تم لوگ عقل نہیں کرتے	سن لو! تم لوگ	وہ ہو

حَاجَجْتُمْ	فِيْمَا	لَكُمْ	بِهٖ	عِلْمٌ	فَلِمَ	تُحَآجُّوْنَ
جو حجت کرتے ہو	اس میں	تمہارے لئے	جس میں	ایک علم ہے	پھر کیوں	تم لوگ حجت کرتے ہو

فِيْمَا	لَيْسَ	لَكُمْ	بِهٖ	عِلْمٌ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	وَاَنْتُمْ
اس میں	نہیں ہے	تمہارے لئے	جس میں	کوئی علم	اور اللہ	جانتا ہے	اور تم لوگ

لَا تَعْلَمُوْنَ
نہیں جانتے

نوٹ۔1

کسی کو رب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت کی جائے۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔2

یہودی کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ نصرانی تھے۔ اس حجت کا حوالہ دے کر ان کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرائی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینکڑوں سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

تورات نازل ہوئی، جس کے بعد یہودیت وجود میں آئی۔ اور ان کے ہزاروں سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی، جس کے بعد نصرانیت وجود میں آئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی کیسے ہو گئے۔ تو کیا تمہاری عقل بالکل ہی ماری گئی ہے۔

آیت نمبر (67 تا 69)

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝67 اِنَّ
اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَھٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝68 وَدَّتْ
طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝69﴾

ترکیب

يَهُوْدِيًّا۔ نَصْرَانِيًّا۔ حَنِيْفًا اور مُسْلِمًا، یہ سب كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ میں اَوْلٰی تفضیل کل ہے اور یہ پورا فقرہ اِنَّ کا اسم ہے۔ لَلَّذِيْنَ کا لام تاکید ہے۔ اِنَّ کی خبر اوّل لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ ہے وَھٰذَا النَّبِىُّ خبر ثانی ہے اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خبر ثالث ہے

ترجمہ

مَا كَانَ	اِبْرٰهِيْمُ	يَهُوْدِيًّا	وَّلَا نَصْرَانِيًّا	وَّلٰكِنْ	كَانَ	حَنِيْفًا
نہیں تھے	ابراہیمؑ	یہودی	اور نہ ہی نصرانی	بلکہ	وہ تھے	یکسو

مُّسْلِمًا	وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اِنَّ	اَوْلَى النَّاسِ
فرمانبردار	اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	بیشک	لوگوں میں سب سے زیادہ قریب

بِاِبْرٰهِيْمَ	لَلَّذِيْنَ	اتَّبَعُوْهُ	وَھٰذَا النَّبِىُّ
ابراہیمؑ سے	لازماً وہ لوگ ہیں جنہوں نے	پیروی کی ان کی	اور یہ نبیؐ ہیں

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَاللّٰهُ	وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ	وَدَّتْ
اور وہ لوگ ہیں جو	ایمان لائے (ان نبیؐ پر)	اور اللہ	مومنوں کا کارساز ہے	آرزو کی

طَّاۗىِٕفَةٌ	مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ	لَوْ	يُضِلُّوْنَكُمْ
ایک جماعت نے	اہل کتاب میں سے	کاش	وہ لوگ گمراہ کر دیں تم لوگوں کو

وَمَا يُضِلُّوْنَ	اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ	وَ	مَا يَشْعُرُوْنَ
اور وہ گمراہ نہیں کرتے	مگر اپنے آپ کو	اس حال میں کہ	وہ لوگ شعور نہیں رکھتے

آیت نمبر (70 تا 72)

﴿يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝70 يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝71ۧ وَقَالَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَي
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّھُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝72ښ﴾

ترکیب

اٰمِنُوْا کا مفعول بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ ہے۔ وَجْهَ النَّهَارِ میں وَجْهَ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اسی طرح اٰخِرَ بھی ظرف ہے اور اس کے ساتھ ہٗ کی ضمیر اَلنَّهَارِ کے لئے ہے۔ لَعَلَّهُمْ کی ضمیر اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے لئے ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ	لِمَ	تَكْفُرُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَ	اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ
اے اہلِ کتاب	کیوں	تم لوگ انکار کرتے ہو	اللہ کی آیتوں کا	حالانکہ	تم لوگ گواہی دیتے ہو

يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ	لِمَ	تَلْبِسُوْنَ	الْحَقَّ	بِالْبَاطِلِ	وَتَكْتُمُوْنَ	الْحَقَّ
اے اہلِ کتاب	کیوں	تم لوگ گڈمڈ کرتے ہو	حق کو	باطل کے ساتھ	اور چھپاتے ہو	حق کو

وَ	اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	وَقَالَتْ	طَّاۗىِٕفَةٌ	مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ	اٰمِنُوْا
حالانکہ	تم لوگ جانتے ہو	اور کہا	ایک جماعت نے	اہلِ کتاب میں سے	تم لوگ ایمان لاؤ

بِالَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	عَلَي الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَجْهَ النَّهَارِ	وَاكْفُرُوْٓا
اس پر جو	اُتارا گیا	ان لوگوں پر جو	ایمان لائے	دن کے شروع میں	اور انکار کرو

اٰخِرَهٗ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ
اس کے آخر میں	شائد وہ لوگ	لوٹ آئیں

آیت نمبر(73تا74)

﴿وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿73﴾ۙ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿74﴾﴾

ترکیب

وَلَا تُؤْمِنُوْا کا واو گزشتہ آیت میں وَقَالَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ پر عطف ہے، اور تُؤْمِنُوْا کے بعد لِ کا صلہ آیا ہے۔ ترجمہ اس کے لحاظ سے ہوگا۔ (دیکھیں آیت نمبر۔ ۲/ ۵۵، نوٹ۔۱) اِنَّ کا اسم اَلْهُدٰى ہے اور اس پر لام جنس ہے، جب کہ هُدَى اللّٰهِ خبر ہے اور یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اَنْ يُّؤْتٰٓى میں اَنْ پیچھے وَلَا تُؤْمِنُوْا پر عطف ہے اور اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے آگے يُحَاۗجُّوْا منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا	اِلَّا	لِمَنْ	تَبِعَ	دِيْنَكُمْ	قُلْ
اور (جماعت نے کہا) تم لوگ بات مت مانو	مگر	اس کی جو	چلا	تمہارے دین پر	آپؐ کہئے

اِنَّ	الْهُدٰى	هُدَى اللّٰهِ	اَنْ	يُّؤْتٰٓى	اَحَدٌ
یقیناً	اصل ہدایت	اللہ کی ہدایت ہے	(اور نہ مانو) کہ	دیا جائے گا	کسی ایک کو

مِثْلَ مَآ	اُوْتِيْتُمْ	اَوْ	يُحَآجُّوْكُمْ	عِنْدَ رَبِّكُمْ 559
اس کے جیسا جو	دیا گیا تم کو	یا	(یہ کہ) وہ لوگ حجت کریں گے تم سے	تمہارے رب کے پاس

قُلْ	اِنَّ	الْفَضْلَ	بِيَدِ اللّٰهِ	يُؤْتِيْهِ	مَنْ	يَّشَآءُ
آپ کہیے	یقیناً	فضل	اللہ کے ہاتھ میں ہے	وہ دیتا ہے اسے	اس کو جسے	وہ چاہتا ہے

وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ	يَّخْتَصُّ	بِرَحْمَتِهٖ	مَنْ
اور اللہ	وسعت والا ہے	جاننے والا ہے	وہ مخصوص کرتا ہے	اپنی رحمت سے	اس کو جسے

يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
وہ چاہتا ہے	اور اللہ	بڑے فضل والا ہے

آیت نمبر (75تا76)

﴿ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ
اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٦﴾ ﴾

ترکیب

مَادُمْتَ افعال ناقصہ میں سے ہے (دیکھیں آیت نمبر۔۲/ ۵۷، نوٹ۔۲)۔ اس کا اسم اس میں شامل اَنْتَ کی ضمیر ہے اور قَآئِمًا اس کی خبر ہے۔ لَيْسَ کا اسم سَبِيْلٌ ہے، خبر محذوف ہے اور عَلَيْنَا قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	مَنْ	اِنْ	تَاْمَنْهُ	بِقِنْطَارٍ
اور اہل کتاب میں سے	وہ بھی ہے جو	(کہ) اگر	تو بھروسہ کرے اس پر	ڈھیروں (مال) کا

يُّؤَدِّهٖٓ	اِلَيْكَ	وَمِنْهُمْ	مَّنْ	اِنْ	تَاْمَنْهُ
تو وہ واپس کرے گا اسے	تیری طرف	اور ان میں سے	وہ بھی ہے جو	(کہ) اگر	تو بھروسہ کرے اس پر

بِدِيْنَارٍ	لَّا يُؤَدِّهٖٓ	اِلَيْكَ	اِلَّا	مَادُمْتَ
ایک دینار کا	تو وہ واپس نہیں کرے گا اسے	تیری طرف	مگر	جب تک تو رہے

عَلَيْهِ	قَآئِمًا	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	قَالُوْا	لَيْسَ	عَلَيْنَا
اس پر	کھڑا	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	کہا	نہیں ہے	ہم پر

فِي الْاُمِّيّٖنَ	سَبِيْلٌ	وَيَقُوْلُوْنَ	عَلَي اللّٰهِ	الْكَذِبَ
اُمّی لوگوں (کے بارے) میں	کوئی الزام	اور وہ لوگ کہتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ

وَاتَّقٰى	بِعَهْدِهٖ	اَوْفٰى	مَنْ	بَلٰى	هُمْ يَعْلَمُوْنَ	وَ
اورتقویٰ اختیار کیا	اپنے عہد کو	پورا کیا	جس نے	کیوں نہیں	وہ لوگ جانتے ہیں	اس حال میں کہ

الْمُتَّقِيْنَ	يُحِبُّ	فَاِنَّ اللّٰهَ
تقویٰ کرنے والوں کو	پسند کرتا ہے	تو یقیناً اللہ

آیت نمبر (77تا78)

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ
اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿77﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ
اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿78﴾ ﴾

ل و ی

(ض) لَيًّا بنیادی مفہوم ہے رسی بٹنا۔ پھر زیادہ تر دو معانی میں آتا ہے۔(۱) کسی چیز کو مروڑنا۔(۲) کسی چیز کو گھمانا۔﴿ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا ﴾ (4/النساء:135)''اور اگر تم لوگ مروڑتے ہو (بات کو) یا اعراض کرتے ہو۔''﴿ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓي اَحَدٍ ﴾ (3/آل عمران:153)''جب تم لوگ بھاگے جاتے تھے اور نہیں گھماتے تھے (گردن کو) کسی ایک پر۔''

(تفعیل) تَلْوِيَةً بار بار مروڑنا۔ بار بار گھمانا۔﴿ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ ﴾ (63/المنفقون:5)''تو وہ لوگ مٹکاتے ہیں اپنے سروں کو۔''

ل س ن

(س) لَسَنًا قوتِ گویائی ہونا۔

لِسَانٌ ج اَلْسِنَةٌ۔ اسم ذات ہے اور دو معانی میں آتا ہے۔(۱) زبان بمعنی بولی۔(۲) زبان بمعنی عضو گویائی۔﴿ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴾ (26/اشعراء:195)''تاکہ آپ ﷺ ہو جائیں خبردار کرنے والوں میں سے واضح عربی زبان میں۔''﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ ﴾ (75/القیامۃ:16)''آپ ﷺ بار بار حرکت نہ دیں اس کے ساتھ اپنی زبان کو۔''

ترکیب

اَيْمَانِهِمْ میں اَيْمَانِ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ بِ پر عطف ہے۔ اَلَّذِيْنَ کا موصول اُولٰٓئِكَ ہے۔ يَوْمَ ظرف ہے۔ فَرِيْقًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ يَلْوٗنَ دراصل باب ضرب سے فعل مضارع يَلْوِيُوْنَ تھا جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر يَلْوُوْنَ ہوا جسے يَلْوٗنَ لکھا گیا۔

ترجمہ

ثَمَنًا قَلِيْلًا	وَاَيْمَانِهِمْ	بِعَهْدِ اللّٰهِ	يَشْتَرُوْنَ	اِنَّ الَّذِيْنَ
تھوڑی قیمت کو	اور اپنی قسموں کے بدلے	اللہ کے عہد کے بدلے	خریدتے ہیں	بیشک جو لوگ

اُولٰٓئِکَ	لَا خَلَاقَ	لَھُمْ	فِی الْاٰخِرَۃِ 259
یہ وہ لوگ ہیں	بھلائی میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں ہے	جن کے لئے	آخرت میں

وَلَا یُکَلِّمُھُمُ	اللّٰہُ	وَلَا یَنْظُرُ	اِلَیْھِمْ	یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اور کلام نہیں کرے گا ان سے	اللہ	اور نہ ہی وہ دیکھے گا	ان کی طرف	قیامت کے دن

وَلَا یُزَکِّیْھِمْ	وَلَھُمْ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ	وَاِنَّ	مِنْھُمْ
اور نہ ہی وہ پاک کرے گا ان کو	اور ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	اور بیشک	ان میں

لَفَرِیْقًا	یَّلْوٗنَ	اَلْسِنَتَھُمْ	بِالْکِتٰبِ	لِتَحْسَبُوْہُ
لازماً ایک ایسا فریق ہے	جو مروڑتا ہے	اپنی زبانوں کو	کتاب میں	تاکہ تم لوگ گمان کرو ان کو

مِنَ الْکِتٰبِ	وَمَا ھُوَ	مِنَ الْکِتٰبِ	وَیَقُوْلُوْنَ	ھُوَ	مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ
کتاب میں سے	حالانکہ وہ	کتاب سے نہیں ہے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	وہ	اللہ کے پاس سے ہے

وَمَا ھُوَ	مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ	وَیَقُوْلُوْنَ	عَلَی اللّٰہِ	الْکَذِبَ
حالانکہ وہ	اللہ کے پاس سے نہیں ہے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ

وَ	ھُمْ	یَعْلَمُوْنَ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	جانتے ہیں

نوٹ۔1

کسی سے بات نہ کرنا اور اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھنا، دراصل غصے اور ناراضگی کی انتہائی اور آخری شکل ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ آخرت میں ایک طرف تو کچھ وہ نصیبے والے ہوں گے جو کسی حساب کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے، وہیں کچھ ایسے بد نصیب بھی ہوں گے جو کسی حساب کتاب کے بغیر جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

آیات زیر مطالعہ میں یہ بات ایسے یہود و نصاریٰ کے حوالے سے کہی گئی ہے جو تورات اور انجیل کو دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور اس غرض سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ہم لوگوں کا ذہن مطمئن رہتا ہے کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک بہت مہلک غلط فہمی ہے، اسے دور کرنا ضروری ہے۔

اصولی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نہ تو تاریخ کی کتاب ہے اور نہ ہی تاریخ کا علم دینا اس کا مقصد ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کا ذکر ہماری ہدایت اور راہنمائی کی غرض سے کیا گیا ہے اس لیے ایسے مقامات کا مطالعہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اپنے گریبان میں جھانک کر ایک مرتبہ ہم اپنا جائزہ ضرور لیں، ورنہ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

یہ اصول اگر سمجھ میں آ گیا ہے تو آیات زیرِ مطالعہ کے حوالے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کے کچھ لوگوں نے تورات اور انجیل کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہی سلوک اگر ہم نے قرآن مجید کے ساتھ کیا تو ہمارا بھی وہی حشر ہو گا جو ایسے یہود و نصاریٰ کا ہونا ہے اور جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا منطقی دلیل کے علاوہ اس بات کی بہت واضح سند قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت نمبر۔2/172 میں خطاب کا آغاز یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ہوا ہے۔ یعنی یہ خطاب براہِ راست ہم لوگوں سے ہے اور اسی تسلسل میں آیت نمبر۔2/174 میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ یقینا جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اُتارا ہے، ان سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اب کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لیے ہر شخص کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ قران مجید کے کتنے حقوق ادا کر رہا ہے۔ اس میں کوتاہی کے نتیجے پر ایک حدیث سے بھی روشنی پڑتی ہے۔

آیت نمبر۔17/79 کی تفسیر میں ابنِ کثیرؒ نے ایک بہت طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ آخری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کچھ امتیوں کو دوزخ سے نکال کر لائیں گے تو فرمائیں گے کہ یا اللہ! اب تو وہاں پر وہ لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے خلاف قرآن کی حجت قائم ہو گئی وہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بھی محروم رہے گا۔

اب اپنے اوپر یہ لازم کر لیں کہ آپ معلوم کریں کہ قرآن مجید کے آپ پر کیا حقوق ہیں اور پھر اپنے مقدور بھر اس کی ادائیگی کی کوشش کریں تا کہ قیامت کے دن آپ یہ معذرت پیش کر سکیں کہ یا اللہ! میں نے اپنے مقدور بھر کوشش کی تھی اور کوشش کرنے کے بعد تیری اس رحمت کا آسرا کیا تھا کہ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

آیت نمبر (79 تا 80)

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَا یَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓىِٕكَةَ وَ النَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾﴾

د ر س

(ن) دُرُوْسًا　کسی مٹنے والی چیز کا نشان باقی رہ جانا۔

دِرَاسَةً　کسی کتاب کا علم محفوظ کرنا۔ توجہ سے پڑھنا۔ سبق لینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ ﴿وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾﴾ (6/الانعام:156) ”اور بیشک ہم لوگ تھے ان سے سبق لینے سے غفلت برتنے والے۔“

ترکیب

مَاكَانَ کی خبر محذوف ہے جو جَائِزًا یا مُنَاسِبًا ہو سکتی ہے۔ یَقُوْلَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَنْ پر عطف ہے۔ وَلٰكِنْ کے بعد یَقُوْلُ محذوف ہے۔ بِمَا کا ب سببیہ ہے۔ وَلَا کے بعد جَائِزٌ اَنْ محذوف ہے۔

ترجمہ

مَا كَانَ	لِبَشَرٍ	اَنْ	یُّؤْتِیَهُ	اللّٰهُ	الْكِتٰبَ	وَالْحُكْمَ
اور (جائز) نہیں ہے	کسی بشر کے لیے	کہ	اس کو دی	اللہ	کتاب	اور حکمت

وَالنُّبُوَّةَ	ثُمَّ	يَقُوْلَ	لِلنَّاسِ	كُوْنُوْا	عِبَادًا	لِّيْ
اورنبوت	پھر	(یہ کہ) وہ کہے	لوگوں سے	تم لوگ ہوجاؤ	بندے	میرے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ	كُوْنُوْا	رَبّٰنِيّٖنَ	بِمَا
اللہ کے علاوہ	اورلیکن (یعنی بلکہ وہ کہے)	تم لوگ ہوجاؤ	رب والے	اس سبب سے کہ جو

كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ	الْكِتٰبَ	وَبِمَا	كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ
تم لوگ تعلیم دیا کرتے ہو	کتاب کی	اوراس سبب سے کہ جو	تم لوگ سبق لیا کرتے ہو

وَلَا	يَاْمُرَكُمْ	اَنْ	تَتَّخِذُوا	الْمَلٰٓئِكَةَ	وَالنَّبِيّٖنَ
اورنہ ہی (جائز ہے کہ)	وہ حکم دے تم کو	کہ	تم لوگ بناؤ	فرشتوں کو	اورنبیوں کو

اَرْبَابًا	اَيَاْمُرُكُمْ	بِالْكُفْرِ	بَعْدَ اِذْ	اَنْتُمْ	مُّسْلِمُوْنَ
پرورش کرنے والا	کیا وہ حکم دے گا تم کو	کفر کا	اس کے بعد کہ جب	تم لوگ	مسلمان ہو

آیت نمبر (81 تا 82)

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ
فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ ﴾

ترکیب

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ کا مَا موصولہ ہے اور اس پر لام تاکید ہے۔ قَالَ کا فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے اور قَالُوْا کا فاعل هُمْ کی ضمیر ہے جو اَلنَّبِيّٖنَ کے لیے ہے۔ وَاَخَذْتُمْ میں حرف استفہام ءَ محذوف ہے اور اس کا مفعول اِصْرِيْ ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	اَخَذَ	اللّٰهُ	مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ	لَمَآ	اٰتَيْتُكُمْ
اور جب	لیا	اللہ نے	نبیوں کا عہد (انبیاء سے)	جو کچھ	میں دوں تم لوگوں کو

مِّنْ كِتٰبٍ	وَّحِكْمَةٍ	ثُمَّ	جَآءَكُمْ	رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
کسی کتاب سے	اور کسی حکمت سے	پھر	آئے تمہارے پاس	ایک تصدیق کرنے والا رسول

لِّمَا	مَعَكُمْ	لَتُؤْمِنُنَّ	بِهٖ	وَلَتَنْصُرُنَّهٗ
اس کی جو	تمہارے پاس ہے	تو تم لوگ لازماً ایمان لاؤ گے	اس پر	اور تم لوگ لازماً مدد کرو گے اس کی

قَالَ	ءَ	اَقْرَرْتُمْ	وَاَخَذْتُمْ	عَلٰى ذٰلِكُمْ	اِصْرِيْ
(اللہ نے) کہا	کیا	اقرار کیا تم لوگوں نے	اور (کیا) پکڑا تم لوگوں نے	اس پر	میرے عہد کو

قَالُوْٓا	اَقْرَرْنَا	قَالَ	فَاشْهَدُوْا	وَاَنَا	مَعَكُمْ
(انبیاء نے) کہا	ہم نے اقرار کیا	(اللہ نے) کہا	پس تم لوگ گواہ ہو جاؤ	اور میں	تمہارے ساتھ

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ	فَمَنْ	تَوَلّٰى	بَعْدَ ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ
گواہی دینے والوں میں سے ہوں	پھر جو	روگردانی کرے	اس کے بعد	تو وہ لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ
ہی نافرمانی کرنے والے ہیں

نوٹ۔1

دنیا میں اللہ تعالی نے جو انبیاء ورسل بھیجے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور کچھ کا نہیں ہے۔ (۴/ ۱۶۴۔ ۴۰/ ۷۸)۔قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کبھی ایک سے زیادہ انبیاء مبعوث رہے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یا حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ایک بستی والوں کا ذکر ہے جہاں بیک وقت تین انبیاء مبعوث ہوئے تھے(۳۶/ ۱۴) لیکن زیادہ تر یہ ہوتا تھا کہ ایک نبی کے جانے کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔

اس پس منظر میں یہ بات سمجھ لیں کہ جو انبیاء اپنے بعد میں آنے والے نبی کا زمانہ نہیں پاتے تھے وہ اپنی قوم کو ان کی آمد کی خبر اور نشانیاں بتا کر تاکید کر جاتے تھے کہ جب وہ آئیں تو تم لوگ لازماً ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء ورسل کا یہ دستور رہا ہے۔

تاریخ انبیاء میں یہ پہلا اور واحد موقع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اور انتہائی تاکید کے ساتھ خبر دی ہے کہ اب ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النّبیّن ہونے کا ایک بہت واضح ثبوت ہے۔

آیت نمبر (83تا85)

﴿ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ قُلْ
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ
مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ
غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ ﴾

ترکیب

يَبْغُوْنَ کا مفعول غَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ ہے اس لیے غَيْرَ منصوب ہے۔ طَوْعًا اور كَرْهًا حال ہیں۔ اِبْرٰهِيْمَ سے وَالْاَسْبَاطِ تک سب الفاظ عَلٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے يَبْتَغِ مجزوم ہوا ہے۔ اس کا مفعول غَيْرَ الْاِسْلَامِ ہے اور دِيْنًا تمیز ہے۔

ترجمہ

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ	يَبْغُوْنَ	وَ	لَهٗٓ	اَسْلَمَ
تو کیا اللہ کے دین کے علاوہ	وہ لوگ چاہتے ہیں	حالانکہ	اس کا ہی	فرمانبردار ہوا

559

مَنۡ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضِ	طَوۡعًا	وَّ كَرۡهًا
وہ، جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	تابعداری کرتے ہوئے	اور ناپسند کرتے ہوئے

وَّ اِلَيۡهِ	يُرۡجَعُوۡنَ	قُلۡ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ
اور اس کی طرف ہی	وہ لوگ لوٹائے جائیں گے	آپ ﷺ کہیے	ہم ایمان لائے	اللہ پر

وَمَآ	اُنۡزِلَ	عَلَيۡنَا	وَمَآ	اُنۡزِلَ	عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ	وَاِسۡمٰعِيۡلَ
اور اس پر جو	اُتارا گیا	ہم پر	اور اس پر جو	اُتارا گیا	ابراہیمؑ پر	اور اسمٰعیلؑ پر

وَاِسۡحٰقَ	وَيَعۡقُوۡبَ	وَالۡاَسۡبَاطِ	وَمَآ	اُوۡتِىَ	مُوۡسٰى
اور اسحاقؑ پر	اور یعقوبؑ پر	اور (ان کی) نسل پر	اور اس پر جو	دیا گیا	موسیٰؑ کو

وَعِيۡسٰى	وَالنَّبِيُّوۡنَ	مِنۡ رَّبِّهِمۡ	لَا نُفَرِّقُ	بَيۡنَ اَحَدٍ
اور عیسیٰؑ کو	اور نبیوں کو	ان کے رب (کی طرف) سے	ہم فرق نہیں کرتے	کسی ایک کے درمیان

مِّنۡهُمۡ ۫	وَنَحۡنُ	لَهٗ	مُسۡلِمُوۡنَ	وَمَنۡ	يَّبۡتَغِ
ان میں سے	اور ہم	اس کی ہی	فرمانبرداری کرنے والے ہیں	اور جس نے	جستجو کی

غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ	دِيۡنًا	فَلَنۡ يُّقۡبَلَ	مِنۡهُ	وَهُوَ
اسلام کے علاوہ کی	بطور دین کے	تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا	اس سے	اور وہ

فِي الۡاٰخِرَةِ	مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ
آخرت میں	خسارہ پانے والوں میں سے ہے

آیت نمبر (86 تا 89)

﴿ كَيۡفَ يَهۡدِى اللّٰهُ قَوۡمًا كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ وَشَهِدُوۡۤا اَنَّ الرَّسُوۡلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿٨٦﴾ اُولٰٓٮِٕكَ جَزَآؤُهُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓٮِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿٨٧﴾
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَ
اَصۡلَحُوۡا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿٨٩﴾ ﴾

ترکیب

اَلْبَيِّنٰتُ صفت ہے۔ اس کا موصوف اَلْاٰيٰتُ محذوف ہے جو کہ مؤنث غیر حقیقی ہے۔ اس لیے فعل جَاءَتْ کے بجائے جَاءَ بھی درست ہے۔ اَلْمَلٰٓئِكَةِ اور اَلنَّاسِ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ ان کا مضاف لَعْنَةَ محذوف ہے اور یہ سب اَنَّ کا اسم ہیں اس لیے لَعْنَةَ منصوب ہے۔ ان کی خبر محذوف ہے اور عَلَيْهِمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ اَلنَّاسِ کی تمیز ہونے کی وجہ سے اَجْمَعِيْنَ منصوب ہے۔ فِيْهَا کی ضمیر لَعْنَةَ کے لیے ہے۔ يُنْظَرُوْنَ باب افعال کا مضارع مجہول ہے۔

کَیۡفَ	یَهۡدِی	اللّٰهُ	قَوۡمًا	کَفَرُوۡا	بَعۡدَ اِیۡمَانِهِمۡ 559	وَ
کیسے	ہدایت دے گا	اللہ	ایسی قوم کو	جس نے کفر کیا	اپنے ایمان کے بعد	اس حال میں کہ

شَهِدُوۡۤا	اَنَّ	الرَّسُوۡلَ	حَقٌّ	وَّجَآءَهُمُ	الۡبَیِّنٰتُ
ان لوگوں نے گواہی دی	کہ	یہ رسولؐ	برحق ہیں	اور آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)

وَاللّٰهُ	لَا یَهۡدِی	الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۸۶﴾	اُولٰٓئِكَ	جَزَآؤُهُمۡ	اَنَّ
اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظلم کرنے والی قوم کو	یہ لوگ ہیں	جن کی جزا ہے	کہ

عَلَیۡهِمۡ	لَعۡنَةَ اللّٰهِ	وَالۡمَلٰٓئِكَةِ	وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۸۷﴾	خٰلِدِیۡنَ
ان پر ہے	اللہ کی لعنت	اور فرشتوں کی	اور تمام لوگوں کی	ہمیشہ رہنے والے ہیں

فِیۡهَا	لَا یُخَفَّفُ	عَنۡهُمُ	الۡعَذَابُ	وَلَا هُمۡ	یُنۡظَرُوۡنَ
اس میں	ہلکا نہیں کیا جائے گا	ان سے	عذاب کو	اور نہ ہی ان کو	مہلت دی جائے گی

اِلَّا الَّذِیۡنَ	تَابُوۡا	مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ	وَاَصۡلَحُوۡا	فَاِنَّ	اللّٰهَ
سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے	توبہ کی	اس کے بعد	اور اصلاح کی	تو یقیناً	اللہ

غَفُوۡرٌ	رَّحِیۡمٌ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت نمبر (90 تا 91)

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِهِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُهُمۡ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوۡنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ
الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَهُمۡ کُفَّارٌ فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِهِمۡ مِّلۡءُ الۡاَرۡضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افۡتَدٰی بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ
لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ وَّمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۹۱﴾ ﴾

ترکیب

اِزۡدَادُوۡا دراصل باب افتعال میں اِزۡتَادُوۡا تھا۔ پھر قاعدے کے مطابق ''تا'' کو ''دال'' میں تبدیل کیا گیا تو اِزۡدَادُوۡا استعمال ہوا۔ کُفۡرًا اس کی تمیز ہے۔ یُقۡبَلَ کا نائب فاعل مِلۡءُ الۡاَرۡضِ ہے اور ذَهَبًا تمیز ہے اُولٰٓئِكَ مبتداء ہے۔ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں عَذَابٌ اَلِیۡمٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے، خبر محذوف ہے اور لَهُمۡ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا	بَعۡدَ اِیۡمَانِهِمۡ	ثُمَّ	ازۡدَادُوۡا	کُفۡرًا
بیشک جن لوگوں نے	کفر کیا	اپنے ایمان کے بعد	پھر	وہ لوگ زیادہ ہوئے	بلحاظ کفر کے

لَّنۡ تُقۡبَلَ	تَوۡبَتُهُمۡ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الضَّآلُّوۡنَ	اِنَّ الَّذِیۡنَ
ہرگز قبول نہیں کی جائے گی	ان کی توبہ	اور وہ لوگ	ہی گمراہ ہونے والے ہیں	بیشک جنہوں نے

كَفَرُوْا	وَمَاتُوْا	وَ	هُمْ	كُفَّارٌ	فَلَنْ يُّقْبَلَ
کفر کیا	اور وہ مرے	اس حال میں کہ	وہ	کافر (ہی) تھے	تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا

مِنْ اَحَدِهِمْ	مِّلْءُ الْاَرْضِ	ذَهَبًا	وَّ	لَوِ	افْتَدٰى	بِهٖ
ان کے ایک سے (بھی)	زمین کے جتنا	سونا	اور	اگر (یعنی خواہ)	وہ خود کو چھڑائے دے کر	اسے

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ	وَّمَا لَهُمْ	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ
یہ لوگ ہیں	جن کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	اور جن کے لیے نہیں ہے	کوئی بھی مدد کرنے والا

آیت نمبر (92 تا 94)

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ۜ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿92﴾ كُلُّ الطَّعَامِ
كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا
بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿93﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿94﴾ ﴾

ترکیب

وَمَا تُنْفِقُوْا کا مَا شرطیہ ہے اس لیے تُنْفِقُوْا مجزوم ہوا ہے۔ كَانَ کا اسم كُلُّ الطَّعَامِ ہے اور حِلًّا اس کی خبر ہے۔ حَرَّمَ کا فاعل اِسْرَآءِيْلُ ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اِفْتَرٰى کا فاعل مَنْ ہے اور اَلْكَذِبَ اس کا مفعول ہے۔

ترجمہ

لَنْ تَنَالُوْا	الْبِرَّ	حَتّٰى	تُنْفِقُوْا	مِمَّا
تم لوگ ہرگز نہیں حاصل کرو گے	نیکی کو	یہاں تک کہ	تم لوگ خرچ کرو	اس میں سے جو

تُحِبُّوْنَ	وَمَا	تُنْفِقُوْا	مِنْ شَیْءٍ	فَاِنَّ اللّٰهَ	بِهٖ
تم لوگ پسند کرتے ہو	اور جو بھی	تم خرچ کرو گے	کسی چیز میں سے	تو یقیناً اللہ	اس کو

عَلِيْمٌ	كُلُّ الطَّعَامِ	كَانَ حِلًّا	لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اِلَّا	مَا
جاننے والا ہے	تمام کھانے	حلال تھے	بنو اسرائیل کے لیے	سوائے اس کے	جو

حَرَّمَ	اِسْرَآءِيْلُ	عَلٰى نَفْسِهٖ	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تُنَزَّلَ	التَّوْرٰىةُ
حرام کیا	اسرائیلؑ نے	اپنے آپ پر	اس سے پہلے	کہ	اُتاری جاتی	تورات

قُلْ	فَاْتُوْا	بِالتَّوْرٰىةِ	فَاتْلُوْهَآ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
آپؐ کہیے	تو لاؤ تم لوگ	تورات کو	پھر پڑھو اس کو	اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے

فَمَنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
پھر جس نے	گھڑا	اللہ پر	جھوٹ	اس کے بعد سے	تو وہ لوگ	ہی ظالم ہیں

نوٹ۔1

اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سخت بیمار ہوئے تو منت مانی کہ صحت یاب ہونے پر اپنی سب سے محبوب چیز چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے اونٹ کے گوشت اور دودھ کا استعمال ترک کر دیا کیونکہ یہ انہیں بہت پسند تھا۔اس کے بعد ان کی اولاد نے بھی اسے اپنے اوپر حرام کرلیا۔واضح رہے کہ اسلام میں کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنے کی منت ماننے کی اجازت نہیں ہے۔اس کی تفصیل ان شاءاللہ سورہ تحریم میں آئے گی۔

آیت نمبر (95تا97)

﴿ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝٩٥ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝٩٦ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝٩٧ ﴾

ب ر ک

(ن) بُرُوْكًا: غیر حسّی خیر اور بھلائی والا ہونا۔

بَرَكَةٌ: اسم ذات ہے۔غیر حسّی خیر اور بھلائی۔ برکت (جو خیر اور بھلائی حواسِ خمسہ کے دائرے کے باہر ہو اور محسوس نہ کی جاسکے،اسے برکت کہتے ہیں۔اُردو میں بھی برکت ہی استعمال ہوتا ہے۔کوئی دوسرا ہم معنی لفظ نہیں ہے)۔﴿ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ﴾ (11/ھود:73)''اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم لوگوں پر ہیں،اے اس گھر والو۔''

(مفاعلہ) مُبَارَكَةً: کس کو برکت دینا۔کسی پر برکت اُتارنا۔﴿ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا ﴾ (41/حٰمٓ السجدہ:10)''اور بنائے اس میں بھاری پہاڑ اس کے اوپر سے اور برکت دی اس میں۔''﴿ وَ بٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَ عَلٰۤی اِسْحٰقَ ؕ﴾ (37/الصّٰفّٰت:113)''اور ہم نے برکت اُتاری انؑ اور اسحاقؑ پر۔''

مُبَارَكٌ: اسم المفعول ہے۔برکت دیا ہوا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفاعل) تَبَارُكًا: (ا) دوسرے کو برکت والا سمجھنا۔یہ غیر اللہ کے لیے ہے اور اس مفہوم میں قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔ (۲) برکت کا سرچشمہ ہونا۔ بابرکت ہونا۔ یہ مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔﴿ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۝٧٨ ﴾ (55/الرحمٰن:78)''برکت کا سرچشمہ ہوا تیرے رب کا نام جو جلال اور اکرام والا ہے۔''

ترکیب

حَنِیْفًا حال ہے۔اِنَّ کا اسم اَوَّلَ بَیْتٍ ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے، وُضِعَ لِلنَّاسِ اس کی خصوصیت ہے۔لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ خبر ہے۔مُبٰرَكًا اور هُدًی حال ہے۔مَقَامُ اِبْرٰهِیْمَ سے پہلے مِنْهَا محذوف ہے۔مَنْ شرطیہ ہے۔دَخَلَهٗ شرط اور كَانَ اٰمِنًا جواب شرط ہے۔كَانَ کا اسم اس میں هُوَ کی ضمیر ہے اور اٰمِنًا اس کی خبر ہے۔حِجُّ الْبَیْتِ مبتداء مؤخر ہے،اس کی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے اور لِلّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے،مَنِ اسْتَطَاعَ کا مَنْ، اَلنَّاسِ کا بدل ہے لیکن یہ بدلِ کل نہیں بلکہ بدلِ بعض ہے۔یعنی تمام النّاس کا بدل نہیں ہے بلکہ ان میں سے کچھ کا بدل ہے۔

ترجمہ

قُلْ	صَدَقَ	اللّٰهُ	فَاتَّبِعُوْا	مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ	حَنِيْفًا
آپؐ کہیے	سچ کہا	اللہ نے	پس تم لوگ پیروی کرو	ابراہیمؑ کے دین کی	یکسو ہو کر

وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اِنَّ	اَوَّلَ بَيْتٍ	وُّضِعَ
اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	یقیناً	پہلا گھر جو	رکھا گیا (یعنی بنایا گیا)

لِلنَّاسِ	لَلَّذِيْ	بِبَكَّةَ	مُبٰرَكًا	وَّهُدًى
لوگوں کے لیے	لازماً وہ ہے جو	مکہ میں ہے	برکت دیا ہوا ہوتے ہوئے	اور ہدایت ہوتے ہوئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ	فِيْهِ	اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ	مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ
تمام جہانوں کے لیے	اس میں	کچھ واضح نشانیاں ہیں	(ان میں سے) ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے

وَمَنْ	دَخَلَهٗ	كَانَ	اٰمِنًا	وَلِلّٰهِ
اور جو	داخل ہوگا اس میں	تو وہ ہوگا	امن میں ہونے والا	اور اللہ کے لیے ہی ہے

عَلَى النَّاسِ	حِجُّ الْبَيْتِ	مَنِ	اسْتَطَاعَ
لوگوں پر	البیت (یعنی خانہ کعبہ) کا حج	(ان میں سے) اس پر جو	قدرت رکھتا ہو

اِلَيْهِ	سَبِيْلًا	وَمَنْ	كَفَرَ	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَنِيٌّ	عَنِ الْعٰلَمِيْنَ
اس کی طرف	راستے کی	اور جس نے	انکار کیا	تو بے شک اللہ	بے نیاز ہے	تمام جہانوں سے

نوٹ۔1

تورات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں جس بیت ایل (بیت اللہ) کی تعمیر کا ذکر ہے وہ خانہ کعبہ ہی ہوسکتا ہے نہ کہ بیت المقدس (تدبر القرآن)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائبل ہی کی شہادت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے 450 سال بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو تعمیر کیا اور اسے اہل توحید کا قبلہ قرار دیا (تفہیم القرآن)۔ اس طرح یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ خانہ کعب کی تعمیر نوبت المقدس سے تقریباً 12-13 سو سال پہلے ہوئی تھی۔

یہ بھی نوٹ کرلیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو تعمیر نہیں کیا تھا بلکہ اس کی تعمیر نو کی تھی۔ آیت نمبر۔ ۲/ ۱۲۷ میں واضح الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادوں کو بلند کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خانہ کعبہ پہلے سے موجود تھا اور طوفانِ نوح میں اس کی دیواریں گر گئی تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا نے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور طواف کیا۔ ابنِ کثیر نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، لیکن اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اس زمین پر لوگوں کے لیے تعمیر ہونے والی سب سے پہلی عبادت گاہ خانہ کعبہ ہے۔

نوٹ۔2

حج کے لیے استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ راستہ محفوظ و مامون ہو، آدمی صحت مند ہو، حج پر جانے کا خرچہ موجود ہو اور غیر حاضری کے دوران پیچھے گھر والوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام ہو۔

جو شخص حج کی فرضیت کا انکار کرتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ایک شخص فرضیت کا انکار نہیں کرتا لیکن استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو وہ بھی اپنے عمل سے کافروں جیسا ہوجاتا ہے۔ (معارف القرآن)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ آل عمران (۳)

آیت نمبر (3/ آل عمران: 98تا99)

﴿ قُلْ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝۹۸ قُلْ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ ۝۹۹ ﴾

ع و ج

(س) عَوَجًا کسی چیز کا ٹیڑھا ہونا۔

عِوَجٌ اسم ذات ہے۔ کجی۔ پیچیدگی۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

تَصُدُّوْنَ کا مفعول مَنْ اٰمَنَ ہے۔ تَبْغُوْنَهَا کی ضمیر مفعولی سَبِيْلِ کے لیے ہے۔ سَبِيْلٌ مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس لیے مؤنث ضمیر بھی درست ہے۔ عِوَجًا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

قُلْ	يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ	لِمَ تَكْفُرُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ	وَ	اللّٰهُ
آپؐ کہیے	اے اہل کتاب	تم لوگ کیوں انکار کرتے ہو	اللہ کی آیتوں کا	حالانکہ	اللہ

شَهِيْدٌ	عَلٰى مَا	تَعْمَلُوْنَ	قُلْ	يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ	لِمَ تَصُدُّوْنَ
گواہ ہے	اس پر جو	تم لوگ کرتے ہو	آپؐ کہیے	اے اہل کتاب	تم لوگ کیوں روکتے ہو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	مَنْ	اٰمَنَ	تَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا
اللہ کے راستے سے	اس کو جو	ایمان لایا	تم لوگ تلاش کرتے ہو اس میں	پیچیدگی کو

وَّ	اَنْتُمْ	شُهَدَآءُ	وَمَا اللّٰهُ	بِغَافِلٍ	عَمَّا	تَعْمَلُوْنَ
حالانکہ	تم لوگ	گواہ ہو	اور اللہ	غافل نہیں ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

آیت نمبر (100تا101)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۰۰ وَ
كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۰۱ ع ﴾

525

ع ص م

(ض) عَصْمًا — کسی کو کسی کو بچانا۔ ﴿وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ﴾ (5/المائدہ:67)''اور اللہ بچائے گا آپ کو لوگوں سے۔''

عَاصِمٌ — اسم الفاعل ہے۔ بچانے والا۔ ﴿مَا لَھُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ عَاصِمٍ ۚ﴾ (10/یونس:27)''ان کے لیے نہیں ہے اللہ سے کوئی بچانے والا۔''

عِصَمٌ — اسم ذات ہے۔ بچاؤ۔ حفاظت۔ اس مفہوم کے ساتھ نکاح کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَلَا تُمۡسِکُوۡا بِعِصَمِ الۡکَوَافِرِ﴾ (60/الممتحنۃ:10)''اور تم لوگ مت تھامو یعنی مت قائم رکھو کافر عورتوں کے نکاح کو۔''

(افتعال) اِعۡتِصَامًا — بچاؤ یا حفاظت کے لیے کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

اِعۡتَصِمۡ — تو مضبوطی سے پکڑ۔ ﴿وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا﴾ (3/آل عمران:103)''اور تم لوگ مضبوطی سے پکڑ واللہ کی رسی کو، سب کے سب۔''

(استفعال) اِسۡتِعۡصَامًا — بچاؤ یا حفاظت چاہنا یعنی باز رہنا۔ ﴿وَلَقَدۡ رَاوَدۡتُّہٗ عَنۡ نَّفۡسِہٖ فَاسۡتَعۡصَمَ ؕ﴾ (12/یوسف:32)''میں نے پھسلایا اس کو اس کے نفس سے تو وہ باز رہا۔''

ترجمہ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اِنۡ تُطِیۡعُوۡا	فَرِیۡقًا	مِّنَ الَّذِیۡنَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	اگر تم لوگ اطاعت کرو گے	کسی فریق کی	ان میں سے جن کو

اُوۡتُوا	الۡکِتٰبَ	یَرُدُّوۡکُمۡ	بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ	کٰفِرِیۡنَ
دی گئی	کتاب	تو وہ لوگ پھیر دیں گے تم کو	تمہارے ایمان کے بعد	کفر کرنے والا ہوتے ہوئے

وَکَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ	وَ	اَنۡتُمۡ	تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ
اور تم لوگ کیسے کفر کرو گے	حالانکہ (یعنی جب کہ)	تم لوگ ہو (کہ)	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تم کو

اٰیٰتُ اللّٰہِ	وَ	فِیۡکُمۡ	رَسُوۡلُہٗ	وَمَنۡ یَّعۡتَصِمۡ
اللہ کی آیتیں	اور (جب کہ)	تم لوگوں میں ہے	اس کا رسول	اور جو مضبوطی سے پکڑے گا

بِاللّٰہِ	فَقَدۡ ھُدِیَ	اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ
اللہ کو	تو لازماً اس کی راہنمائی کی جائے گی	ایک سیدھے راستے کی طرف

آیت نمبر (102 تا 103)

﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ
جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ
بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡھَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ
لَعَلَّکُمۡ تَھۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ ﴾

ح ب ل

(ن)	حَبْلًا	رسی سے باندھنا۔
	حَبْلٌ	ج حِبَالٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔رسی۔معاہدہ۔﴿فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ﴾ (26/الشعراء:44) ''توانہوں نے ڈالیں اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں۔''

ش ف و

(ن)	شَفْوًا	چاند نکلنا۔کسی چیز کا کنارہ ظاہر ہونا۔
	شَفًا	ہر چیز کا کنارہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ح ف ر

(ض)	حَفْرًا	مٹی کھودنا۔گڑھا بنانا۔
	حَافِرَةٌ	اسم الفاعل ہے۔مٹی کھودنے والا۔پھر استعارۃً گھوڑے کے سم اور دوسرے قدموں کے لیے آتا ہے جو چلتے وقت مٹی اُڑاتے ہیں۔﴿ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ﴾ (79/النّٰزعٰت:10) ''کیا ہم لوگ ضرور لوٹائے جانے والے ہیں قدم میں یعنی اُلٹے پاؤں۔''
	حُفْرَةٌ	اسم ذات ہے۔گڑھا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ق ذ

(ن)	نَقْذًا	نجات دینا۔چھوڑنا۔
(افعال)	اِنْقَاذًا	کسی آنے والی مصیبت سے بچانا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(استفعال)	اِسْتِنْقَاذًا	کسی مصیبت میں گرفتار کو چھڑانا۔نجات دلانا۔﴿وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ﴾ (22/الحج:73) ''اور اگر چھین لے ان سے مکھی کوئی چیز تو وہ لوگ نہ چھڑا سکیں اس کو اس سے۔''

ترکیب

جَمِيْعًا تمیز ہے۔تَفَرَّقُوْا کی ایک ''تا'' گری ہوئی ہے یعنی یہ فعل نہی لَا تَتَفَرَّقُوْا ہے۔ كُنْتُمْ کی خبر اَعْدَآءً ہے۔ اَصْبَحْتُمْ فعل ناقص ہے۔اس کا اسم اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور اِخْوَانًا اس کی خبر ہے۔وَكُنْتُمْ کی خبر محذوف ہے جو قَآئِمًا ہو سکتی ہے۔عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ قائم مقام خبر ہے۔فَاَنْقَذَ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔يُبَيِّنُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اٰيٰتِهٖ منصوب ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	حَقَّ تُقٰتِهٖ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	(جیسا کہ) اس کے تقویٰ کا حق ہے

وَلَا تَمُوْتُنَّ	اِلَّا	وَ	اَنْتُمْ	مُّسْلِمُوْنَ
اور تم لوگ ہرگز مت مرنا	مگر	اس حال میں کہ	تم لوگ	فرمانبرداری کرنے والے ہو

وَاعْتَصِمُوْا	بِحَبْلِ اللّٰهِ	جَمِيْعًا	وَّلَا تَفَرَّقُوْا
اور تم لوگ مضبوطی سے پکڑو	اللہ کی رسی کو	سب کے سب	اور تم لوگ پھٹ کر الگ الگ مت ہو

وَاذۡكُرُوۡا	نِعۡمَتَ اللّٰهِ	عَلَيۡكُمۡ	اِذۡ كُنۡتُمۡ	اَعۡدَآءً	فَاَلَّفَ
اور یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر	جب تم لوگ	دشمن تھے	پھر اس نے محبت پیدا کی

بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ	فَاَصۡبَحۡتُمۡ	بِنِعۡمَتِهٖۤ	اِخۡوَانًا	وَ كُنۡتُمۡ	عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ
تمہارے دلوں کے درمیان	تو تم لوگ ہو گئے	اس کی نعمت سے	بھائی بھائی	اور تم لوگ تھے	ایک گڑھے کے کنارے پر

مِّنَ النَّارِ	فَاَنۡقَذَكُمۡ	مِّنۡهَا	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمۡ
آگ میں سے	پھر اس نے بچایا تم کو	اس سے	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تمہارے لیے

اٰيٰتِهٖ	لَعَلَّكُمۡ	تَهۡتَدُوۡنَ
اپنی آیتوں کو	شائد کہ تم لوگ	ہدایت پاؤ

نوٹ۔1

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختلاف سے نہیں منع کیا ہے بلکہ تفرقہ سے روکا ہے اختلاف ایک فطری امر ہے اس لیے یہ تو ہوگا اور رہے گا۔ اختلاف تو صحابہ کرامؓ میں بھی تھا، لیکن اس کی بنیاد پر پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جانا اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنا تفرقہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس حرکت سے منع کیا ہے۔

آیت زیر مطالعہ کی تفسیر میں مفتی محمد شفیعؒ نے کافی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے آخر میں فرمایا ہے کہ ''اگر قرآن پر مجتمع رہتے ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح وتفصیل کو قبول کرتے ہوئے اپنی فطری استعداد اور دماغی صلاحیتوں کی بنا پر فروع میں (یعنی جزوی باتوں میں) اختلاف کیا جائے تو یہ اختلاف فطری ہے اور اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ صحابہؓ وتابعین اور ائمہ فقہاء کا اختلاف اسی قسم کا اختلاف تھا اور اسی اختلاف کو رحمت قرار دیا گیا ہے ہاں اگر ان ہی فروعی بحثوں کو اصل دین قرار دیا جائے اور ان میں اختلاف کو جنگ وجدل اور سب وشتم کا ذریعہ بنالیا جائے تو یہ بھی مذموم ہے۔''

(معارف القرآن)

آیت نمبر (104تا105)

﴿وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۱۰۴ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۝۱۰۵ ۙ﴾

ن ک ر

(س) **نَكِرًا** (۱) کسی چیز کا عرفان نہ ہونا۔ کسی کو اجنبی سمجھنا۔ (۲) ناگوار ہونا۔ برا ہونا (اجنبیت انسان کو اچھی نہیں لگتی) ﴿نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ﴾ (11/ھود:70) ''انہوں نے اجنبی سمجھا ان کو اور محسوس کیا ان سے خوف۔''

نَكِيۡرٌ فَعِيۡلٌ کا وزن ہے۔ اسم ذات کے معنی میں آتا ہے۔ ناواقفیت۔ روک ٹوک کرنے والا۔ ﴿فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ۝۴۵ ع﴾ (34/سبا:45) ''تو کیسی تھی مجھ سے ناواقفیت۔''

﴿ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىٕذٍ وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴾ (42/الشوریٰ:47)''تمہارے لیے نہیں ہوگی کسی قسم کی کوئی پناہ گاہ اس دن اور تمہارے لیے نہیں ہوگا کوئی روک ٹوک کرنے والا۔''

نُكُرٌ اور نُكْرٌ — صفت ہے۔ نا گوار۔ برا۔ ﴿ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴾ (18/الکھف:87)''تو وہ عذاب دے گا اس کو، ایک برا عذاب۔'' ﴿ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴾ (54/القمر:6)''جس دن بلائے گا بلانے والا ایک نا گوار چیز کی طرف۔''

اَنْكَرُ — افعل التفضیل ہے۔ زیادہ برا۔ زیادہ نا گوار۔ ﴿ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴾ (31/لقمٰن:19)''بیشک نا گوارترین آواز گدھے کی آواز ہے۔''

(افعال) **اِنْكَارًا** — واقفیت کا اقرار نہ کرنا۔ پہچاننے سے انکار کرنا۔ ﴿ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا ﴾ (16/النحل:83)''وہ لوگ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو پھر پہچاننے سے انکار کرتے ہیں اس کا۔''

مُنْكِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ نہ پہچاننے والا۔ انکار کرنے والا۔ ﴿ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴾ (12/یوسف:58)''تو اس نے پہچانا ان کو اور وہ لوگ اس کو نہ پہچاننے والے تھے۔ ﴿ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ ﴾ (16/النحل:22)''ان کے دل انکار کرنے والے ہیں۔''

مُنْكَرٌ — اسم المفعول ہے اور صفت کے طور پر بھی آتا ہے۔ (۱) نہ پہچانا ہوا۔ اجنبی (۲) نا گواری۔ (۳) برائی (جس کو انسانی فطرت نہیں پہچانتی)۔ ﴿ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴾ (15/الحجر:62) ''بیشک تم لوگ ایک اجنبی قوم ہو۔'' ﴿ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ﴾ (22/الحج:72)''اور جب کبھی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو ہماری واضح آیات تو تُو دیکھتا ہے ان کے چہروں کو جنہوں نے کفر کیا، نا گواری کو۔'' برائی کے مفہوم میں آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔

(تفعیل) **تَنْكِيْرًا** — کسی کو نا قابلِ پہچان بنانا۔ کسی کا بھیس بدلنا۔

نَكِّرْ — فعل امر ہے۔ تو بھیس بدل دے۔ ﴿ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا ﴾ (27/النمل:41)''تم لوگ بھیس بدل دو اس کے لیے اس کے تخت کا۔''

ترکیب

وَلْتَكُنْ، كَانَ کا فعل امر غائب میں واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اور یہ كَانَ تامّہ ہے۔ اُمَّةٌ اس کا فاعل ہے اور کرہ مخصوصہ ہے۔ يَدْعُوْنَ، يَاْمُرُوْنَ اور يَنْهَوْنَ اس کی خصوصیت ہیں۔ اُمَّةٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے مذکر کے صیغے بھی جائز ہیں اور اسم جمع ہے اس لیے جمع کے صیغے آئے ہیں۔ تَفَرَّقُوْا فعل ماضی کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ جَآءَ کا فاعل اَلْاٰيٰتُ محذوف ہے، اَلْبَيِّنٰتُ اس کی صفت ہے اور مؤنث غیر حقیقی ہونے کی وجہ سے فعل جَآءَتْ کے بجائے جَآءَ بھی درست ہے۔

ترجمہ

وَلْتَكُنْ	مِّنْكُمْ	اُمَّةٌ	يَّدْعُوْنَ	اِلَى الْخَيْرِ
اور چاہیے کہ ہو	تم لوگوں میں	ایک گروہ جو	دعوت دے	بھلائی کی طرف

وَيَاْمُرُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ	وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَاُولٰٓىِٕكَ
اور تاکید کرے	نیکی کی	اور منع کرے	برائی سے	اور وہ لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	تَفَرَّقُوْا
ہی مُراد پانے والے ہیں	اور تم لوگ مت ہونا	ان کی مانند جو	پھٹ کر الگ الگ ہوئے

وَاخْتَلَفُوْا	مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَآءَهُمُ	الْبَيِّنٰتُ	وَاُولٰٓئِكَ
اور اختلاف کیا	اس کے بعد کہ جو	آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)	اور یہ وہ لوگ ہیں

لَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ
جن کے لیے	ایک عظیم عذاب ہے

نوٹ۔1

ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں سے کچھ زیادہ وسیع النظر اور لبرل قسم کے افراد اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض تو ہے لیکن یہ فرضِ کفایہ ہے، فرضِ عین نہیں ہے۔ لیکن علامہ ابن کثیرؒ نے یہ مطلب نہیں لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”یہ یاد رہے کہ ہر ہر متنفس پر تبلیغ حق فرض ہے تاہم ایک جماعت تو خاص اسی کام میں مشغول رہنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اسے ہاتھ سے دفع کر دے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اپنے دل سے اسے متنفر کرے۔ یہ ضعیف ایمان ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

مفتی محمد شفیعؒ کا کہنا ہے کہ ”اپنی اصلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی ذمہ داری ہر مسلمان پر ڈالنے کے لیے قرآنِ کریم میں بہت سے واضح ارشادات وارد ہوئے ہیں۔“ انہوں نے سورۃ العصر کا حوالہ دیا ہے جس کے مطابق خسارے سے صرف وہی انسان بچے گا جو ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ دوسروں کو حق اور صبر کی تاکید کرے گا۔ نیز آیت نمبر۔3/ 110 کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں پوری اُمت پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

ہمارے لبرل بھائیوں کے ذہنوں میں اس ضمن میں اور بھی بہت سی الجھنیں ہیں۔ ان کا تسلی بخش جواب مفتی محمد شفیعؒ نے اس آیت کی تفسیر میں دیا ہے اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان میں سے چند اہم نکات ہم اپنے الفاظ میں دے رہے ہیں۔

1۔ خیر کی تعریف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہے کہ خیر سے مراد قرآن اور میری سنت کا اتباع ہے۔ اسی طرح منکر میں وہ تمام برائیاں داخل ہیں جن کا آپ ﷺ کی طرف سے ناجائز قرار دینا معلوم و معروف ہو۔

2۔ کسی شخص کو اگر قرآن وحدیث کے مطابق معروف اور منکر کا علم نہیں تو اس پر یہ علم حاصل کرنا فرض ہے، لیکن اس خدمت کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ اس لیے جاہل واعظین اور عوام سے سنی سنائی غلط باتوں پر لوگوں سے جھگڑا کرنا جائز نہیں۔

3۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امت کے ہر فرد پر لازم ہے۔ البتہ ہر فرد پر اس کی استطاعت اور قدرت کے مطابق یہ فریضہ عائد ہوگا۔

4۔ ایک شخص جب تک متعلقہ علم حاصل کرنے کا فرض ادا نہیں کرتا، اُس وقت تک یہ فریضہ اس کی استطاعت کے باہر ہے۔

5۔ ایک شخص کو ہاتھ سے یا زبان سے کسی برائی کو روکنے میں کوئی شدید خطرہ لاحق ہو تو یہ فریضہ اس کی قدرت سے باہر ہے اس لیے اس کے ترک کرنے پر اس کو گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کوئی نقصان برداشت کر کے بھی یہ فریضہ انجام دیتا ہے تو یہ بڑی فضیلت کی بات ہے، لیکن ایسا کرنا اس پر فرض یا واجب نہیں تھا۔

6۔ جو امور واجب ہیں ان میں معروف کا امر اور منکر سے نہی کرنا واجب ہے اور مستحب امور میں ایسا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

7۔ روکنے ٹوکنے کا معاملہ صرف ان مسائل میں ہوگا جو امت میں مشہور و معروف اور سب کے نزدیک متفق علیہ ہیں۔ اجتہادی مسائل جن میں اصول شرعیہ کے ماتحت آراء ہو سکتی ہیں۔ ان میں یہ روک ٹوک کا سلسلہ نہ ہونا چاہیے۔

آیت نمبر(106تا109)

﴿ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ١٠٦ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ١٠٧ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ١٠٨ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ١٠٩ ﴾

ذ و ق

(ن) ذَوْقًا: کسی چیز کا مزہ چکھنا۔ ﴿ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ﴾ (64/التغابن:5) ”تو ان لوگوں نے چکھا اپنے کام کا وبال۔“

ذُقْ: فعل امر ہے۔ تو چکھ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ذَائِقٌ: اسم الفاعل ہے۔ چکھنے والا۔ ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ﴾ (29/العنکبوت:57) ”ہر ایک جان موت کو چکھنے والی ہے۔“

(افعال) اِذَاقَةً: کسی کو مزہ چکھانا۔ ﴿ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ﴾ (30/الزمر:36) ”اور جب کبھی ہم مزہ چکھاتے ہیں لوگوں کو کسی رحمت کا تو وہ لوگ خوش ہوتے ہیں اس سے۔“

ترکیب

وُجُوْهٌ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے افعال واحد مؤنث کے صیغوں میں آئے ہیں۔ اَكَفَرْتُمْ سے پہلے فَيُقَالُ لَهُمْ محذوف ہے۔ فِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ کا مبتداء هُمْ محذوف ہے اور اس کی خبر بھی محذوف ہے۔ مَا کا اسم اَللّٰهُ ہے اور اس کی خبر جملہ فعلیہ يُرِيْدُ ظُلْمًا ہے اور یہ پورا جملہ محلاً منصوب ہے جب کہ ظُلْمًا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لِلّٰهِ پر لام تملیک ہے۔

ترجمہ

يَّوْمَ	تَبْيَضُّ	وُجُوْهٌ	وَّتَسْوَدُّ	وُجُوْهٌ	فَاَمَّا الَّذِيْنَ
جس دن	سفید ہوں گے	کچھ چہرے	اور سیاہ ہوں گے	کچھ چہرے	پس وہ لوگ جو ہیں

اسْوَدَّتْ	وُجُوْهُهُمْ	اَكَفَرْتُمْ	بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ
سیاہ ہوئے	جن کے چہرے	(کہا جائے گا) کیا تم نے کفر کیا	اپنے ایمان کے بعد

فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
(اچھا تو) پھر تم لوگ مزہ چکھو	عذاب کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کفر کیا کرتے تھے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ	ابْيَضَّتْ	وُجُوْهُهُمْ	فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
اور وہ لوگ جو ہیں	سفید ہوئے	جن کے چہرے	تو (وہ لوگ) اللہ کی رحمت میں ہوں گے

هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ	تِلْكَ	اٰيٰتُ اللّٰهِ	نَتْلُوْهَا
وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	یہ	اللہ کی آیتیں ہیں	ہم پڑھ کر سناتے ہیں انہیں

عَلَيْكَ	بِالْحَقِّ	وَمَا اللّٰهُ	يُرِيْدُ	ظُلْمًا	لِّلْعٰلَمِيْنَ
آپ کو	حق سے	اور اللہ	ارادہ نہیں کرتا	کسی ظلم کا	تمام جہانوں کے لیے

وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ
اور اللہ کا ہی ہے	وہ (سب) جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ (سب) جو	زمین میں ہے

وَاِلَى اللّٰهِ	تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ
اور اللہ کی طرف ہی	لوٹائے جائیں گے	تمام کام

نوٹ۔1

چہرے کا سفید یا سیاہ ہونا عربی محاورے ہیں۔ جیسے سرخ رو ہونا اُردو محاورہ ہے۔ اس میں چہرے کا سرخ ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کامیابی کے تاثرات کا چہرے پر نمایاں ہونا۔ اسی طرح عربی میں چہرے کے سفید یا سیاہ ہونے کا مطلب ہے کامیابی کے تاثرات اور ناکامی کے تاسف کا چہرے پر نمایاں ہونا۔

آیت نمبر (110 تا 111)

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ
اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝١١٠ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ
اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝١١١﴾

د ب ر

(ن) دَبْرًا : کسی چیز کا اپنے اختتام کو پہنچنا۔ پیچھے تک یا آخر تک یا انجام تک پہنچنا۔

دَابِرٌ : اسم الفاعل ہے۔ آخر تک پہنچنے والا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ قرآن مجید میں یہ لفظ کسی چیز کی جڑ کے لیے آیا ہے۔ ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ﴾ (6/الانعام:45) ”تو کاٹی گئی اس قوم کی جڑ جنہوں نے ظلم کیا۔“

دُبُرٌ : ج اَدْبَارٌ۔ کسی چیز کا پچھلا یا آخری حصہ۔ پیٹھ۔ آخر۔ ﴿وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ﴾ (12/یوسف:25) ”اور اس عورت نے پھاڑا اس کی قمیص کو پیچھے سے۔“ ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝﴾ (50/قٓ:40) ”اور رات میں سے تسبیح کر اس کی اور سجدوں کے آخر میں۔“

(افعال)	اِدْبَارًا	کسی طرف پیٹھ کرنا۔ اعراض کرنا۔ ﴿ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴾ (70/ المعارج: 17) ''بلاتی ہے اس کو جس نے اعراض کیا اور منہ پھیرا۔''
	مُدْبِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ پیٹھ پھیرنے والا۔ اعراض کرنے والا۔ ﴿ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴾ (9/ التوبۃ: 25) ''پھر تم لوگ بھاگے پیٹھ پھیرنے والا ہوتے ہوئے۔''
(تفعیل)	تَدْبِيْرًا	کسی کو اس کے آخر یا انجام تک پہنچانا۔ کسی کام کی تدبیر کرنا۔ ﴿ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ (32/ السجدہ: 5) ''وہ انجام تک پہنچاتا ہے تمام کام کو آسمان سے زمین کی طرف۔''
	مُدَبِّرٌ	اسم الفاعل ہے۔ تدبیر کرنے والا۔ ﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴾ (79/ النّٰزعٰت: 5) ''پھر کسی کام کی تدبیر کرنے والیاں۔''
(تفعّل)	تَدَبُّرًا	کسی کے آخر یا انجام تک پہنچنے کی کوشش کرنا۔ غور و فکر کرنا۔ ﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ﴾ (4/ النساء: 82) ''تو کیا یہ لوگ غور و فکر نہیں کرتے قرآن میں۔''

ترکیب

كُنْتُمْ کا اسم اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور خَيْرَ اُمَّةٍ اس کی خبر ہے اس لیے خَيْرَ منصوب ہے۔ اُمَّةٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ اُخْرِجَتْ سے تُؤْمِنُوْنَ تک اس کی خصوصیات ہیں۔ اَلْمُؤْمِنُوْنَ مبتداء مؤخر ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور مِنْهُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ اَكْثَرُهُمْ مبتداء ہے اور اَلْفٰسِقُوْنَ خبر معرفہ ہے اس کی ضمیر فاصل هُمْ محذوف ہے۔

ترجمہ

كُنْتُمْ	خَيْرَ اُمَّةٍ	اُخْرِجَتْ	لِلنَّاسِ	تَاْمُرُوْنَ
تم لوگ	ایک ایسی بہترین امت ہو جو	نکالی گئی	لوگوں کے لیے	تم لوگ تلقین کرتے ہو

بِالْمَعْرُوْفِ	وَتَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَتُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ
نیکی کی	اور منع کرتے ہو	برائی سے	اور تم لوگ ایمان لاتے ہو	اللہ پر

وَلَوْ	اٰمَنَ	اَهْلُ الْكِتٰبِ	لَكَانَ خَيْرًا	لَّهُمْ	مِنْهُمُ
اور اگر	ایمان لاتے	اہل کتاب	تو یقیناً بہتر ہوتا	ان کے لیے	ان میں سے

الْمُؤْمِنُوْنَ	وَ	اَكْثَرُهُمُ	الْفٰسِقُوْنَ
ایمان لانے والے (بھی) ہیں	اور (یعنی جب کہ)	ان کی اکثریت	نافرمانی کرنے والی (ہی) ہے

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ	اِلَّآ	اَذًى	وَاِنْ	يُّقَاتِلُوْكُمْ
ہرگز نقصان نہیں پہنچائیں گے تم لوگوں کو	مگر	کچھ اذیت	اور اگر	وہ لوگ جنگ کریں گے تم سے

يُوَلُّوْكُمُ	الْاَدْبَارَ	ثُمَّ	لَا يُنْصَرُوْنَ
تو وہ پھیریں گے تمہاری طرف	پیٹھوں کو	پھر	ان کی مدد نہیں کی جائے گی

آیت نمبر(112تا113)

﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۟ۙ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ
الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾﴾

ء ن ی

(ض) اِنَّی: (۱) کسی چیز کا وقت قریب آنا۔ (۲) کسی چیز کا انتہا کو پہنچ جانا۔ ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ (57/الحدید:16) ”کیا وقت نہیں آیا ان کے لیے جو ایمان لائے۔“

اٰنٍ: مؤنث اٰنِيَةٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (۱) قریب ہونے والا یعنی قریبی۔ (۲) انتہا کو پہنچنے والا یعنی انتہائی۔ ﴿يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝﴾ (55/الرحمٰن:44) ”وہ لوگ طواف کریں گے اس کے اور انتہائی گرم پانی کے مابین۔“

اَنًى: ج اٰنَآءٌ۔ وقت کا کچھ حصہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

لَيْسُوْا کا اسم اس میں هُمْ کی ضمیر ہے اور سَوَآءً اس کی خبر ہے۔ يَتْلُوْنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اٰيٰتِ اللّٰهِ منصوب ہے جب کہ اٰنَآءَ الَّيْلِ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اَلَّيْلِ ایک لام سے لکھنا قرآن کا مخصوص املاء ہے۔

ترجمہ

ضُرِبَتْ	عَلَيْهِمُ	الذِّلَّةُ	اَيْنَ مَا	ثُقِفُوْٓا	اِلَّا	بِحَبْلٍ
تھوپی گئی	ان پر	ذلت	جہاں کہیں	وہ لوگ پائے جائیں	سوائے اس کے کہ	کسی معاہدے سے

مِّنَ اللّٰهِ	وَحَبْلٍ	مِّنَ النَّاسِ	وَبَآءُوْ	بِغَضَبٍ
اللہ (کی طرف) سے	اور کسی معاہدے سے	لوگوں (کی طرف) سے	اور وہ لوٹے	ایک غضب کے ساتھ

مِّنَ اللّٰهِ	وَضُرِبَتْ	عَلَيْهِمُ	الْمَسْكَنَةُ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ
اللہ کے	اور تھوپی گئی	ان پر	محتاجی	یہ	اس وجہ سے کہ وہ لوگ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَيَقْتُلُوْنَ	الْاَنْۢبِيَآءَ	بِغَيْرِ حَقٍّ
انکار کیا کرتے تھے	اللہ کی نشانیوں کا	اور قتل کرتے تھے	نبیوں کو	کسی حق کے بغیر

ذٰلِكَ	بِمَا	عَصَوْا	وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ	لَيْسُوْا
یہ	اس وجہ سے جو	انہوں نے نافرمانی کی	اور حد سے تجاوز کرتے تھے	وہ لوگ نہیں ہیں

سَوَآءً	مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	اُمَّةٌ	قَآئِمَةٌ	يَّتْلُوْنَ
برابر	اہل کتاب میں سے	ایک گروہ ہے جو	قائم ہے (دین پر)	وہ لوگ پڑھتے ہیں

اٰيٰتِ اللّٰهِ	اٰنَآءَ الَّيْلِ	وَهُمْ	يَسْجُدُوْنَ
اللہ کی آیتوں کو	رات کے وقتوں میں	اور وہ لوگ	سجدہ کرتے ہیں

نوٹ۔1

یہ مضمون آیت نمبر۔2/61 میں بھی گزر چکا ہے لیکن وہاں ذلت اور مسکنت تھوپنے میں ہیشگی کا مفہوم نہیں تھا۔آیت زیرِ مطالعہ میں اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا کے الفاظ سے ہیشگی کا مفہوم پیدا ہوا ہے اس لیے استثناء کا بھی یہیں ذکر کیا گیا ہے۔

معاہد بھی عربی لفظ ہے اور اس کے فعل کے مختلف صیغے قرآن مجید میں استعمال بھی ہوئے ہیں، لیکن آیت زیرِ مطالعہ میں لفظ معاہدہ کے بجائے استعارے کے طور پر حبل کا لفظ لانے سے اس کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوگئی ہے۔اب ان میں ایسی دعائیں بھی شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قبول کرلیتا ہے۔جیسے ابلیس نے اُس وقت دُعا مانگی تھی جب اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرما رہا تھا، کہ تو مجھے قیامت تک کے لئے مہلت دے دے۔(7/14)۔اور اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کر لی۔یہ بھی بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ کی ایک صورت ہے۔ان میں اللہ تعالیٰ کی ایسی سنتیں بھی شامل ہیں جو تبدیل نہیں ہوتیں۔(33/62) جیسے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو اپنے عمل کا بدلہ دنیا میں چاہتا ہے اسے اللہ دنیا میں جتنا مناسب سمجھتا ہے دے دیتا ہے۔(3/145) یہ بھی بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔اسی طرح سے بِحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ کی بھی متعدد صورتیں ہیں۔ جیسے کسی اسلامی حکومت میں جزیہ دے کر امن اور سکون سے رہنا۔کسی غیر مسلم قوم یا حکومت کا تعاون اور مدد حاصل کر لینا۔آج کے دور میں اسرائیل کی حکومت اس کی بہت واضح مثال ہے۔

آیت زیرِ مطالعہ کا مضمون اور اس کا سیاق وسباق بہت واضح طور پر بتا رہا ہے کہ یہاں مسکنت کا مطلب مال ودولت کی محتاجی نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ذلت وخواری سے بچنے کے لئے دوسروں کے محتاج رہیں گے۔

اس پس منظر میں ذلت وخواری اور دوسروں کی محتاجی میں ہیشگی کا مفہوم سمجھ لیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ بنو اسرائیل (یہودیوں) کا اصل مقدر تو ذلت وخواری ہی ہے۔البتہ کبھی کبھی وقتی طور پر اور جزوی طور پر سانس لینے کا کچھ وقفہ مل جاتا ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ یہ وقفہ بھی یہ لوگ اپنے بل بوتے پر کبھی حاصل نہ کر سکے، بلکہ اس کے لیے یہ لوگ ہمیشہ دوسروں کے محتاج رہے ہیں اور یہ سلسلہ ان کے عذاب استیصال تک جاری رہے گا۔

کوئی قوم اپنے نبی کا انکار کر کے، یہاں تک کہ نبی کو قتل بھی کر کے زندہ رہ سکتی ہے لیکن کوئی قوم جب اپنے رسول کا انکار کرتی ہے تو پھر اس پر عذاب استیصال نازل ہوتا ہے اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔بنو اسرائیل اپنے آخری رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر کے اس عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔ان کا یہ عذاب عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے آئے اور وہی ان کو صفحہ ہستی سے نابود کریں گے۔

آیت نمبر(114تا116)

﴿ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْــــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١٦﴾ ﴾

ترکیب

يُؤْمِنُوْنَ کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو گزشتہ آیت میں اُمَّةٌ کے لیے ہے، کیونکہ یہ اسم جمع ہے۔ مَا شرطیہ ہے اس لیے يَفْعَلُوْا مجزوم ہوا ہے۔ يُكْفَرُوْا ثلاثی مجرد کا مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے ہُ کی ضمیر مفعول ثانی ہے جو خَيْرٍ کے لیے ہے۔

ترجمہ

يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَيَاْمُرُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ
وہ لوگ ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور تلقین کرتے ہیں	نیکی کی

وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَيُسَارِعُوْنَ	فِي الْخَيْرٰتِ	وَاُولٰٓئِكَ
اور منع کرتے ہیں	برائی سے	اور وہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں	بھلائیوں میں	اور وہ لوگ

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ	وَمَا	يَفْعَلُوْا	مِنْ خَيْرٍ	فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ
نیکوں میں سے ہیں	اور جو (بھی)	وہ لوگ کریں گے	کسی قسم کی کوئی بھلائی	تو ان سے ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی ان کی

وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ	بِالْمُتَّقِيْنَ	اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَنْ تُغْنِيَ
اور اللہ	جاننے والا ہے	تقویٰ کرنے والوں کو	بیشک جنہوں نے	کفر کیا	ہرگز کام نہ آئیں گے

عَنْهُمْ	اَمْوَالُهُمْ	وَلَآ اَوْلَادُهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	شَيْـًٔا	وَاُولٰٓئِكَ
ان کے	ان کے مال	اور نہ ان کی اولاد	اللہ سے (بچنے میں)	ذرا بھی	اور وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ
آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں ہی	ہمیشہ رہنے والے ہیں

آیت نمبر (117 تا 118)

﴿ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝117 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ
دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ
صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝118 ﴾

ص ر ر

(ن) صَرًّا کسی چیز کو تھیلی میں باندھنا۔

(ض) صَرِرًا زور سے بولنا۔

صَرَّةٌ چیخ۔ تیز آواز۔ ﴿ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ ﴾ (51/الذّٰریٰت:29) ’’تو سامنے آئیں ان کی بیوی تیز آواز میں یعنی زور سے بولتی ہوئی۔‘‘

صِرٌّ ٹھنڈک۔ پالا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال)　اِصْرَارًا　اپنی بات پر جمے رہنا۔اَڑنا۔اصرار کرنا۔﴿ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا ﴾ (3/آل عمران:135)''اور وہ لوگ اَڑتے نہیں اس پر جو انہوں نے کیا۔''

خ ب ل

(ن)　خَبْلًا　دماغ خراب کرنا۔عقل کو بگاڑنا۔مت مار دینا۔
خَبَالٌ　عقلی فساد۔ذہنی پراگندگی۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ف و ہ

(ن)　فَوْهًا　بولنا۔بات کرنا۔
فَوٌّ　اسم ذات ہے۔منہ۔یہ جب مضاف ہوتا ہے تو رفع میں فُوْ، نصب میں فَا اور جرّ میں فِيْ آتا ہے۔اس کی جمع اَفْوَاهٌ ہے۔﴿ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ﴾ (13/الرعد:14) ''اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانے والے کی مانند، پانی کی طرف تاکہ وہ پہنچے اس کے منہ کو، حالانکہ وہ پہنچنے والا نہیں ہے اس کو۔''

ب غ ض

(ن)　بَغَاضَةً　کسی مکروہ چیز سے دل کا متنفر ہونا۔
بَغْضَاءُ　ج بُغْضٌ۔افعل الوان وعیوب کا وزن ہے۔نفرت۔کراہیت۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

مَثَلُ کا مضاف الیہ مَا ہے۔اَصَابَتْ کا فاعل هِيَ کی ضمیر ہے جو رِيْحٍ کے لیے ہے اور حَرْثَ قَوْمٍ اس کا مفعول ہے۔ اَهْلَكَتْهُ کا فاعل هِيَ کی ضمیر ہے جو رِيْحٍ کے لیے ہے اور اس کی ضمیر مفعولی هُ، حَرْثَ کے لیے ہے۔لَا يَأْلُوْنَ کا فاعل هُمْ کی ضمیر ہے جو مِنْ دُوْنِكُمْ کے لیے ہے۔اس کا مفعول كُمْ ہے اور خَبَالًا تمیز ہے۔وَدُّوْا کا مفعول مَا ہے۔بَدَتْ کا فاعل اَلْبَغْضَاءُ ہے اور یہ مؤنث ہے اس لیے فعل مؤنث آیا ہے۔تُخْفِيْ کا فاعل صُدُوْرُ ہے اور یہ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل مؤنث آیا ہے۔

ترجمہ

مَثَلُ مَا	يُنْفِقُوْنَ	فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اس کی مثال جو	وہ لوگ خرچ کرتے ہیں	اس دنیوی زندگی میں

كَمَثَلِ رِيْحٍ	فِيْهَا	صِرٌّ	اَصَابَتْ	حَرْثَ قَوْمٍ
ایک ایسی ہوا کی مثال کی مانند ہے	جس میں	کچھ پالا ہے	وہ آن لگی	ایک ایسی قوم کی کھیتی کو

ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فَاَهْلَكَتْهُ	وَمَا ظَلَمَهُمُ
جنہوں نے ظلم کیا	اپنے آپ پر	پھر اس نے ہلاک کیا اس کو	اور ظلم نہیں کیا ان پر

اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	اَنْفُسَهُمْ	يَظْلِمُوْنَ	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اللہ نے	اور لیکن (یعنی بلکہ)	اپنے آپ پر	وہ لوگ (خود ہی) ظلم کرتے ہیں	اے لوگو! جو

امَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوْا	بِطَانَةً	مِّنْ دُوْنِكُمْ	لَا يَأْلُوْنَكُمْ
ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	کوئی دل کا بھیدی	اپنوں کے سوا	وہ لوگ کوتاہی نہیں کریں گے تم سے

خَبَالًا	وَدُّوْا	مَا	عَنِتُّمْ	قَدْ بَدَتِ
بلحاظ ذہنی خلفشار کے	انہوں نے چاہا	اس کو جو	مشکل میں ڈالے تم کو	ظاہر ہو چکی ہے

الْبَغْضَآءُ	مِنْ اَفْوَاهِهِمْ	وَمَا	تُخْفِيْ	صُدُوْرُهُمْ	اَكْبَرُ
نفرت	ان کے مونہوں سے	اور وہ جو	چھپاتے ہیں	ان کے سینے،	زیادہ بڑا ہے

قَدْ بَيَّنَّا	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ	اِنْ كُنْتُمْ	تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾
ہم نے واضح کر دیا	تمہارے لیے	آیتوں کو	اگر تم لوگ	عقل سے کام لیتے ہو

نوٹ۔1

حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ یہاں پر ایک (غیر مسلم) شخص بڑا اچھا لکھنے والا اور بہت اچھے حافظے والا ہے۔ آپؓ اسے اپنا منشی مقرر کر لیں۔ آپؓ نے فرمایا پھر تو میں غیر مومن کو بطانہ بنالوں گا جو اللہ نے منع کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعد میں مسلمانوں نے اس اصول کو ترک کر دیا۔ امام قرطبی پانچویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''حالات میں ایسا انقلاب آیا کہ یہود و نصاریٰ کو راز دار اور امین بنا لیا گیا اور اس ذریعہ سے وہ جاہل اغنیاء و امراء پر مسلط ہو گئے۔'' چنانچہ اسلامی مملکتوں اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے اسباب میں ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ مسلمانوں نے اپنے امور کا راز دار و معتمد غیر مسلموں کو بنا لیا تھا۔ (یعنی وہ لوگ حساس عہدوں پر فائز تھے)۔ اس کے برعکس روس اور چین میں کسی ایسے شخص کو، جو کمیونزم پر ایمان نہ رکھتا ہو، کسی ذمہ دار عہدہ پر فائز نہیں کیا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (119 تا 120)

﴿ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا
خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ
تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ
كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ﴾

ع ض ض

(س) عَضًّا — کسی چیز کو دانت سے چبانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن م ل

(ن) نَمْلًا — چغلی کھانا۔

نَمْلٌ — اسم جنس ہے۔ واحد نَمْلَةٌ جمع نِمَالٌ۔ چیونٹی۔ ﴿قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ﴾ (27/النمل: 18) ''کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو! تم لوگ داخل ہو اپنے ٹھکانوں میں۔''

(ن) اَنۡمِلَةٌ ج اَنَامِلُ۔ اُنگلی کا سرا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

غ ی ظ

(ض) غَائِظٌ سخت غصّہ۔دلانا۔خون کھولا دینا۔﴿ لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ ؕ ﴾ (48/الفتح:29)''تاکہ وہ خون کھولائے ان سے کافروں کا۔''

غَيۡظٌ اسم الفاعل ہے۔غصّہ دلانے والا﴿ وَاِنَّهُمۡ لَنَا لَغَآئِظُوۡنَ ۙ۝۵۵ ﴾ (26/الشعراء:55)''اور یقیناوہ سب ہم لوگوں کا خون کھولانے والے ہیں۔''

غَيۡضٌ اسم ذات ہے۔شدید غصّہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) تَغَيُّظًا سخت غصّہ ہونا۔غصے سے کھولنا۔﴿ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيۡرًا ۝۱۲ ﴾ (25/الفرقان:12)''وہ لوگ سنیں گے اس کو غصے سے کھولتے ہوئے اور چنگھاڑتے ہوئے۔''

ف ر ح

(س) فَرَحًا (۱) بہت خوش ہونا۔(۲) خوشی سے پھٹ پڑنا۔اِترانا۔﴿ وَيَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۴ ﴾ (30/الروم:4)''اور اس دن بہت خوش ہوں گے ایمان لانے والے۔''﴿ وَاِذَآ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَةً فَرِحُوۡا بِهَا ؕ ﴾ (30/الروم:36)''اور جب بھی ہم مزا چکھاتے ہیں لوگوں کو کسی رحمت کا تو وہ لوگ اتراتے ہیں اس پر۔''

فَرِحٌ اسم صفت ہے۔بہت خوش ہونے والا۔اترانے والا۔﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ ۝۷۶ ﴾ (28/القصص:76)''بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اِترانے والوں کو۔''

ک ی د

(ض) كَيۡدًا خفیہ تدبیر کرنا۔چالبازی کرنا۔﴿ كَذٰلِكَ كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ ؕ ﴾ (12/یوسف:76)''اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لیے۔''

كَيۡدٌ اسم ذات بھی ہے۔خفیہ تدبیر۔داؤ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

كِدۡ فعل امر ہے۔تو خفیہ تدبیر کر۔تو چالبازی کر۔﴿ فَكِيۡدُوۡنِىۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ لَا تُنۡظِرُوۡنِ ۝۵۵ ﴾ (11/ھود:55)''پس تم لوگ چالبازی کرو مجھ سے پھر تم مہلت نہ دو مجھے۔''

مَكِيۡدٌ اسم الظرف ہے۔خفیہ تدبیر یا چالبازی کی جگہ یعنی اس کا نشانہ۔﴿ فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هُمُ الۡمَكِيۡدُوۡنَ ؕ۝۴۲ ﴾ (52/الطور:42)''تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی چالبازی کا نشانہ ہیں۔''

ترکیب

بِالۡكِتٰبِ پر لام جنس ہے جو تمام آسمانی کتابوں کے لیے ہے۔كُلِّهٖ تاکید کے لیے اس کا بدل آیا ہے اس لیے كُلّ مجرور ہے اور لفظی رعایت سے ضمیر واحد آئی ہے۔يَفۡرَحُوۡا جوابِ شرط ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔لَا يَضُرُّ پر لائے نفی ہے۔البتہ جواب شرط ہونے کی وجہ سے يَضُرُّ مجزوم ہے۔اس کو ادغام کے بغیر يَضۡرُرۡ لکھنا بھی درست ہے اور ادغام کرکے يَضُرُّ۔ يَضُرَّ اور يَضُرِّ تینوں طرح لکھنا بھی درست ہے۔كَيۡدُهُمۡ اس کا فاعل ہے اور شَيۡئًا مفعول مطلق ہے۔

ترجمہ

هٰۤاَنۡتُمۡ	اُولَآءِ	تُحِبُّوۡنَهُمۡ	وَلَا يُحِبُّوۡنَكُمۡ
سنو! تم لوگ	یہ ہو (کہ)	تم لوگ محبت کرتے ہو ان سے	اور وہ لوگ محبت نہیں کرتے تم سے

وَ	تُؤْمِنُوْنَ	بِالْكِتٰبِ	كُلِّهٖ	وَاِذَا	لَقُوْكُمْ
حالانکہ	تم لوگ ایمان رکھتے ہو	تمام (آسمانی) کتابوں پر	ان کے کل پر	اور جب بھی	سامنے آتے ہیں تمہارے

قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَاِذَا	خَلَوْا	عَضُّوْا	عَلَيْكُمُ	الْاَنَامِلَ
تو کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اور جب بھی	تنہا ہوتے ہیں	تو چباتے ہیں	تم پر	انگلیوں کے سروں کو

مِنَ الْغَيْظِ	قُلْ	مُوْتُوْا	بِغَيْظِكُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌۢ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
شدید غصے سے	کہو	تم لوگ مرو	اپنے غصے کے سبب سے	یقیناً اللہ	جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو

اِنْ	تَمْسَسْكُمْ	حَسَنَةٌ	تَسُؤْهُمْ	وَاِنْ	تُصِبْكُمْ
اور اگر	پہنچتی ہے تم کو	کوئی بھلائی	تو وہ بری لگتی ہے ان کو	اور اگر	آلگتی ہے تم کو

سَيِّئَةٌ	يَّفْرَحُوْا	بِهَا	وَاِنْ	تَصْبِرُوْا	وَتَتَّقُوْا
کوئی برائی	تو وہ لوگ بہت خوش ہوتے ہیں	اس سے	اور اگر	تم لوگ ثابت قدم رہو	اور تقویٰ کرو

لَا يَضُرُّكُمْ	كَيْدُهُمْ	شَيْئًا	اِنَّ اللّٰهَ	بِمَا
تو نقصان نہیں دے گی تم کو	ان کی چالبازی	ذرا بھی	بیشک اللہ	اس کا جو

يَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطٌ
یہ لوگ کرتے ہیں	احاطہ کرنے والا ہے

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

587

آیت نمبر (121 تا 123)

﴿وَاِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَہۡلِکَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲۱﴾ۙ اِذۡ ہَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡکُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا ۙ وَاللّٰہُ وَلِیُّہُمَا ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾﴾

غ د و

(ن) غُدُوًّا: صبح سویرے نکلنا۔ سویرے پہنچنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اُغۡدُ: فعل امر ہے۔ تو سویرے نکل ﴿اَنِ اغۡدُوۡا عَلٰی حَرۡثِکُمۡ﴾ (68/القلم:22) ''کہ تم لوگ صبح سویرے پہنچو اپنی کھیتی پر۔''

غَدَاۃٌ: ج غُدُوٌّ۔ صبح سویرے کا وقت۔ ﴿الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ﴾ (18/الکہف:28) ''وہ لوگ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح کو اور شام کو۔'' ﴿یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ﴿ۙ۳۶﴾﴾ (24/النور:36) ''وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں اس کی اس میں صبحوں اور شاموں کو۔''

غَدٌ: آنے والی صبح یا دن۔ (۱) آنے والا کل۔ (۲) آنے والا قیامت کا دن۔ ﴿وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ﴿ۙ۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ۫﴾ (18/الکہف:23۔24) ''تم ہرگز مت کہنا کسی چیز کے لیے کہ میں کرنے والا ہوں اسے کل، سوائے اس کے کہ اگر چاہا اللہ نے۔'' ﴿وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ ۚ﴾ (59/الحشر:18) ''اور چاہیے کہ دیکھے ہر جان اس کو جو اس نے آگے بھیجا قیامت کے دن کے لیے۔''

غَدَاءٌ: صبح کا ناشتہ۔ ﴿قَالَ لِفَتٰىہُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫﴾ (18/الکہف:62) ''انہوںؑ نے کہا اپنے خادم سے تو دے ہم کو ہمارا ناشتہ۔''

ھ م م

(ن) ہَمًّا: ارادہ کرنا۔ ہمت کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِہۡمَامًا: بے چین کرنا۔ ﴿وَطَآئِفَۃٌ قَدۡ اَہَمَّتۡہُمۡ اَنۡفُسُہُمۡ﴾ (3/آل عمران:154) ''اور ایک جماعت ہے، بے چین کیا ہے جن کو ان کی جانوں نے۔''

ف ش ل

(س) فَشَلًا: بزدلی دکھانا۔ ہمت ہارنا۔

و ک ل

(ض) وَکۡلًا: اپنا کام کسی کے سپرد کرنا۔ سونپنا۔

وَکِیۡلٌ: فَعِیۡلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ سپرد کیا ہوا۔ سونپا ہوا۔ یعنی نگہبان، کارساز۔

﴿ وَمَآ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴾ (6/الانعام:107)''اور آپ ﷺ ان کے نگہبان نہیں ہیں۔''

﴿ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ﴾ (6/الانعام:102)''اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔''[587]

(تفعیل) **تَوْكِيْلًا** کسی کو نگہبان مقرر کرنا۔﴿ يَتَوَفّٰىكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ ﴾ (32/السجدہ:11)''موت دیتا ہے تم لوگوں کو موت کا فرشتہ جس کو نگہبان مقرر کیا گیا تمہارا۔''

(تفعّل) **تَوَكُّلًا** قرآن مجید میں عَلٰی کے صلے کے ساتھ آیا ہے جس کے معنی ہیں کسی پر بھروسہ کرنا۔ ﴿ اِنِّىۡ تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ ﴾ (11/ھود:56)''بیشک میں بھروسہ کرتا ہوں اللہ پر۔''

مُتَوَكِّلٌ اسم فاعل ہے۔ بھروسہ کرنے والا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَوَكِّلِيۡنَ ﴾ (3/آل عمران:159) ''بیشک اللہ پسند کرتا ہے بھروسہ کرنے والوں کو۔''

ترکیب

غَدَوْتَ اور تُبَوِّئُ کا فاعل ان میں اَنْتَ کی ضمیر ہے جو رسول اللہؐ کے لیے ہے۔ تُبَوِّئُ سے پہلے وَاِذْ محذوف ہے اور اس کا مفعول اوّل اَلْمُؤْمِنِيْنَ ہے اور مَقَاعِدَ مفعول ثانی ہے۔ اَنْ کی وجہ سے تَفْشَلَانِ کا نون گرا ہوا ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	غَدَوْتَ	مِنْ اَهْلِكَ	تُبَوِّئُ	الْمُؤْمِنِيْنَ
اور جب	آپؐ نکلے	اپنے گھر والوں سے	(اور جب) آپؐ ٹھکانہ دیتے تھے	مومنوں کو

مَقَاعِدَ	لِلْقِتَالِ ؕ	وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ	اِذْ
بیٹھنے کی جگہوں میں	جنگ کے لیے	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	جب

هَمَّتْ	طَّآئِفَتٰنِ	مِنْكُمْ	اَنْ	تَفْشَلَا ۙ	وَ	اللّٰهُ
ارادہ کیا	دو جماعتوں نے	تم میں سے	کہ	وہ دونوں ہمت ہاریں	حالانکہ	اللہ

وَلِيُّهُمَا ؕ	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ	وَلَقَدْ نَصَرَكُمْ
اُن کا پشت پناہ تھا	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	اور مدد کر چکا ہے تمہاری

اللّٰهُ	بِبَدْرٍ	وَّ	اَنْتُمْ	اَذِلَّةٌ ۚ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	لَعَلَّكُمْ
اللہ	بدر میں	حالانکہ	تم لوگ	کمزور تھے	پس تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	شائد کہ تم لوگ

تَشْكُرُوْنَ
شکر ادا کرو

نوٹ۔1

یہاں سے اب جنگ اُحد پر تبصرہ شروع ہو رہا ہے۔ اور یہاں جن دو گروہوں کی طرف اشارہ ہے وہ قبیلہ خزرج کے بنو سلمہ اور قبیلہ اوس کے بنو حارثہ ہیں۔ منافقوں کی شرارت کی وجہ سے ان میں کچھ کم ہمتی پیدا ہوئی تھی لیکن پھر وہ سنبھل گئے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (124 تا 127)

587

﴿اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ؕ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ
اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ
مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى لَـكُمۡ وَلِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ
الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ۙ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ فَيَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾﴾

ف و ر

(ن) فَوۡرًا: جوش مارنا۔ اُبلنا۔ ﴿وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ﴾ (11/ھود:40) ''اور اُبلا تنور۔''

فَوۡرٌ: اسم ذات بھی ہے۔ جوش۔ اُبال۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ط ر ف

(ض) طَرۡفًا: کسی کو کسی چیز کے کنارے پر کرنا۔

طَرَفٌ: اسم ذات بھی ہے۔ (۱) کسی چیز کا کنارہ۔ پہلو۔ (۲) آنکھ کی پلک۔ ﴿قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ ؕ﴾ (27/النمل:40) ''قبل اس کے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی پلک۔''

ک ب ت

(ض) كَبۡتًا: کسی کو ذلیل کر کے لوٹانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

خ ی ب

(ض) خَيۡبَةً: مقصد میں ناکام ہونا۔ نامُراد ہونا۔ ﴿وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ۙ﴿۱۵﴾﴾ (14/ابراہیم:15) ''اور نامُراد ہوا ہر ایک سرکش ہمت دھرم۔''

خَآئِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ نامُراد ہونے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

كُمۡ کی ضمیر يَكۡفِيَ کا مفعول ہے اور آگے اَنۡ يُّمِدَّ سے مُنۡزَلِيۡنَ تک پورا فقرہ اس کا فاعل ہے۔ مُنۡزَلِيۡنَ اگر مَلٰٓئِكَةِ کی صفت ہوتا تو پھر اَلۡمُنۡزَلِيۡنَ آتا۔ اس لیے یہ ان کا حال ہے۔ اسی طرح مُسَوِّمِيۡنَ بھی حال ہے۔ مَا جَعَلَهُ میں ہٗ کی ضمیر مفعولی گزشتہ بات کے لیے ہے جس میں مدد کا ذکر ہے۔ اور جَعَلَ کا مفعول ثانی بُشۡرٰی ہے۔ بِهٖ کی ضمیر بُشۡرٰی کے لیے ہے جو مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے مذکر ضمیر بھی جائز ہے۔ اَلنَّصۡرُ پر لام جنس ہے۔ لِيَقۡطَعَ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ فاسببیہ کی وجہ سے يَنۡقَلِبُوۡا منصوب ہوا ہے اور یہ فعل لازم ہے اس لیے خَآئِبِيۡنَ اس کا مفعول نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ اس کا حال ہے۔

ترجمہ

اِذۡ	تَقُوۡلُ	لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ	اَ	لَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ	اَنۡ
جب	آپ کہتے تھے	ایمان لانے والوں سے	کیا	ہرگز کافی نہیں ہوگا تم کو	(یہ) کہ

يُّمِدَّكُمۡ	رَبُّكُمۡ	بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ	مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ	مُنۡزَلِيۡنَ
مدد کرے تمہاری	تمہارا رب	تین ہزار	فرشتوں سے	اُتارے ہوئے ہوتے ہوئے

بَلٰٓی	اِنْ	تَصْبِرُوْا	وَتَتَّقُوْا	وَيَاْتُوْكُمْ	مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا 587
کیوں نہیں	اگر	تم لوگ ثابت قدم رہو	اور تقویٰ کرو	اور وہ آئیں تمہارے پاس	اپنے اس جوش سے

يُمْدِدْكُمْ	رَبُّكُمْ	بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ	مُسَوِّمِيْنَ
تو مدد کرے گا تمہاری	تمہارا رب	پانچ ہزار	فرشتوں سے	نشان لگانے والے ہوتے ہوئے

وَمَا جَعَلَهُ	اللّٰهُ	اِلَّا	بُشْرٰى	لَكُمْ	وَلِتَطْمَئِنَّ	قُلُوْبُكُمْ
اور نہیں بنایا اس کو	اللہ نے	مگر	ایک خوش خبری	تمہارے لیے	اور تاکہ مطمئن ہوں	تمہارے دل

بِهٖ ۭ	وَمَا النَّصْرُ	اِلَّا	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	الْعَزِيْزِ	الْحَكِيْمِ
اس سے	اور کسی قسم کی کوئی مدد نہیں ہے	مگر	اللہ کے پاس سے	جو بالادست ہے	حکمت والا ہے

لِيَقْطَعَ	طَرَفًا	مِّنَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَوْ	يَكْبِتَهُمْ
تاکہ وہ کاٹے	ایک پہلو کو	ان لوگوں سے جنہوں نے	کفر کیا	یا	وہ ذلیل کر کے لوٹائے ان کو

فَيَنْقَلِبُوْا	خَآئِبِيْنَ
نتیجۃً وہ لوگ پلٹیں	نامُراد ہونے والے ہو کر

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 124 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی آیت نمبر۔ 125 میں اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے، اور آپؐ کے اعزاز کے طور پر فرشتوں کی تعداد بڑھا دی لیکن یہ وضاحت بھی کر دی کہ مدد کے لیے فرشتوں کو اُترنا ثابت قدمی اور تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔ ساتھ ہی اس اصول کی وضاحت کر دی کہ مدد کی خواہ کوئی بھی نوعیت ہو، اور خواہ وہ کسی کے لیے ہو، ہر مدد بہر حال اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔

جنگِ اُحد میں مسلمانوں نے ثابت قدمی کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جس کے نتیجے میں وہ جیتی ہوئی جنگ ہار گئے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ جنگ جیتنے کے باوجود، مدینہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کو ختم کر دینے کا حوصلہ کافروں کو نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ ذلیل و خوار ہو کر انہیں نامُراد واپس جانا پڑا۔ یہ بھی اللہ کی مدد کا ایک انداز ہے۔

آیت نمبر (128 تا 129)

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٩﴾ ﴾

ترکیب

شَيْءٌ مبتداء مؤخر ہے اور لَيْسَ کا اسم ہے۔ لَكَ قائم مقام خبر مقدم ہے اور مِنَ الْاَمْرِ متعلق خبر ہے۔ درمیان میں یہ جملۂ معترضہ ہے کیونکہ آگے يَتُوْبَ اور يُعَذِّبَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ گزشتہ آیت کے لِيَقْطَعَ اور اَوْ يَكْبِتَهُمْ پر عطف ہیں۔ جملۂ معترضہ میں اَلْاَمْرِ پر لام تعریف انہیں امور کے لیے ہے۔

ترجمہ

لَيْسَ	لَكَ	مِنَ الْاَمْرِ	شَيْءٌ	اَوْ	يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ 587	اَوْ
نہیں ہے	آپؐ کے لیے	اس حکم میں سے	کوئی چیز	یا	وہ توبہ قبول کرے ان کی	یا

يُعَذِّبَهُمْ	فَاِنَّهُمْ	ظٰلِمُوْنَ	وَلِلّٰهِ
وہ عذاب دے ان کو	تو یقیناً وہ لوگ	ظلم کرنے والے (تو) ہیں	اور اللہ کے لیے ہی ہے

مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ ۭ	يَغْفِرُ	لِمَنْ
وہ، جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ، جو	زمین میں ہے	وہ بخشتا ہے	اسے جس کو

يَّشَاۗءُ	وَيُعَذِّبُ	مَنْ	يَّشَاۗءُ ۭ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
وہ چاہتا ہے	اور وہ عذاب دیتا ہے	اسے جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	غفور ہے	رحیم ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر 128 میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اس کا حکم عام ہے کہ عزت و ذلت اور فتح و شکست کے فیصلے اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے اور بلا شرکت غیرے کرتا ہے۔ ان میں کسی دوسری ہستی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

آیت نمبر (130 تا 134)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ١٣٠ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِىْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ١٣١ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ١٣٢ۚ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ١٣٣ۙ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَ
الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ١٣٤ۚ ﴾

ک ظ م

(س) كَظُوْمًا: غصہ کو پی جانا۔

(ض) كَظْمًا: کسی چیز کی روانی کو روکنا۔ جیسے پانی، سانس یا جذبات وغیرہ روکنا۔

كَاظِمٌ: اسم الفاعل ہے۔ روکنے والا۔ ﴿ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ڛ ﴾ (40/المومن:18) ”جب دل حلق کے پاس ہوں گے روکنے والے ہوتے ہوئے یعنی سانس گھوٹنے والے ہوتے ہوئے۔“

مَكْظُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ روکا ہوا۔ گھوٹا ہوا یعنی غم زدہ۔ ﴿ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ٤٨ۭ ﴾ (68/القلم:48) ”جب اس نے پکارا اس حال میں کہ وہ غم زدہ تھا۔“

كَظِيْمٌ: فَعِيْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ ہمیشہ سے غم زدہ۔ ﴿ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ٨٤ ﴾ (12/یوسف:84) ”اور سفید ہوئیں انؑ کی آنکھیں غم سے اس حال میں کہ وہ مستقل غمزدہ ہیں۔“

ترکیب

لَا تَاْكُلُوا کا مفعول الرِّبٰوا ہے۔ مرکب توصیفی اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں مَغْفِرَةٍ نکرہ مخصوصہ ہے اور مِنْ رَّبِّكُمْ اس کی خصوصیت ہے۔ اِلٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے جَنَّةٍ مجرور ہے اور یہ بھی نکرہ مخصوصہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ گزشتہ آیت میں لِلْمُتَّقِيْنَ پر عطف ہے اور یہ پورا جملہ ان کی صفت ہے۔ لِلْمُتَّقِيْنَ کی صفت ہونے کی وجہ سے اَلْكٰظِمِيْنَ مجرور ہے اور یہ اسم الفاعل ہے، اس کا مفعول الْغَيْظَ ہے۔ اَلْعَافِيْنَ بھی لِلْمُتَّقِيْنَ کی صفت ہے۔

ترجمہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَاْكُلُوا	الرِّبٰوا	اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت کھاؤ	سود	بڑھا چڑھا کر

وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ	وَاتَّقُوا	النَّارَ الَّتِيْٓ	اُعِدَّتْ
اور تقویٰ کرو	اللہ کا	شائد کہ	فلاں پاؤ	اور تم لوگ بچو	اس آگ سے جو	تیار کی گئی

لِلْكٰفِرِيْنَ	وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَالرَّسُوْلَ	لَعَلَّكُمْ
انکار کرنے والوں کے لیے	اور تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور ان رسول ﷺ کی	شائد کہ

تُرْحَمُوْنَ	وَسَارِعُوْٓا	اِلٰى مَغْفِرَةٍ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
تم لوگ رحم کئے جاؤ	اور تم لوگ لپکو	ایک ایسی مغفرت کی طرف جو	تمہارے رب (کی طرف) سے ہے

وَجَنَّةٍ	عَرْضُهَا	السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ	اُعِدَّتْ
اور ایک ایسی جنت کی طرف	جس کی چوڑائی	آسمان اور زمین ہیں	وہ تیار کی گئی

لِلْمُتَّقِيْنَ	الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	فِي السَّرَّآءِ	وَالضَّرَّآءِ
تقویٰ کرنے والوں کے لیے	وہ لوگ جو	خرچ کرتے ہیں	خوشی میں	اور تکالیف میں

وَالْكٰظِمِيْنَ	الْغَيْظَ	وَالْعَافِيْنَ	عَنِ النَّاسِ ۭ	وَاللّٰهُ
اور جو روکنے والے ہیں	غصے کو	اور جو درگزر کرنے والے ہیں	لوگوں سے	اور اللہ

يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ ۚ
پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو

آیت نمبر (135 تا 138)

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۣ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۵ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۱۳۶ۭ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ
فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۳۷ ھٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ ھُدًى
وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۱۳۸﴾

س ن ن

587

(ن) سَنًّا: کثیر المعانی لفظ ہے۔(۱) چھری تیز کرنا۔ دانت میں مسواک کرنا۔(۲) آہستہ آہستہ پانی گرانا۔ گیلا کرنا۔(۳) کوئی طریقہ اختیار کرنا۔ کسی طریقے کو عادت بنانا۔

مَسْنُوْنٌ: اسم المفعول ہے۔ پانی گرایا ہوا یعنی گیلا۔ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴾(15/الحجر:26)''اور ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو ایسی کھنکتی مٹی سے جو گیلے گارے سے تھی۔''

سِنٌّ: اسم ذات ہے۔ دانت۔ ﴿وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ (5/المآئدہ:45)''اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت۔''

سُنَّةٌ: ج سُنَنٌ۔ اسم ذات ہے۔ طریقہ۔ عادات۔ ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ (33/الاحزاب:62)''اور تو ہرگز نہیں پائے گا اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی۔''

س ی ر

(ض) سَيْرًا: چلنا۔ سفر کرنا۔ ﴿وَتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا﴾ (52/الطور:10)''اور چلیں گے پہاڑ جیسا کہ چلنے کا حق ہے۔''

سِرْ: ج سِيْرُوْا۔ فعل امر ہے۔ تو چل۔ آیت زیر مطالعہ۔

سَيَّارَةٌ: فَعَّالٌ کے وزن کا مؤنث ہے۔ بار بار چلنے والی۔ پھر اصطلاحاً قافلے اور قافلے والوں، دونوں کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ﴾ (12/یوسف:19)''اور آیا ایک قافلہ۔'' ﴿وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ﴾ (5/المآئدہ:96)''اور اس کا کھانا ایک سامان ہے تمہارے لیے اور قافلے والوں کے لیے۔''

سِيْرَةٌ: طور طریقہ۔ خصلت۔ ﴿سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى﴾ (20/طٰہٰ:21)''ہم لوٹا دیں گے اس کو اس کی پہلی خصلت پر۔''

(تفعیل) تَسْيِيْرًا: چلانا۔ گھمانا۔ پھرانا۔ ﴿هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (10/یونس:22)''وہ ہے جو گھماتا پھراتا ہے تم لوگوں کو خشکی میں اور سمندر میں۔''

ترکیب

وَالَّذِيْنَ گزشتہ آیت میں لِلْمُتَّقِيْنَ پر عطف ہے۔ فَعَلُوْا سے اَنْفُسَهُمْ تک اِذَا کی شرط ہے۔ فَاحِشَةً پر تائے مبالغہ ہے جیسے عَلَّامَةٌ پر ہے۔ ذَكَرُوا اور فَاسْتَغْفَرُوْا جواب شرط ہیں خٰلِدِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس سے پہلے هُمْ يَدْخُلُوْنَ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	اِذَا	فَعَلُوْا	فَاحِشَةً	اَوْ ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ
اور وہ لوگ جو	جب بھی	کرتے ہیں	کوئی کھلی گمراہی	یا ظلم کرتے ہیں	اپنے آپ پر

ذَكَرُوا	اللّٰهَ	فَاسْتَغْفَرُوْا	لِذُنُوْبِهِمْ	وَمَنْ	يَّغْفِرُ
تو وہ لوگ یاد کرتے ہیں	اللہ کو	پھر مغفرت چاہتے ہیں	اپنے گناہوں کی	اور کون	بخشتا ہے

الذُّنُوْبَ	اِلَّا اللّٰهُ	وَلَمْ يُصِرُّوْا	عَلٰى مَا	فَعَلُوْا	وَ
گناہوں کو	سوائے اللہ کے	اور وہ ہرگز نہیں اڑتے	اس پر جو	انہوں نے کیا	اس حال میں کہ

هُمْ	يَعْلَمُوْنَ	اُولٰٓئِكَ	جَزَآؤُهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	مِّنْ رَّبِّهِمْ 587
وہ لوگ	جانتے ہوں	وہ لوگ ہیں	جن کی جزا	مغفرت ہے	ان کے رب (کی طرف) سے

وَجَنّٰتٌ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ
اور ایسے باغات ہیں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	(وہ لوگ داخل ہوں گے) ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيْهَا ط	وَنِعْمَ	اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِكُمْ
ان میں	اور کیا ہی اچھا ہے	عمل کرنے والوں کا اجر	گزرے ہیں	تم لوگوں سے پہلے

سُنَنٌ لا	فَسِيْرُوْا	فِى الْاَرْضِ	فَانْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ
کچھ طریقے	تو تم لوگ چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ	هٰذَا	بَيَانٌ	لِّلنَّاسِ	وَهُدًى
جھٹلانے والوں کا انجام	یہ	ایک خطبہ ہے	لوگوں کے لیے	اور ہدایت ہے

وَّمَوْعِظَةٌ	لِّلْمُتَّقِيْنَ
اور ایک نصیحت ہے	تقویٰ کرنے والوں کے لیے

آیت نمبر (139 تا 143)

﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ
قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ط وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ج وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ط وَ
اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٠﴾ لا وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ
قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ص فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ ع﴾

و ہ ن

(ض) **وَهْنًا**: (۱) جسمانی طور پر کمزور ہونا۔ سست ہونا۔ (۲) ارادہ اور ہمت کا کمزور ہونا۔ ہمت ہارنا۔ ﴿وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ﴾ (19/مریم:4) ”کمزور ہوئیں میری ہڈیاں“۔ ﴿فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (3/آل عمران:146) ”تو وہ لوگ ہمت نہیں ہارے اس سے جو مصیبت آئی انہیں اللہ کی راہ میں۔“

وَهْنٌ: اسم ذات ہے۔ کمزوری۔ تکلیف۔ ﴿حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ﴾ (31/لقمان:14) ”اُٹھایا اس کو اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر۔“

(افعال) **اِيْهَانًا**: کمزور کرنا۔

مُوْهِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ کمزور کرنے والا۔ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٨﴾﴾ (8/الانفال:18) ”اور یہ کہ اللہ کافروں کی تدبیروں کو کمزور کرنے والا ہے۔“

ق ر ح

587

(ف) قَرْحًا زخمی کرنا۔
قَرْحٌ اسم ذات ہے۔ زخم۔ چرکہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

د و ل

(ن) دُوْلَةً اور دَوْلَةً زمانے کا ادل بدل ہونا یعنی جو حالت آج ایک کی ہے وہ کل دوسرے کی ہو جائے اور دوسرے کی حالت پہلے کی ہو جائے۔ کسی چیز کا گردش میں ہونا۔ ﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ط﴾ (59/الحشر:7) ''تاکہ وہ نہ ہو گردش میں تم میں سے غنی لوگوں کے مابین۔''
(مفاعلہ) مُدَاوَلَةً ادل بدل کرنا۔ گردش دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م ح ص

(ف) مَحْصًا کسی چیز کو کرید کر اس کے ناپسندیدہ اجزا کو الگ کرنا۔ کسی چیز کو نکھارنا۔
(تفعیل) تَمْحِيْصًا بتدریج نکھارنا۔ کثرت سے یعنی بالکل نکھار دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَعْلَوْنَ افعل تفضیل اَعْلٰى کی جمع ہے۔ اَفْعَلُ کے وزن پر یہ اَعْلَوُ بنتا ہے جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر اَعْلٰى استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع اَفْعَلُوْنَ کے وزن پر اَعْلَيُوْنَ بنتی ہے جو قاعدے کے مطابق اَعْلَوْنَ استعمال ہوتی ہے۔ اَلْقَوْمَ پر لام تعریف ہے۔ لِيُمَحِّصَ کے لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَمْحَقَ منصوب ہے۔ لَمَّا جازمہ ہے اس لیے يَعْلَمِ دراصل يَعْلَمْ ہے۔ آگے ملانے کے لیے اسے کسرہ دی گئی ہے۔ جبکہ وَيَعْلَمَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ گزشتہ آیت کے لام کَیْ پر عطف ہے۔ تَلْقَوْهُ اور رَاَيْتُمُوْهُ کی ضمیر مفعولی اَلْمَوْتَ کے لیے ہیں۔

ترجمہ

وَلَا تَهِنُوْا	وَلَا تَحْزَنُوْا	وَ	اَنْتُمُ	الْاَعْلَوْنَ
اور تم لوگ ہمت مت ہارو	اور تم لوگ غمگین مت ہو	اس حال میں کہ	تم لوگ	برتر ہو

اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ	اِنْ يَّمْسَسْكُمْ	قَرْحٌ	فَقَدْ مَسَّ	الْقَوْمَ
اگر تم لوگ	ایمان لانے والے ہو	اگر لگا تم لوگوں کو	کوئی زخم	تو لگ چکا ہے	اس قوم کو

قَرْحٌ	مِّثْلُهٗ ط	وَتِلْكَ الْاَيَّامُ	نُدَاوِلُهَا	بَيْنَ النَّاسِ ج
ایک زخم	اس کے جیسا	اور یہ دن،	ہم گردش دیتے ہیں ان کو	لوگوں کے درمیان

وَلِيَعْلَمَ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَيَتَّخِذَ	مِنْكُمْ
اور (یہ اس لیے) کہ جان لے	اللہ	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور تاکہ وہ بنائے	تم میں سے

شُهَدَآءَ ط	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ	الظّٰلِمِيْنَ	وَلِيُمَحِّصَ	اللّٰهُ
کچھ شہید	اور اللہ	پسند نہیں کرتا	ظالموں کو	(اور اس لیے) کہ نکھار دے	اللہ

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَيَمْحَقَ	الْكٰفِرِيْنَ	اَمْ حَسِبْتُمْ	اَنْ تَدْخُلُوا
ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور تاکہ وہ گھٹائے	کافروں کو	کیا تم لوگوں نے خیال کیا	کہ تم لوگ داخل ہو گے

الۡجَنَّةَ	وَ	لَمَّا يَعۡلَمِ	اللّٰهُ	الَّذِيۡنَ	جٰهَدُوۡا 587	مِنۡكُمۡ
جنت میں	حالانکہ	ابھی تک نہیں جانا	اللہ نے	ان لوگوں کو جنہوں نے	جدو جہد کی	تم میں سے

وَيَعۡلَمَ	الصّٰبِرِيۡنَ	وَلَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ	الۡمَوۡتَ
اور تا کہ وہ جان لے	ثابت قدم رہنے والوں کو	اور بیشک تم لوگ تمنا کر چکے تھے	موت کی

مِنۡ قَبۡلِ	اَنۡ	تَلۡقَوۡهُ ۖ	فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ	وَ
اس سے پہلے	کہ	تم لوگ سامنے آتے اس کے	تو تم لوگ دیکھ چکے اس کو	اس حال میں کہ

اَنۡتُمۡ	تَنۡظُرُوۡنَ
تم لوگ	آنکھوں دیکھتے ہو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 140 میں ایام کو گردش دینے کا ایک مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ہم میں سے کون سچ مچ ایمان لایا ہے۔ پھر آیت نمبر 142 میں ایک دوسرے پیرائے میں اس کا اعادہ کیا گیا کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ یہ نہ جان لے کہ کس نے اس کی راہ میں جدو جہد کی اور کون ثابت قدم رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے، پھر اس کے جان لینے کا کیا مطلب ہے۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب کے الفاظ آئے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے لیے تو غیب ہے ہی نہیں۔ اس کے لیے تو ہر چیز ہر لحہ الشہادہ ہے۔ اس لیے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے عالم الغیب کے الفاظ کا استعمال ہماری نسبت سے کیا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کا بھی جاننے والا ہے جو ہمارے لیے غیب ہے۔ اسی طرح سے آیات زیرِ مطالعہ میں اور قرآن مجید مین دیگر مقات پر، جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جان لینے کے الفاظ آئے ہیں، وہ ہماری نسبت سے ہیں اور ان کا مطلب یہ ہے کہ جس بات کو ہم نہیں جانتے انہیں اللہ تعالیٰ ظاہر کردے، کھول دے یا ریکارڈ پر لے آئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کے کچھ ظاہری اقوال یعنی دعوے اور وعدے ہوتے ہیں اور کچھ ظاہری اعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے پیچھے کچھ باطنی کیفیات بھی ہوتی ہیں جن سے وہ شخص خود بھی اکثر اوقات پوری طرح باخبر نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ قیامت میں فیصلہ کرتے وقت وہ اقوال و اعمال بھی شامل کیے جائیں گے جو ریکارڈ پر آئے اور ان کو مٹایا نہیں گیا یعنی عفو کی درخواست نہیں کی گئی۔ لیکن ان کے ساتھ باطنی کیفیات بھی شامل کی جائیں گی۔ اسی لیے بتا دیا کہ جب لوگوں کو قبروں سے نکالا جائے گا تو جو کچھ ان کے سینوں یعنی جی میں تھا وہ بھی حاصل کر لیا جائے گا۔ (100/ العٰدیٰت: 9۔10)

باطنی کیفیات کن عناصر پر مشتمل ہوتی ہیں ان کی وضاحت بہت مشکل ہے اور انسان کے تمام جذبات و احساسات کو الفاظ کا جامعہ پہنانا ممکن نہیں ہے۔ لیکن قرآن اور حدیث میں دو ایسے عناصر کی راہنمائی موجود ہے جو انسانی ذہن کی گرفت میں آسکتے ہیں۔ ایک انسان کا حقیقی نظریہ اور عقیدہ جو بعض اوقات اس کے ظاہر سے مختلف ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس کی نیت۔

باطنی کیفیات کی اصل ضرورت تو آخرت میں پڑے گی لیکن کبھی کسی فرد یا کسی اجتماعیت کے مفاد کا تقاضہ ہوتا ہے کہ ان کی باطنی کیفیات میں سے کسی عنصر کو ظاہر کر دیا جائے پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جب ہماری اس ضرورت کو پورا کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، تو اس کے لیے طریقۂ کار (PROCEDURE) وہ ہے جسے ہم لوگ آزمائش کہتے ہیں۔

میدانِ اُحد میں مسلمانوں کی فتح کا شکست میں تبدیل ہو جانا بھی اسی طریقۂ کار کے تحت تھا تاکہ آئندہ مسلمان کوئی منصوبہ بندی کرتے وقت صرف افراد کی گنتی کو سامنے نہ رکھیں بلکہ ان میں باطنی کیفیات کے مختلف ہونے کی گنجائش بھی رکھیں۔ شائد یہی وجہ ہے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ مردم شماری کرائی تھی اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پہلی مردم شماری میں عورتوں اور بچوں سمیت مسلمانوں کی کل تعداد 500 تھی اور دوسری میں 1500 تھی۔

آیت نمبر۔ 141 میں مَحَّصَ کا ترجمہ ہم نے ''نکھارنا'' کیا ہے۔ اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ باطنی کیفیات میں اگر کہیں کوئی کمی، خامی، یا کجی رہ گئی ہے تو اسے دور کر دیا جائے۔

آیت نمبر (144 تا 145)

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَ
مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ١٤٤ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ
مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ١٤٥﴾

ترکیب

مَا کا اسم مُحَمَّدٌ ہے۔ اِس کی خبر محذوف ہے۔ اور مُحَمَّدٌ کا بدل ہونے کی وجہ سے رَسُوْلٌ مرفوع ہے۔ خَلَتْ کا فاعل الرُّسُلُ ہے۔ اَفَا۟ىِٕنْ کا جواب شرط اِنْقَلَبْتُمْ ہے۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ میں كَانَ کی خبر محذوف ہے۔ جو کہ مُمْكِنًا ہو سکتی ہے۔ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا کو تفسیر حقانی میں فعل محذوف کا مفعول مطلق مانا گیا ہے۔

ترجمہ

وَمَا مُحَمَّدٌ	اِلَّا	رَسُوْلٌ ۚ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِهِ	الرُّسُلُ ۭ	اَفَا۟ىِٕنْ
اور نہیں ہیں محمدؐ	مگر	ایک رسول	گزرے ہیں	انؐ سے پہلے	رسول	تو کیا اگر

مَّاتَ	اَوْ قُتِلَ	انْقَلَبْتُمْ	عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ
وہؐ بے جان ہو جائیں گے	یا قتل کیے جائیں گے	تو تم لوگ پلٹ جاؤ گے	اپنی ایڑیوں پر

وَمَنْ	يَّنْقَلِبْ	عَلٰي عَقِبَيْهِ	فَلَنْ يَّضُرَّ	اللّٰهَ
اور جو	پلٹے گا	اپنی دونوں ایڑیوں پر	تو ہرگز نقصان نہیں کرے گا	اللہ کا

شَيْـًٔا	وَسَيَجْزِى	اللّٰهُ	الشّٰكِرِيْنَ	وَمَا كَانَ	لِنَفْسٍ
کچھ بھی	اور جزا دے گا	اللہ	شکر کرنے والوں کو	اور نہیں ہے (ممکن)	کسی جان کے لیے

اَنْ	تَمُوْتَ	اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ	كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ	وَمَنْ
کہ	وہ بے جان ہو	مگر	اللہ کی اجازت سے	ایک لکھے ہوئے مقررہ وقت پر	اور جو

يُّرِدْ	ثَوَابَ الدُّنْيَا	نُؤْتِهٖ	مِنْهَا ۚ	وَمَنْ	يُّرِدْ
ارادہ کرتا ہے	دنیا کے بدلے کا	تو ہم دیتے ہیں اس کو	اس میں سے	اور جو	ارادہ کرتا ہے

ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ	نُؤْتِهٖ	مِنْهَا ؕ	وَسَنَجْزِى	الشّٰكِرِيْنَ
آخرت کے بدلے کا	تو ہم دیتے ہیں اس کو	اس میں سے	اور ہم جزا دیں گے	شکر کرنے والوں کو

آیت نمبر (146 تا 148)

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا
اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا
فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ
ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ ع﴾

س ر ف

(ن) سَرْفًا: کسی چیز کا ضرورت سے زیادہ ہونا۔

(افعال) اِسْرَافًا: کسی چیز کو ضرورت سے زیادہ کرنا۔ کسی کام میں حد سے تجاوز کرنا۔ ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ (39/الزمر: 53) ''اے میرے بندو! جنھوں نے حد سے تجاوز کیا اپنے آپ پر، تم لوگ مایوس مت ہو اللہ کی رحمت سے۔''

مُسْرِفٌ: اسم الفاعل ہے۔ حد سے تجاوز کرنے والا۔ ﴿وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾﴾ (40/المؤمن: 43) ''اور یہ کہ حد سے تجاوز کرنے والے ہی آگ والے ہیں۔''

ترکیب

كَاَيِّنْ یہاں کم خبریہ کے معنی میں آیا ہے۔ مِنْ نَبِيٍّ اس کا اسم ہے۔ مَعَهٗ میں ہٗ کی ضمیر نَبِيٍّ کے لیے ہے۔ لفظی رعایت کے تحت ضمیر واحد آئی ہے لیکن کم خبریہ کا اسم ہونے کی وجہ سے اس میں جمع کا مفہوم ہے۔ قٰتَلَ کا فاعل رِبِّيُّوْنَ ہے، كَثِيْرٌ اس کی صفت ہے۔ كَثِيْرٌ واحد اور جمع دونوں کے لیے آتا ہے اور اس کی جمع كَثِيْرُوْنَ بھی آتی ہے لیکن یہ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوئی۔ قَالُوْا رَبَّنَا سے الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ تک پورا جملہ كَانَ کا اسم ہے اور قَوْلَهُمْ، كَانَ کی خبر مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ	قٰتَلَ ۙ	مَعَهٗ	رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ
اور نبیوں میں سے کتنے ہی ہیں	قتال کیا	جن کے ساتھ (مل کر)	بہت سے اللہ والوں نے

فَمَا وَهَنُوْا	لِمَآ	اَصَابَهُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
تو وہ لوگ ہمت نہیں ہارے	اس سے جو	پہنچی ان کو (کوئی تکلیف)	587 اللہ کی راہ میں

وَمَا ضَعُفُوْا	وَمَا اسْتَكَانُوْا ط	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الصّٰبِرِيْنَ
اور نہ کمزور ہوئے	اور نہ جھکے	اور اللہ	پسند کرتا ہے	ثابت قدم رہنے والوں کو

وَمَا كَانَ	قَوْلَهُمْ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْا	رَبَّنَا	اغْفِرْ	لَنَا
اور نہیں تھا	ان کا کہنا	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	اے ہمارے رب	تو بخش دے	ہمارے لیے

ذُنُوْبَنَا	وَاِسْرَافَنَا	فِيْٓ اَمْرِنَا	وَثَبِّتْ	اَقْدَامَنَا
ہمارے گناہوں کو	اور ہمارے حد سے تجاوز کرنے کو	ہمارے کام میں	اور تو جما دے	ہمارے قدموں کو

وَانْصُرْنَا	عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ	فَاٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	ثَوَابَ الدُّنْيَا
اور تو ہماری مدد کر	کافروں کی قوم (کے مقابلہ) پر	تو دیا ان کو	اللہ نے	دنیا کا ثواب

وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ط	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ
اور خوب ثواب آخرت کا	اور اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو

آیت نمبر (149 تا 151)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ
مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥١﴾ ﴾

ر ع ب

(ف) رَعَبًا خوف زدہ ہونا۔ ڈرنا۔

رُعْبٌ اسم ذات ہے۔ خوف۔ ہیبت۔ دہشت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ل ط

(س۔ک) سَلَاطَةً کسی پر غلبہ حاصل کرنا۔ مسلط ہونا۔

587

	سُلْطٰنٌ	فُعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔متعدد معانی میں آتا ہے۔(۱) زبردست قوت۔(۲) اختیار غلبہ۔ (۳) قطعی دلیل۔سند۔﴿ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴾ (55/الرحمٰن:33)''اگر تم لوگوں میں استطاعت ہے کہ تم لوگ نکلو آسمانوں اور زمین کی قطاروں سے تو نکلو۔تم لوگ نہیں نکلو گے مگر کسی قوت سے۔''﴿ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ ﴾ (14/ابراہیم:22)''اور نہیں تھا میرے لیے تم لوگوں پر کسی قسم کا کوئی اختیار سوائے اس کے کہ میں نے دعوت دی تم لوگوں کو۔''
(تفعیل)	تَسْلِيْطًا	کسی کو کسی پر اختیار دینا۔غلبہ دینا۔﴿ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ ﴾ (59/الحشر:6) ''اور لیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو اس پر جس پر وہ چاہتا ہے۔''

ء و ی

(ض)	اِوَاءً	کسی کے ساتھ جُڑ جانا۔ضم ہو جانا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔کسی جگہ اُترنا۔پناہ لینا وغیرہ۔﴿ سَاٰوِيْٓ اِلٰي جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ ﴾ (11/ہود:43)''میں ٹھہروں گا کسی پہاڑ پر وہ بچائے گا مجھ کو پانی سے۔''
	مَاْوٰی	اسم الظرف ہے۔اُترنے یا ٹھہرنے کی جگہ۔منزل۔پناہ گاہ۔آیت زیر مطالعہ۔
(افعال)	اِيْوَاءً	ٹھہرانا۔جگہ دینا۔﴿ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ ﴾ (12/یوسف:69)''اور جب وہ لوگ داخل ہوئے یوسفؑ کے پاس تو انہوں نے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو۔''

ث و ی

(ض)	ثَوَاءً	کسی جگہ مستقل قیام کرنا۔ٹھکانا۔
	ثَاوٍ	اسم الفاعل ہے۔قیام کرنے والا۔﴿ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ﴾ (28/القصص:45)''اور آپؐ قیام کرنے والے نہیں تھے اہل مدین میں۔''
	مَثْوٰی	اسم الظرف ہے۔مستقل قیام کرنے کی جگہ۔ٹھکانہ۔آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اِنْ کا جواب شرط يَرُدُّوْكُمْ ہے۔فَتَنْقَلِبُوْا کا فا سببیہ ہے۔خٰسِرِيْنَ حال ہے۔مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا، یہ پورا جملہ اَشْرَكُوْا کا مفعول ہے۔يُنَزِّلْ کی ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِنْ تُطِيْعُوا	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
اے لوگو! جو	ایمان لائے	اگر تم لوگ اطاعت کرو گے	ان لوگوں کی جنہوں نے	کفر کیا

يَرُدُّوْكُمْ	عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ	فَتَنْقَلِبُوْا	خٰسِرِيْنَ
تو وہ لوگ لوٹا دیں گے تم کو	تمہاری ایڑیوں پر	نتیجتاً تم لوگ پلٹو گے	خسارہ اُٹھانے والے ہوتے ہوئے

بَلِ	اللّٰهُ	مَوْلٰىكُمْ ۚ	وَھُوَ	خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾	سَنُلْقِيْ
بلکہ	اللہ	تمہارا کارساز ہے	اور وہ	بہترین مددگار ہے	ہم ڈالیں گے

فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ	بِمَاۤ	اَشْرَكُوْا
ان کے دلوں میں جنہوں نے	کفر کیا	دہشت	بسبب اس کے جو	587 انہوں نے شریک کیا

بِاللّٰهِ	مَا	لَمْ یُنَزِّلْ	بِهٖ	سُلْطٰنًا ۚ	وَمَاْوٰىهُمُ
اللہ کے ساتھ	اس کو،	اس نے اُتاری ہی نہیں	جس کے لیے	کوئی سند	اوران کی منزل

النَّارُ ؕ	وَبِئْسَ	مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ
آگ ہے	اور کتنی بُری ہے	ظالموں کی قیام گاہ

آیت نمبر(152تا153)

﴿وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ
عَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ
صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ
لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ
لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾﴾

ص ع د

(س) **صَعَدًا**: سیڑھی یا بلندی پر چڑھنا۔﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ﴾ (35/فاطر:10)''اس کی طرف ہی چڑھتا ہے پاکیزہ کلام۔''

صَعَدٌ: صفت ہے۔چڑھائی والا۔مشکل۔﴿وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾﴾ (72/الجن:17)''اور جو اعراض کرتا ہے اپنے رب کی یاد سے تو وہ ڈالے گا اس کو ایک مشکل عذاب میں۔''

صَعُوْدٌ: فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔دشوار چڑھائی۔﴿سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾﴾ (74/المدثر:17)''میں مبتلا کروں گا اس کو ایک دشوار چڑھائی میں۔''

صَعِیْدٌ: فَعِیْلٌ کا وزن ہے۔زمین کی سخت سطح۔(۱) میدان۔(۲) مٹی۔﴿وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا ﴿۸﴾﴾ (18/الکھف:8)''اور بیشک میں بنانے والا ہوں اس کو جو اس پر ہے ایک بنجر میدان۔''﴿فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا﴾ (4/النساء:43)''تو تم لوگ تیمم کرو کسی پاک مٹی سے۔''

(افعال) **اِصْعَادًا**: اونچی زمین میں سفر کرنا۔تیز دوڑنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) **تَصَعُّدًا**: بتکلف چڑھنا۔ہانپتے کانپتے چڑھنا۔﴿كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ﴾ (6/الانعام:125)''گویا کہ وہ ہانپتے کانپتے چڑھتا ہے آسمان میں۔''

ف و ت

(ن) **فَوْتًا**: کسی چیز کا کسی کی دسترس یا پہنچ سے دور ہو جانا۔ہاتھ سے نکل جانا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفاعل) **تَفَاوُتًا** ایک دوسرے کی پہنچ سے دور ہونا۔ باہم مختلف ہونا۔ ﴿مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ﴾ (67/الملک:3) ''تو نہیں دیکھے گا رحمٰن کی خلقت میں کوئی نقص۔'' 587

ترکیب

صَدَقَ کا مفعول اوّل کُمۡ کی ضمیر ہے اور وَعۡدَہٗ مفعول ثانی ہے۔ حَتّٰۤی اِذَا میں اِذَا پیچھے کے اِذۡ پر عطف ہے اس لیے یہ ماضی کے معنی دے گا۔ فِی الۡاَمۡرِ پر لام تعریف ہے۔ تَلۡوٗنَ کا مفعول محذوف ہے۔ جو اَعۡنَاقَکُمۡ ہوسکتا ہے۔ اُخۡرٰىکُمۡ میں اُخۡرٰی فُعۡلٰی کے وزن پر صفت ہے۔ اس کا موصوف محذوف ہے جو طَآئِفَةٍ ہوسکتا ہے۔

ترجمہ

وَ لَقَدۡ صَدَقَکُمُ	اللّٰہُ	وَعۡدَہٗۤ	اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ
اور یقیناً سچ کردیا ہے تم سے	اللہ نے	اپنے وعدے کو	جب تم لوگ قتل کرتے تھے ان کو

بِاِذۡنِهٖ ۚ	حَتّٰۤی	اِذَا فَشِلۡتُمۡ	وَ تَنَازَعۡتُمۡ
اس کی اجازت سے	یہاں تک کہ	جب تم لوگوں نے بزدلی کی	اور باہم اختلاف کیا

فِی الۡاَمۡرِ	وَ عَصَیۡتُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ	اَرٰىکُمۡ
اس فیصلے میں	اور تم نے حکم عدولی کی	اس کے بعد کہ جو (یعنی جب)	اس نے دکھایا تم کو

مَّا	تُحِبُّوۡنَ ؕ	مِنۡکُمۡ مَّنۡ	یُّرِیۡدُ	الدُّنۡیَا	وَ مِنۡکُمۡ مَّنۡ
وہ، جو	تم لوگ پسند کرتے ہو	تم میں وہ بھی ہیں جو	ارادہ کرتے ہیں	دنیا کا	اور تم میں وہ بھی ہیں جو

یُّرِیۡدُ	الۡاٰخِرَةَ ۚ	ثُمَّ	صَرَفَکُمۡ	عَنۡهُمۡ	لِیَبۡتَلِیَکُمۡ ۚ
ارادہ کرتے ہیں	آخرت کا	پھر	اس نے پھیرا تم کو	ان سے	تاکہ وہ آزمائش میں ڈالے تم کو

وَ لَقَدۡ عَفَا	عَنۡکُمۡ ؕ	وَ اللّٰہُ	ذُوۡ فَضۡلٍ	عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
اور یقیناً اس نے درگزر کیا ہے	تم لوگوں سے	اور اللہ	فضل (کرنے) والا ہے	مومنوں پر

اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ	وَ لَا تَلۡوٗنَ	عَلٰۤی اَحَدٍ	وَّ الرَّسُوۡلُ
جب تم دوڑتے جاتے تھے	اور نہیں گھماتے تھے (اپنی گردنوں کو)	کسی ایک پر	حالانکہ یہ رسولؐ

یَدۡعُوۡکُمۡ	فِیۡۤ اُخۡرٰىکُمۡ	فَاَثَابَکُمۡ	غَمًّۢا بِغَمٍّ
بلاتے تھے تم کو	تمہارے پیچھے سے	تو اس نے بدلے میں دیا تم کو	غم پر غم

لِّکَیۡلَا تَحۡزَنُوۡا	عَلٰی مَا	فَاتَکُمۡ	وَ لَا مَاۤ	اَصَابَکُمۡ ؕ
تاکہ تم لوگ مت پچھتاؤ	اس پر جو	نکل گیا تم سے	اور نہ اس پر جو	آگا تم کو

وَ اللّٰہُ	خَبِیۡرٌۢ	بِمَا	تَعۡمَلُوۡنَ
اور اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (154)

﴿ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغۡشٰى طَآٮِٕفَةً مِّنۡكُمۡ‌ ۙ وَطَآٮِٕفَةٌ قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ
اَنۡفُسُهُمۡ يَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَـقِّ ظَنَّ الۡجَـاهِلِيَّةِ‌ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ
كُلَّهٗ لِلّٰهِ‌ ؕ يُخۡفُوۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا يُبۡدُوۡنَ لَـكَ‌ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ كَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا
هٰهُنَا ‌ؕ قُلْ لَّوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ‌ ۚ وَلِيَبۡتَلِىَ اللّٰهُ مَا
فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۵۴﴾

ن ع س

(ف) نَعَسًا: اونگھنا۔ حواس کا سست ہونا۔

نُعَاسٌ: اسم ذات ہے۔ اُونگھ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ض ج ع

(ف) ضَجۡعًا: پہلو کے بل لیٹنا۔

مَضۡجَعٌ: ج مَضَاجِعُ۔ اسم الظرف ہے۔ (۱) لیٹنے کی جگہ۔ (۲) قتل گاہ۔ ﴿وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ﴾ (4/النساء:34) ''اور تم لوگ قطع تعلق کرو ان سے لیٹنے کی جگہوں میں۔''

ترکیب

اَنۡزَلَ کا مفعول اَمَنَةً ہے، نُعَاسًا اس کا بدل ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ يَغۡشٰى کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو نُعَاسًا کے لیے ہے اور طَآئِفَةً اس کا مفعول ہے۔ طَآئِفَةٌ مبتدا نکرہ ہے اور آگے جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ جبکہ اَهَمَّتۡ کا فاعل اَنۡفُسُهُمۡ ہے۔ اِنَّ الۡاَمۡرَ پر لام جنس ہے اور كُلَّهٗ اس کا بدل ہے۔ شَیۡءٌ مبتدا مؤخر نکرہ ہے اور یہ کَانَ کا اسم ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ قائم مقام خبر ہے۔ یہ جملہ اسمیہ لَوۡ کی شرط ہے اور مَا قُتِلۡنَا هٰهُنَا جواب شرط ہے۔ لَوۡ كُنۡتُمۡ کا لَوۡ بھی شرطیہ ہے۔ اَلَّذِيۡنَ كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ صلہ موصول مل کر لَبَرَزَ کا فاعل ہے اور اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ متعلق فعل ہے لَبَرَزَ کا۔

ترجمہ

ثُمَّ	اَنۡزَلَ	عَلَيۡكُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ	اَمَنَةً	نُّعَاسًا
پھر	اس نے اُتارا	تم لوگوں پر	اس بے چینی کے بعد	ایک اطمینان	جو ایک ایسی اونگھ تھی

يَّغۡشٰى	طَآٮِٕفَةً	مِّنۡكُمۡ ۙ	وَطَآٮِٕفَةٌ	قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ	اَنۡفُسُهُمۡ
جو چھاتی تھی	ایک گروہ پر	تم میں سے	اور ایک گروہ تھا	بے چین کیا تھا ان کو	ان کی جانوں نے

يَظُنُّوۡنَ	بِاللّٰهِ	غَيۡرَ الۡحَـقِّ	ظَنَّ الۡجَـاهِلِيَّةِ ؕ	يَقُوۡلُوۡنَ
وہ لوگ گمان کرتے تھے	اللہ سے	حق کے بغیر	غلط سوچ کا گمان	وہ لوگ کہتے تھے

هَلۡ	لَّنَا	مِنَ الۡاَمۡرِ	مِنۡ شَىۡءٍ ؕ	قُلۡ	اِنَّ الۡاَمۡرَ	كُلَّهٗ

کیا	ہمارے لیے ہے	اس فیصلے میں سے	کوئی بھی چیز	آپ کہہ دیجئے	بیشک فیصلہ، 587	اس کا کل

لِلّٰهِ ؕ	يُخْفُوْنَ	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	مَّا	لَا يُبْدُوْنَ	لَكَ ؕ
اللہ کے لیے ہے	وہ لوگ چھپاتے ہیں	اپنے جی میں	اس کو جو	وہ لوگ ظاہر نہیں کرتے	آپ کے لیے

يَقُوْلُوْنَ	لَوْ كَانَ	لَنَا	مِنَ الْاَمْرِ	شَيْءٌ	مَّا قُتِلْنَا	هٰهُنَا ؕ
وہ لوگ کہتے ہیں	اگر ہوتا	ہمارے لیے	اس فیصلے میں سے	کچھ	تو ہم قتل نہ کیے جاتے	یہاں

قُلْ	لَّوْ كُنْتُمْ	فِيْ بُيُوْتِكُمْ	لَبَرَزَ	الَّذِيْنَ	كُتِبَ	عَلَيْهِمُ
آپ کہہ دیجئے	اگر تم لوگ ہوتے	اپنے گھروں میں	تو ضرور نکلتے	وہ لوگ	لکھا گیا	جن پر

الْقَتْلُ	اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ	وَلِيَبْتَلِيَ	اللّٰهُ	مَا
قتل کیا جانا،	اپنی قتل گاہ کی طرف	اور تاکہ آزمائش میں ڈالے	اللہ	اس کو جو

فِيْ صُدُوْرِكُمْ	وَلِيُمَحِّصَ	مَا	فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ
تمہارے سینوں میں ہے	اور تاکہ وہ نکھار دے	اس کو جو	تمہارے دلوں میں ہے	اور اللہ

عَلِيْمٌۢ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔(2/البقرہ:72) کی لغت میں مادہ ''ق ت ل'' کے مصدر قَتْلٌ کے معنی ''قتل کرنا'' بتایا گیا ہے۔ جبکہ اس آیت میں اس کے معنی ''قتل کیا جانا'' کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سمجھ لیں۔ اس کے فعل معروف قَتَلَ۔ يَقْتُلُ کا مصدر قَتْلٌ ہے اور فعل مجہول قُتِلَ۔ يُقْتَلُ کا مصدر بھی قَتْلٌ ہے۔ اس لیے قَتْلٌ معروف اور مجہول دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہی صورتحال تمام متعدی افعال میں ہے۔ ان کے افعال معروف اور مجہول میں تو اوزان کے مطابق تبدیلی ہوتی ہے لیکن مصدر میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس لیے متعدی افعال کے مصادر معروف اور مجہول دونوں معانی میں آتے ہیں۔

آیت نمبر (155 تا 156)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا
اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٥٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا
ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ
قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١٥٦﴾﴾

غ	ز	و

(ن) غَزْوًا جنگ کے لیے نکلنا۔ حملہ کرنا۔

غَازِی — ج غُزًّی۔ اسم الفاعل ہے۔ جنگ کرنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غَزْوَۃٌ — ج غَزَوَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔ جنگ۔ حملہ۔ اسلامی اصطلاح میں یہ لفظ اب صرف 587 ایسی مہم کے لیے مخصوص ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت کی ہو۔ یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

ترکیب

يَوْمَ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اِلْتَقَى کا فاعل اَلْجَمْعٰنِ ہے اس لیے رفعی حالت میں ہے۔ اِذَا شرطیہ نہیں ہے اس لیے یہ اِذْ کے معنی میں ہے۔ ضَرَبُوْا کی ضمیر فاعلی هُمْ اور كَانُوْا کے اسم کی ضمیر هُمْ، یہ دونوں لِاِخْوَانِهِمْ کے لیے ہیں۔ لِيَجْعَلَ کا مفعول اوّل ذٰلِكَ ہے اور مفعول ثانی حَسْرَةً ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	تَوَلَّوْا	مِنْكُمْ	يَوْمَ	الْتَقَى	الْجَمْعٰنِ
بیشک جن لوگوں نے	منھ موڑا	تم میں سے	جس دن	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں

اِنَّمَا	اسْتَزَلَّهُمُ	الشَّيْطٰنُ
(تو) کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	پھسلانے کی کوشش کی ان کو	شیطان نے

بِبَعْضِ مَا	كَسَبُوْا	وَلَقَدْ عَفَا	اللّٰهُ	عَنْهُمْ
بعض اُس کے سبب سے جو	انہوں نے کمایا	اور یقیناً درگزر کر چکا ہے	اللہ	ان سے

اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَكُوْنُوْا
یقیناً	اللہ	بخشنے والا ہے	بردبار ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ مت ہو جانا

كَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَقَالُوْا	لِاِخْوَانِهِمْ	اِذَا	ضَرَبُوْا
ان کی مانند جنہوں نے	کفر کیا	اور کہا	اپنے بھائیوں کے لیے	جب	وہ لوگ نکلے

فِي الْاَرْضِ	اَوْ	كَانُوْا	غُزًّى	لَّوْ	كَانُوْا	عِنْدَنَا
زمین میں	یا	وہ لوگ تھے	جنگ کرنے والے	(کہ) اگر	وہ لوگ ہوتے	ہمارے پاس

مَا مَاتُوْا	وَمَا قُتِلُوْا	لِيَجْعَلَ	اللّٰهُ	ذٰلِكَ
تو وہ نہ مرتے	اور نہ ہی وہ قتل کیے جاتے	(یہ اس لیے) کہ بنائے	اللہ	اس کو

حَسْرَةً	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	وَاللّٰهُ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ
ایک حسرت	ان کے دلوں میں	اور اللہ	زندگی دیتا ہی	اور وہ (ہی) موت دیتا ہے

وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾
اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے

نوٹ۔1

تَوَلَّوْا مِنْكُمْ میں اشارہ ایسے صحابہ کرامؓ کی طرف ہے جو میدانِ اُحد میں رسول اللہؐ کی شہادت کی افواہ سن کر پسپا ہو رہے تھے لیکن اس کی تردید سن کر واپس آئے اور جنگ میں شرکت کی۔ اسی لیے یہاں فعل زَلَّ (بلا ارادہ پھسل جانا) باب استفعال

سے آیا ہے۔

587

آیت نمبر(157تا159)

﴿وَلَىِٕنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝١٥٧ وَلَىِٕنْ مُّتُّمْ اَوْ
قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝١٥٨ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا
نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝١٥٩﴾

ل ی ن

(ض) لَیْنًا: نرم ہونا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

لَیِّنٌ: صفت ہے۔نرم۔ملائم۔﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا﴾ (20/طٰہٰ:44)''تو تم دونوں کہنا اس سے نرم بات۔''

لِیْنَۃٌ: اسم ذات ہے۔کھجور کا درخت (عجوہ کھجور کے علاوہ)۔﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً﴾ (59/الحشر:5)''جوتم لوگوں نے کاٹا کسی کھجور کے درخت میں سے یا چھوڑا اس کو کھڑا ہوا۔''

(افعال) اِلَانَۃً: نرم کرنا۔﴿وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝١٠﴾ (34/سبا:10)''اور ہم نے نرم کیا اس کے لیے لوہے کو۔''

ف ظ ظ

(ن) فِظَاظًا: بدمزاج ہونا۔

فَظٌّ: بدمزاج۔آیت زیرِ مطالعہ۔

غ ل ظ

(ن۔ک) غِلْظَۃً: موٹا ہونا۔گاڑھا ہونا۔سخت ہونا۔

غِلْظَۃٌ: اسم ذات بھی ہے۔موٹا پن۔سختی۔﴿وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ﴾ (9/التوبہ:123)''اور چاہیے کہ وہ لوگ پائیں تم لوگوں میں سختی۔''

اُغْلُظْ: تو سخت ہو۔﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ﴾ (9/التوبہ:73) ''اے نبیؐ جہاد کریں کافروں سے اور منافقوں سے اور آپ سخت ہوں ان پر۔''

غَلِیْظٌ: ج غِلَاظٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔گاڑھا۔سخت۔﴿عَلَيْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾ (66/التحریم:6)''اس پر فرشتے ہیں انتہائی سخت۔''

(استفعال) اِسْتِغْلَاظًا: موٹا پن یا سختی چاہنا یعنی موٹا ہونا۔سخت ہونا۔﴿فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ﴾ (48/الفتح:29) ''پھر وہ یعنی کھیتی موٹی ہوئی پھر وہ جمی اپنی پنڈلی پر۔''

ترکیب

لَمَغْفِرَۃٌ اور رَحْمَۃٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہیں۔خَیْرٌ ان کی خبر ہے۔اور یہ جملہ لَئِنْ کا جواب شرط ہے۔لَاِلَی میں ایک الف زیادہ

لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ کُنۡتَ کی خبر اوّل فَظًّا ہے اور غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ خبر ثانی ہے اس لیے غَلِیۡظَ منصوب ہے۔ لَا نۡفَضُّوۡا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔
587

ترجمہ

وَلَئِنۡ	قُتِلۡتُمۡ	فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ	اَوۡ مُتُّمۡ	لَمَغۡفِرَۃٌ
اور اگر	تم لوگ قتل کیے جاتے ہو	اللہ کی راہ میں	یا مرتے ہو	تو یقیناً مغفرت

مِّنَ اللّٰہِ	وَرَحۡمَۃٌ	خَیۡرٌ	مِّمَّا	یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾	وَلَئِنۡ
اللہ (کی طرف) سے	اور رحمت	بہتر ہے	اس سے جو	یہ لوگ جمع کرتے ہیں	اور اگر

مُّتُّمۡ	اَوۡ قُتِلۡتُمۡ	لَاِلَی اللّٰہِ	تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾	فَبِمَا رَحۡمَۃٍ
تم لوگ مرتے ہو	یا قتل کیے جاتے ہو	تو اللہ کی طرف ہی	اکٹھا کیے جاؤ گے	تو اس رحمت کے سبب سے جو

مِّنَ اللّٰہِ	لِنۡتَ	لَہُمۡ ۚ	وَلَوۡ کُنۡتَ	فَظًّا	غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ
اللہ (کی طرف) سے ہے	آپؐ نرم ہوئے	ان کے لیے	اور اگر آپؐ ہوتے	بدمزاج،	دل کے سخت

لَانۡفَضُّوۡا	مِنۡ حَوۡلِکَ ۪	فَاعۡفُ	عَنۡہُمۡ	وَاسۡتَغۡفِرۡ
تو یقیناً یہ لوگ منتشر ہو جاتے	آپؐ کے اردگرد سے	پس آپؐ درگزر کریں	ان سے	اور آپؐ مغفرت مانگیں

لَہُمۡ	وَشَاوِرۡ	ہُمۡ	فِی الۡاَمۡرِ ۚ	فَاِذَا	عَزَمۡتَ
ان کے لیے	اور آپؐ رائے لیں	ان سے	فیصلے میں	پھر جب	آپؐ پختہ ارادہ کریں

فَتَوَکَّلۡ	عَلَی اللّٰہِ ؕ	اِنَّ اللّٰہَ	یُحِبُّ	الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ﴿۱۵۹﴾
تو آپؐ توکل کریں	اللہ پر	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	توکل کرنے والوں کو

نوٹ۔1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اہم معاملات میں آپؐ صحابہ کرامؓ کی رائے لیتے تھے۔ یہاں آیت نمبر۔ 159 میں آپؐ کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ فیصلہ کرتے وقت ان لوگوں کی رائے بھی معلوم کر لیا کریں جو بظاہر مسلمان لیکن حقیقتاً منافق تھے۔ اس کے علاوہ سورہ شوریٰ کی آیت۔ 38 میں اہلِ ایمان کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ ان کے فیصلے باہمی مشورے سے ہوتے ہیں۔ ان دو مقامات سے اسلامی نظام میں مشاورت کے متعلق جو راہنمائی حاصل ہوتی ہے، اس پر معارف القران میں مفتی محمد شفیعؒ نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

1۔ قرآن و حدیث کے واضح احکام میں مشورہ کرنا۔ جائز نہیں ہے۔ مثلاً زکوٰۃ دے یا نہیں، حج کے لیے بحری جہاز سے جائے یا ہوائی جہاز سے، کیونکہ یہ شرعاً اختیاری امور ہیں۔

2۔ اختیاری امور میں مشورہ کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور باہم مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو مفید صورت کی طرف ہدایت مل جاتی ہے۔

3۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے۔ اسے چاہیے کہ وہی رائے دے جو اس کام میں وہ خود اپنے لیے تجویز کرتا ہے۔ اس کے خلاف کرنا خیانت ہے۔

4۔اسلامی حکومت ایک شورائی حکومت ہے جس میں امیر کا انتخاب مشورہ سے ہوتا ہے، خاندانی وراثت سے نہیں۔ اسلام نے حکومت میں وراثت کا اصول ختم کر کے امیر مملکت مقرر یا معزول کرنا جمہور کے اختیار میں دے دیا۔ 587

5۔منتخب امیر مطلق العنان نہیں ہے بلکہ مشورہ لینے کا پابند ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ شورائیت کے بغیر خلافت نہیں ہے۔

6۔قرآن کریم کے بعض اشارات اور حدیث اور تعامل صحابہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اختلاف رائے کی صورت میں امیر کسی ایک صورت کو اختیار کر سکتا ہے، خواہ اکثریت کے مطابق ہو یا اقلیت کے۔ فَاِذَا عَزَمْتَ میں واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے، عَزَمْتُمْ جمع کا صیغہ نہیں آیا۔ اس اشارہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مشورہ لینے کے بعد عزم اور نفاذ صرف امیر کا معتبر ہے۔

7۔سب تدبیریں کرنے کے بعد نتیجے کے لیے بھروسہ اور تکیہ صرف اللہ پر کرو۔

آیت نمبر (160 تا 163)

﴿ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١٦٠ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۗ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝١٦١ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٦٢ ھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝١٦٣ ﴾

خ ذ ل

(ن) خَذْلًا: ساتھ چھوڑ دینا۔ حمایت ترک کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مَخْذُوْلٌ: اسم المفعول ہے۔ حمایت چھوڑا ہوا۔ بے بس۔ ﴿ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝٢٢ۧ ﴾ (17/بنی اسرائیل: 22) ''نتیجتاً تو بیٹھے گا مذمت کیا ہوا، بے بس کیا ہوا۔''

خَذُوْلٌ: فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی نازک وقت پر ساتھ چھوڑنے والا۔ عین وقت پر دغا دینے والا۔ ﴿ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝٢٩ ﴾ (25/الفرقان: 29) ''اور شیطان ہے انسان کے لیے انتہائی دغاباز۔''

غ ل ل

(ن) غَلًّا: (۱) چھپانا۔ (۲) طوق پہنانا۔ (۳) باندھنا۔ ﴿ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ ﴾ (5/المآئدہ: 64) ''باندھے گئے ان کے ہاتھ اس کے سبب سے جو انہوں نے کہا۔''

مَغْلُوْلَةٌ: اسم المفعول ہے۔ بندھا ہوا۔ ﴿ وَقَالَتِ الْيَھُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ ﴾ (5/المآئدہ: 64) ''اور کہا یہودیوں نے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔''

غُلُّ: فعل امر ہے۔ تو طوق پہنا۔ تو باندھ ﴿ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝٣٠ۙ ﴾ (69/الحاقہ: 30) ''تم لوگ پکڑو اس کو پھر طوق پہناؤ اس کو۔''

غَلٌّ: ج اَغْلَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ طوق۔ ﴿ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا ﴾ (36/یٰسٓ: 8) ''بیشک ہم نے بنائے ان کی گردنوں میں کچھ طوق۔''

(ض) غِلًّا دل میں کینہ یا کدورت ہونا۔

غِلٌّ اسم ذات ہے۔ کینہ۔ کدورت۔ ﴿وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (59/الحشر:10) 587
''اور تو مت بنا ہمارے دلوں میں کوئی کدورت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے۔''

س خ ط

(س) سَخَطًا غصہ کرنا۔ ناراض ہونا۔ ﴿لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ (5/المائدہ:80) ''کتنا برا ہے وہ جو آگے بھیجا اپنے لیے خود انہوں نے کہ غصہ کرے اللہ ان پر۔''

سَخَطٌ اسم ذات ہے۔ غصہ۔ ناراضگی۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِسْخَاطًا کسی کو غصہ دلانا۔ ناراض کرنا۔ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ﴾ (47/محمد:28) ''یہ اس سبب سے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو غصہ دلائے اللہ کو۔''

ترکیب

فَلَا غَالِبَ پر لائے نفی جنس ہے۔ اَنْ يَّغُلَّ کا مفعول محذوف ہے جو کہ شَيْئًا ہو سکتا ہے۔ تُوَفّٰى واحد مؤنث غائب کا مجہول صیغہ ہے۔ اور كُلُّ نَفْسٍ اس کا نائب الفاعل ہے اس لیے كُلُّ مرفوع ہے۔ مَاْوٰىهُ مبتداء اور جَهَنَّمُ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

اِنْ	يَّنْصُرْكُمُ	اللّٰهُ	فَلَا غَالِبَ	لَكُمْ ج	وَاِنْ
اگر	مدد کرے تمہاری	اللہ	تو کوئی بھی غلبہ پانے والا نہیں ہے	تم لوگوں پر	اور اگر

يَّخْذُلْكُمْ	فَمَنْ ذَا الَّذِيْ	يَنْصُرُكُمْ	مِّنْۢ بَعْدِهٖ ط	وَعَلَى اللّٰهِ
وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا	تو کون ہے وہ جو	مدد کرے گا تمہاری	اس کے بعد	اور اللہ پر ہی

فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ	وَمَا كَانَ	لِنَبِيٍّ	اَنْ يَّغُلَّ ط
چاہیے کہ توکل کریں	مومن لوگ	اور نہیں ہے	کسی نبی کے لیے	کہ وہ چھپائے (کچھ بھی)

وَمَنْ	يَّغْلُلْ	يَاْتِ	بِمَا	غَلَّ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ج	ثُمَّ
اور جو کوئی	چھپائے گا	تو وہ لائے گا	اس کو جو	اس نے چھپایا	قیامت کے دن	پھر

تُوَفّٰى	كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	كَسَبَتْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ
پورا پورا حق دیا جائے گا	ہر نفس کو	اس کا جو	اس نے کمایا	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا

اَفَمَنِ	اتَّبَعَ	رِضْوَانَ اللّٰهِ	كَمَنْۢ	بَآءَ	بِسَخَطٍ
تو کیا وہ جس نے	پیروی کی	اللہ کی رضا کی	اس کی مانند ہے جو	لوٹا	ایک ایسے غصے کے ساتھ جو

مِّنَ اللّٰهِ	وَمَاْوٰىهُ	جَهَنَّمُ ط	وَبِئْسَ	الْمَصِيْرُ	هُمْ
اللہ (کی طرف) سے ہے	اور اس کی منزل	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے	لوٹنے کی جگہ	ان کے

دَرَجٰتٌ	عِنْدَ اللّٰهِ ط	وَاللّٰهُ	بَصِيْرٌۢ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
درجات ہیں	اللہ کے پاس	اور اللہ	دیکھنے والا ہے	اس کو جو	یہ لوگ کرتے ہیں

نوٹ۔1

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ کے شانِ نزول کے ضمن میں کچھ مفسرین نے اُس روایت کا ذکر کیا ہے جس میں جنگ بدر کے

مالِ غنیمت میں سے ایک چادر کے گم ہو جانے کا ذکر ہے۔ لیکن یہاں جنگ اُحد کے واقعات پر تبصرہ ہو رہا ہے۔ اس لیے اس بات کو ذہن قبول نہیں کرتا۔ البتہ اس کے شانِ نزول میں تفہیم القرآن میں جس روایت کا ذکر ہے وہ زیادہ قرین قیاس ہے۔587

جنگ ختم ہونے کے بعد نبی ﷺ مدینہ واپس تشریف لاءے تو آپؐ نے تیراندازوں کو بلا کر ان سے حکم عدولی کی وجہ دریافت فرمائی۔ ان لوگوں نے جواب میں کچھ عذرات پیش کیے جو نہایت کمزور تھے۔ اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنَا نَغُلُّ وَلَا نَقْسِمُ لَكُمْ (بلکہ تم لوگوں نے گمان کیا کہ میں چھپاؤں گا اور تقسیم نہیں کروں گا تم لوگوں میں یعنی مالِ غنیمت)۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت نمبر (164 تا 165)

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٦٥﴾﴾

ترکیب

يَتْلُوْا، يُزَكِّيْ اور يُعَلِّمُ کی ضمیر فاعلی رَسُوْلًا کے لیے ہیں جبکہ اٰيٰتِهٖ کی ضمیر اللّٰهُ کے لیے ہے۔ اِنْ كَانُوْا کا اِنْ مخفّفہ ہے۔ اَصَبْتُمْ کا مفعول مِثْلَيْهَا ہے۔ یہ دراصل مِثْلَيْنِ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے اور ھَا کی ضمیر مُصِيْبَةٌ کے لیے ہے۔

ترجمہ

رَسُوْلًا	فِيْهِمْ	بَعَثَ	اِذْ	عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	اللّٰهُ	لَقَدْ مَنَّ
ایک رسول	ان میں	اس نے بھیجا	جب	مومنوں پر	اللہ نے	احسان کیا ہے

وَيُزَكِّيْهِمْ	اٰيٰتِهٖ	يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ	مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
اور وہ تزکیہ کرتا ہے ان کا	اس کی آیات	وہ پڑھ کر سناتا ہے ان کو	ان کے اپنوں میں سے

مِنْ قَبْلُ	وَاِنْ كَانُوْا	وَالْحِكْمَةَ ۚ	الْكِتٰبَ	وَيُعَلِّمُهُمُ
اس سے پہلے	اور بیشک وہ تھے	اور حکمت کی	کتاب کی	اور وہ تعلیم دیتا ہے ان کو

قَدْ اَصَبْتُمْ	مُّصِيْبَةٌ	اَصَابَتْكُمْ	اَوَلَمَّآ	لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾
(حالانکہ) تم لوگ لگا چکے ہو	کوئی مصیبت،	آ لگی تم کو	تو کیا جب	ایک کھلی گمراہی میں

هُوَ	قُلْ	اَنّٰى هٰذَا ۭ	قُلْتُمْ	مِّثْلَيْهَا ۙ
یہ	آپ کہہ دیجیے	یہ کہاں سے ہے	(تو) تم لوگوں نے کہا	اس کے جیسے دو کو،

قَدِيْرٌ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	اِنَّ اللّٰهَ	مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ
قدرت رکھنے والا ہے	ہر چیز پر	یقیناً اللہ	تمہارے اپنے پاس سے ہے

آیت نمبر (166 تا 167)

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَ
587
قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ
اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ ۚ ﴾

ترکیب

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ میں ھُوَ محذوف ہے۔ یعنی یہ فَھُوَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ہے اور ھُوَ کی ضمیر مَا کے لیے ہے۔ لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ میں لَا نافیہ نہیں ہے بلکہ یہ جواب شرط کا لام تاکید ہے۔ اس کے ساتھ الف زائدہ لکھنا قران مجید کا مخصوص املا ہے۔ ھُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ۔ یہ جملہ ایک خاص ادبی ترکیب کا ہے۔ مولوی عبدالستار صاحب نے اپنی کتاب ''عربی کا معلم'' میں یہ ترکیب پڑھائی ہے۔ لیکن ''آسان عربی گرامر'' میں ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے، کیونکہ قرآن مجید میں اس کا استعمال کم ہے۔ اس لیے یہاں بھی اس کی ترکیب چھوڑ رہے ہیں۔ لَيْسَ کا اسم مَا ہے اور اس کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے۔

ترجمہ

وَمَآ	اَصَابَكُمْ	يَوْمَ	الْتَقَى	الْجَمْعٰنِ	فَبِاِذْنِ اللّٰهِ
اور جو	آ لگی تم لوگوں کو	اس دن (جب)	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	تو (وہ) اللہ کی اجازت سے ہے

وَلِيَعْلَمَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَلِيَعْلَمَ	الَّذِيْنَ	نَافَقُوْا ۚۖ
اور تاکہ وہ جان لے	ایمان لانے والوں کو	اور تاکہ وہ جان لے	ان لوگوں کو جنہوں نے	نفاق کیا

وَقِيْلَ	لَهُمْ	تَعَالَوْا	قَاتِلُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اَوِ ادْفَعُوْا ۭ	قَالُوْا
اور کہا گیا	ان سے	تم لوگ آؤ	قتال کرو	اللہ کی راہ میں	یا دفاع کرو	انہوں نے کہا

لَوْ نَعْلَمُ	قِتَالًا	لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ	هُمْ	لِلْكُفْرِ	يَوْمَئِذٍ	اَقْرَبُ
اگر ہم جانتے	قتال کو	تو ہم ضرور پیروی کرتے تمہاری	وہ لوگ	کفر کے	اس دن	زیادہ قریب تھے

مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ	يَقُوْلُوْنَ	بِاَفْوَاهِهِمْ	مَّا	لَيْسَ	فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ
اپنے لیے ایمان کی بنسبت	وہ لوگ کہتے ہیں	اپنے مونہوں سے	وہ، جو	نہیں ہے	ان کے دلوں میں

وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا	يَكْتُمُوْنَ
اور اللہ	زیادہ جانتا ہے	اس کو جو	وہ لوگ چھپاتے ہیں

آیت نمبر (168 تا 171)

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ ۙ
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

ل ح ق

(س)	لَحْقًا	کسی سے جڑ جانا۔مل جانا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(افعال)	اِلْحَاقًا	کسی کو کسی سے ملا دینا۔﴿ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِہٖ ﴾(34/سبا:27)''تم لوگ دکھاؤ مجھے ان لوگوں کو جن کو تم لوگوں نے ملایا اس کے ساتھ۔''
	اَلْحِقْ	فعل امر ہے۔تو جوڑ دے۔تو ملا دے۔﴿ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۱۰۱ ﴾(12/یوسف:101)''اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے،تو میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں،تو وفات دے مجھ کو مسلمان ہوتے ہوئے اور تو ملا دے مجھ کو صالحین کے ساتھ۔''

587

ترکیب

وَقَعَدُوْا کا واوٴ حالیہ ہے اور یہ قَالُوْا کی ضمیر فاعلی ھُمْ کا حال ہے اِخْوَانِھِمْ کا حال نہیں ہے۔اَطَاعُوْا کی ضمیر فاعلی اِخْوَانِھِمْ کے لیے ہے۔لَا تَحْسَبَنَّ کا مفعول اوّل اَلَّذِیْنَ قُتِلُوْا ہے اور اَمْوَاتًا مفعول ثانی ہے۔اَحْیَاءٌ خبر ہے اور اس کا مبتداء ھُمْ محذوف ہے۔اَمْوَاتًا اور اَحْیَاءٌ جمع ہیں لیکن اُردو محاورے کی وجہ سے ان کا ترجمہ واحد میں ہوگا۔فَرِحِیْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔اَلَّا عطف ہے بِالَّذِیْنَ کے حرفِ جار''بِ'' پر۔یعنی یہ دراصل بِاَنْ لَا ہے۔خَوْفٌ مبتداء نکرہ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔

ترجمہ

اَلَّذِیْنَ	قَالُوْا	لِاِخْوَانِھِمْ	وَ	قَعَدُوْا	لَوْ
وہ لوگ جنہوں نے	کہا	اپنے بھائیوں کے لیے	اس حال میں کہ	وہ (خود) بیٹھ رہے	اگر

اَطَاعُوْنَا	مَا قُتِلُوْا ؕ	قُلْ	فَادْرَءُوْا
وہ لوگ اطاعت کرتے ہماری	تو وہ قتل نہ کیے جاتے	آپ کہہ دیجیے	تو تم لوگ ہٹالو

عَنْ اَنْفُسِكُمُ	الْمَوْتَ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ ۱۶۸	وَلَا تَحْسَبَنَّ
اپنی جانوں سے	موت کو	اگر تم لوگ ہو	سچے	اور تو ہرگز گمان مت کر

الَّذِیْنَ	قُتِلُوْا	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اَمْوَاتًا ؕ	بَلْ	اَحْیَآءٌ
ان لوگوں کو جو	قتل کیے گئے	اللہ کی راہ میں	مردہ	بلکہ	(وہ) زندہ ہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ	یُرْزَقُوْنَ ۱۶۹ لا	فَرِحِیْنَ	بِمَآ
اپنے رب کے پاس	ان لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے	اس حال میں کہ بہت ہی خوش ہیں	اس سے جو

اٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ ۙ	وَیَسْتَبْشِرُوْنَ	بِالَّذِیْنَ
دیا ان کو	اللہ نے	اپنے فضل سے	اور وہ لوگ خوشی مناتے ہیں	ان لوگوں کی جو

لَمْ يَلْحَقُوْا	بِهِمْ	مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ	اَلَّا خَوْفٌ
(ابھی) نہیں جڑے	ان سے	ان کے پیچھے (رہ جانے والوں) میں سے	587 (اور یہ) کہ کوئی خوف نہیں ہے

عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ ۝	يَسْتَبْشِرُوْنَ	بِنِعْمَةٍ
ان پر	اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتاتے ہیں	وہ لوگ خوشی مناتے ہیں	ایک ایسی نعمت کی جو

مِّنَ اللّٰهِ	وَفَضْلٍ ۙ	وَّ اَنَّ	اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ	اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اللہ (کی طرف) سے ہے	اور فضل کی	اور یہ کہ	اللہ	ضائع نہیں کرتا	ایمان لانے والوں کے اجر کو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔169 میں شہداء کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ جبکہ بظاہر ان کا مرنا اور قبر میں دفن ہونا مشاہد اور محسوس ہے۔ پھر قرآن مجید میں ان کو مردہ نہ کہنے اور نہ سمجھنے کی جو ہدایات آئی ہیں ان کا کیا مطلب ہے۔ اگر کہا جائے کہ حیات برزخی مراد ہے، تو وہ ہر مومن و کافر کو حاصل ہے۔ پھر شہداء کی کیا خصوصیت ہوئی؟ اِس ایت میں اس کا یہ خواب دیا گیا کہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور رزق زندہ آدمی کو ملا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس دنیا سے منتقل ہوتے ہی شہداء کے لیے جنت کا رزق جاری ہو جاتا ہے اور ایک خاص قسم کی زندگی ان کو مل جاتی ہے جو عام مُردوں سے ممتاز حیثیت کی ہے۔ وہ زندگی کیسی ہے؟ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی جان سکتا ہے اور نہ ہی جاننے کی ضرورت ہے۔ (معارف القران)۔

آیت نمبر (172 تا 175)

﴿ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ
عَظِيْمٌ ۚ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّ
قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا
رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

ترکیب

اَلْقَرْحُ پر لام تعریف ہے۔ اَجْرٌ عَظِيْمٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لِلَّذِيْنَ سے وَاتَّقَوْا تک قائم مقام خبر مقدم ہے۔ فَزَادَ کی ضمیر فاعلی هُوَ، قَالَ کے مفعول محذوف قَوْلًا کے لیے ہے، هُمْ اس کا مفعول ہے اور اِيْمَانًا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ مرکب اشاری اور مبتداء ہے۔ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ اس کی خبر ہے۔ يُخَوِّفُ کا مفعول اوّل كُمْ محذوف ہے۔ اَوْلِيَآءَهٗ اس کا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

اَلَّذِيْنَ	اسْتَجَابُوْا	لِلّٰهِ	وَالرَّسُوْلِ	مِنْۢ بَعْدِ مَآ	اَصَابَهُمُ	الْقَرْحُ ۛ
وہ لوگ جنہوں نے	کہا مانا	اللہ کا	اور ان رسول کا	اس کے بعد کہ جو	آ لگا ان کو	زخم

لِلَّذِيْنَ	اَحْسَنُوْا	مِنْهُمْ	وَاتَّقَوْا	اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ ۝
ان کے لیے جنہوں نے	درجۂ احسان پر کام کیا	ان میں سے	اور تقویٰ کیا	ایک شاندار بدلہ ہے

اَلَّذِيْنَ	قَالَ	لَهُمُ	النَّاسُ	اِنَّ	النَّاسَ	قَدْ جَمَعُوْا 587	لَكُمْ
وہ لوگ	کہا	جن سے	لوگوں نے	کہ	لوگوں نے	جمع کی ہے (قوت)	تمہارے لیے

فَاخْشَوْهُمْ	فَزَادَهُمْ	اِيْمَانًا ۖ	وَّقَالُوْا
پس تم لوگ ڈرو ان سے	تو اس (بات) نے زیادہ کیا ان کو	ایمان کے لحاظ سے	اور انہوں نے کہا

حَسْبُنَا	اللّٰهُ	وَنِعْمَ	الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾	فَانْقَلَبُوْا	بِنِعْمَةٍ
ہم کو کافی ہے	اللہ	اور کتنا اچھا ہے (وہ)	وکیل	پھر وہ لوگ پلٹے	ایک ایسی نعمت کے ساتھ جو

مِّنَ اللّٰهِ	وَفَضْلٍ	لَّمْ يَمْسَسْهُمْ	سُوْٓءٌ ۙ	وَّاتَّبَعُوْا
اللہ (کی طرف) سے تھی	اور فضل کے ساتھ	چھوا ہی نہیں ان کو	کسی برائی نے	اور انہوں نے پیروی کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ	وَاللّٰهُ	ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾	اِنَّمَا	ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ
اللہ کی خوشنودی کی	اور اللہ	عظیم فضل والا ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	یہ شیطان

يُخَوِّفُ	اَوْلِيَآءَهٗ ۠	فَلَا تَخَافُوْهُمْ	وَخَافُوْنِ
خوف زدہ کرتا ہے (تم لوگوں کو)	اپنے چیلوں سے	پس تم لوگ مت ڈرو ان سے	اور ڈرو مجھ سے

اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
اگر تم لوگ ہو	ایمان لانے والے

نوٹ۔1

مسلمانوں نے میدانِ اُحد سے واپس آ کر رات ہنگامی حالت میں گزاری۔ جنگ نے انہیں چُور چُور کر رکھا تھا اس کے باوجود وہ رات بھر مدینے کی گزرگاہوں پر پہرہ دیتے رہے اور رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حفاظت پر تعینات رہے کیونکہ انہیں ہر طرف سے خدشات لاحق تھے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ بھی پوری رات جنگ سے پیدا شدہ صورتحال پر غور کرتے رہے۔ انہیں خیال ہوا کہ اگر مشرکین نے اِس صورتحال پر غور کیا تو یقیناً وہ راستے سے پلٹ کر مدینہ پر دوبارہ حملہ کریں گے۔ چنانچہ آپؐ نے علی الصبح اعلان فرمایا کہ مکی لشکر کے تعاقب میں چلنا ہے۔ حالانکہ مسلمان زخموں سے چُور اور غم سے نڈھال تھے پھر بھی سب نے بلا تردّد سر اطاعت خم کر دیا اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مدینہ سے آٹھ میل دور حمرائ الاسد کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ یہاں پر معبد بن ابی معبد خزعی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ مشرکوں کو ابھی اس کی خبر نہیں تھی اس لیے آپؐ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ابوسفیان کے پاس جائیں اور مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے کی حوصلہ شکنی کریں۔

دوسری طرف مشرکین نے مدینہ سے ۳۶ میل دور روحاء کے مقام پر جب جنگ کی صورتحال پر غور کیا تو انہیں ندامت ہوئی کہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کو کیوں چھوڑ آئے۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ مدینہ واپس چل کر مسلمانوں کا جڑ سے صفایا کر دیا جائے۔ یہ لوگ روانہ ہونے والے تھے کہ معبد بن ابی معبد خزاعی پہنچ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ مسلمان تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ ان کی باتیں سن کر مکی لشکر کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے مکہ کی طرف واپسی کا سفر جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسی وقت ان کے پاس سے قبیلہ عبدالقیس کا ایک قافلہ گزرا۔ ابوسفیان نے انعام و اکرام کے وعدہ پر قافلے کے لوگوں سے کہا کہ وہ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچا دیں کہ انہوں نے دوبارہ پلٹ کر مدینہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمان ان کا تعاقب نہ کریں۔ چنانچہ یہ قافلہ جب حمرائ الاسد پہنچا تو انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہیں ان سے ڈرو۔ یہ بات سن کر مسلمانوں کے ایمان میں اضافہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ چند

روز مکی لشکر کا انتظار کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔(الرحیق المختوم۔صفحات:460 تا 463 سے ماخوذ)۔
587

آیت نمبر(176 تا 178)

﴿وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٧﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۗ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾﴾

ح ظ ظ

(س) حَظًّا: کسی چیز میں حصہ دار ہونا۔نصیب والا ہونا۔

حَظٌّ: اسم ذات بھی ہے۔کسی چیز میں مقرر حصہ۔نصیب۔آیت زیرِ مطالعہ۔

م ل و

(ن) مَلْوًا: (۱) تیز چلنا۔دوڑنا۔(۲) زمانہ یا مدت کا دراز ہونا۔

مَلِيٌّ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔زندگی کی مدت۔ہمیشہ کے لیے ﴿وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾﴾ (19/مریم:46)''اور تو چھوڑ مجھ کو ہمیشہ کے لیے۔''

(افعال) اِمْلَاءً: پاؤں کے بندھن کو ڈھیلا کر کے چھوڑ دینا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔

(۱) ڈھیل دینا۔مہلت دینا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(۲) درازیٔ عمر کی اُمید دلانا۔﴿اَلشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۗ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾﴾ (47/محمد:25)''شیطان نے فریب دیا ان کو اور درازیٔ عمر کی اُمید دلائی انہیں۔''

(۳) عبارت پڑھ کر سنانا یا لکھوانا۔﴿وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٥﴾﴾ (25/الفرقان:5)''انہوں نے کہا پہلوں کے قصے ہیں، اس نے تالیف کیا انہیں، تو وہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اس پر صبح و شام۔''

ترکیب

لَا يَحْزُنْ کا فاعل اَلَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ ہے۔اَنَّمَا دراصل اَنَّ مَا ہے جبکہ اِنَّمَا کافّہ ہے۔(دیکھیں آیت نمبر (2/البقرہ:12)۔نوٹ۔2)لِيَزْدَادُوْا دراصل مادہ ''ز ی د'' سے باب افتعال کا مضارع منصوب ہے اور قاعدے کے مطابق اس کی تا کو دال میں تبدیل کیا گیا ہے۔اِثْمًا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَلَا يَحْزُنْكَ	الَّذِيْنَ	يُسَارِعُوْنَ	فِي الْكُفْرِ ۚ	اِنَّهُمْ
اور غمگین نہ کریں آپ کو	وہ لوگ جو	باہم سبقت کرتے ہیں	کفر میں	یقیناً وہ لوگ

لَنْ يَّضُرُّوا	اللّٰهَ	شَيْـًٔا ۗ	يُرِيْدُ	اللّٰهُ	اَلَّا يَجْعَلَ	لَهُمْ
ہرگز نقصان نہیں کریں گے	اللہ کا	ذرہ برابر	ارادہ کرتا ہے	اللہ	کہ وہ نہ بنائے	ان کے لیے

حَظًّا	فِي الْاٰخِرَةِ ۚ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٦﴾	اِنَّ الَّذِيْنَ	اشْتَرَوُا
کوئی حصہ	آخرت میں	اور ان کے لیے	ایک عظیم عذاب ہے	بیشک جنہوں نے	خریدا

اَلْکُفْرَ	بِالْاِیْمَانِ	لَنْ یَّضُرُّوا	اللّٰہَ	شَیْئًا ؕ	وَلَھُمْ
کفر کو	ایمان کے بدلے	وہ لوگ ہرگز نقصان نہیں کریں گے	اللہ کا	587 کچھ بھی	اور ان کے لیے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۷﴾	وَلَا یَحْسَبَنَّ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْٓا	اَنَّمَا	نُمْلِیْ
ایک دردناک عذاب ہے	اور ہرگز گمان نہ کریں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	کہ جو	ہم ڈھیل دیتے ہیں

لَھُمْ	خَیْرٌ	لِّاَنْفُسِھِمْ ؕ	اِنَّمَا	نُمْلِیْ
ان کو	(وہ) بہتر ہے	ان کی جانوں کے لیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہم ڈھیل دیتے ہیں

لَھُمْ	لِیَزْدَادُوْٓا	اِثْمًا ۚ	وَلَھُمْ	عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾
ان کو	تا کہ وہ زیادہ ہوں	بلحاظ غلط کام کے	اور ان کے لیے	ایک رسوا کن عذاب ہے

آیت نمبر (179 تا 180)

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ
تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ
بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع﴾

م ی ز

(ض) مَیْزًا: کسی کو کسی سے الگ کرنا۔ نمایاں کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعّل) تَمَیُّزًا: پھٹ کر الگ ہونا۔ پھٹ پڑنا۔ ﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ﴾ (67/الملک:8) ''قریب ہے کہ وہ پھٹ پڑے شدید غصے سے۔''

(افتعال) اِمْتِیَازًا: کسی سے الگ ہونا۔ نمایاں ہونا۔

اِمْتَزْ: فعل امر ہے۔ تو الگ ہو۔ ﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾﴾ (36/یٰس:59) ''تم لوگ الگ ہو آج کے دن اے جُرم کرنے والو۔''

ط ل ع

(ن) طُلُوْعًا: بلند ہو کر سامنے آنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ مثلاً (۱) چڑھنا۔ (۲) نکلنا۔ ﴿وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ﴾ (18/الکہف:17) ''اور تم دیکھتے ہو سورج کو جب وہ نکلتا ہے۔''

طَلْعٌ: اسم ذات ہے۔ پھل نکلنے کو خوشہ۔ کونپل۔ ﴿وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ ۚ﴾ (26/الشعراء: 148) ''اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کی کونپل ملائم ہے۔''

مَطْلَعٌ اور مَطْلِعٌ: اسم الظرف ہے۔ نکلنے کی جگہ۔ وقت۔ ﴿حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾ ع﴾ (97/القدر:5) ''فجر کے نکلنے کے وقت تک۔'' ﴿حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ﴾ (18/الکہف:90) ''یہاں تک کہ جب وہ پہنچا سورج کے نکلنے کی جگہ پر۔''

(افعال) اِطْلَاعًا: بلند کر کے سامنے لانا یعنی کسی کو کسی بات سے آگاہ کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افتعال) **اِطِّلَاعًا** (۱) چڑھنا۔ (۲) کسی چیز پر چڑھ کر جھانکنا۔ (۳) آگاہ ہونا۔ ﴿ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ ﴾ (104/الهمزة:6۔7) ''اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو 587 چڑھتی ہے دلوں پر۔'' ﴿ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ ﴾ (28/القصص:38) ''پھر تو بنا میرے لیے ایک بلند مکان شائد کہ میں جھانکوں موسیٰؑ کے الٰہ کی طرف'' ﴿ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ ﴾ (5/المآئدہ:13) ''اور تم ہمیشہ آگاہ ہوگے کسی خیانت پر ان کی طرف سے۔''

مُطَّلِعٌ اسم الفاعل ہے۔ جھانکنے والا۔ آگاہ ہونے والا۔ ﴿ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴾ (37/الصافات:54) ''کیا تم لوگ جھانکنے والے ہو۔''

ج ب ی

(ض) **جِبَايَةً** چن کر اکٹھا کرنا، جیسے پھل یا چندہ وغیرہ۔ ﴿ يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (28/القصص:57) ''اکٹھا کیے جاتے ہیں اس کی طرف ہر چیز کے پھل۔''

جِيَابَةٌ ج جَوَابٍ۔ اسم ذات ہے۔ پانی اکٹھا کرنے کا حوض۔ ﴿ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ ﴾ (34/سبا:13) ''اور لگن حوضوں کی مانند۔''

(افتعال) **اِجْتِبَاءً** (۱) اہتمام سے چن لینا۔ منتخب کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔ (۲) کسی کو نوازنا۔ ﴿ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴾ (20/طٰہٰ:122) ''پھر نوازا انؑ کو انؑ کے رب نے تو اس نے توبہ قبول کی انؑ کی اور ہدایت دی۔'' (۳) کوئی مضمون تصنیف کرنا یعنی الفاظ اکٹھا کرنا۔ ﴿ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ ﴾ (7/الاعراف:203) ''اور جب کبھی آپؐ نہیں لاتے کوئی آیت تو وہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہیں آپؐ نے تصنیف کیا اس کو۔''

ب خ ل

(س) **بَخَلًا** جائز ضرورت پر خرچ نہ کرنا۔ کنجوسی کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

بُخْلٌ اسم ذات ہے۔ کنجوسی۔ ﴿ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ﴾ (4/النساء:37) ''وہ لوگ جو جائز خرچ نہیں کرتے اور ترغیب دیتے ہیں لوگوں کو کنجوسی کی۔''

ترکیب

لَا يَحْسَبَنَّ کا فاعل اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ہے۔ حَسِبَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ یہاں لَا يَحْسَبَنَّ کا مفعول اوّل بُخْلًا محذوف ہے اور خَيْرًا اس کا مفعول ثانی ہے۔ اس کے ساتھ هُوَ کی ضمیر بُخْلًا کے لیے ہے۔

ترجمہ

مَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيَذَرَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	عَلٰى مَآ	اَنْتُمْ	عَلَيْهِ	حَتّٰى
نہیں ہے	اللہ	کہ وہ چھوڑ دے	مومنوں کو	اس پر	تم لوگ ہو	جس پر	جہاں تک کہ

يَمِيْزَ	الْخَبِيْثَ	مِنَ الطَّيِّبِ ؕ	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيُطْلِعَكُمْ	عَلَى الْغَيْبِ
وہ نمایاں کردے	ناپاک کو	پاکیزہ سے	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ آگاہ کرے تم لوگوں کو	غیب

وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	يَجْتَبِيْ	مِنْ رُّسُلِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ ص	فَاٰمِنُوْا
اور لیکن	اللہ	منتخب کرتا ہے	اپنے رسولوں میں سے	جن کو	وہ چاہتا ہی	پس تم لوگ ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ	وَرُسُلِهٖ ج	وَاِنْ تُؤْمِنُوْا	وَتَتَّقُوْا	فَلَكُمْ	اَجْرٌ عَظِيْمٌ

اللہ پر	اور اس کے رسولوں پر	اور اگر تم لوگ ایمان لاؤ	اور تقویٰ کرو	تو تمہارے لیے	ایک شاندار بدلہ ہے

587

وَلَا يَحۡسَبَنَّ	الَّذِيۡنَ	يَبۡخَلُوۡنَ	بِمَآ	اٰتٰهُمُ	اللّٰهُ
اور ہرگز گمان نہ کریں	وہ لوگ جو	کنجوسی کرتے ہیں	اس میں جو	دیا ان کو	اللہ نے

مِنۡ فَضۡلِهٖ	هُوَ	خَيۡرًا	لَّهُمۡ ؕ	بَلۡ هُوَ	شَرٌّ	لَّهُمۡ ؕ	سَيُطَوَّقُوۡنَ
اپنے فضل سے	(کہ) یہ	بہتر ہے	ان کے لیے	بلکہ یہ	نقصان دہ ہے	ان کے لیے	اُن کے گلے کا طوق بنایا جائے گا

مَا	بَخِلُوۡا	بِهٖ	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ	وَلِلّٰهِ
اس کو	انہوں نے کنجوسی کی	جس میں	قیامت کے دن	اور اللہ کے لیے ہی ہے

مِيۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعۡمَلُوۡنَ	خَبِيۡرٌ ؑ ۱۸
زمین اور آسمانوں کا ترکہ	اور اللہ	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو	باخبر ہے

نوٹ۔1

اللہ تعالیٰ اس صورتحال کو زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہنے دیتا کہ مسلمانوں کی جماعت میں مومن اور منافق خلط ملط رہیں۔ لیکن ان کی تمیز نمایاں کرنے کے لیے وہ یہ طریقہ اختیار نہیں کرتا کہ غیب سے مومنوں کو منافقوں کے نام بتا دے، کیونکہ اس طرح منافقوں پر حجت نہیں قائم ہو گی اور ان کا دعویٰ برقرار رہے گا۔ اس لیے اللہ کے حکم سے ایسی آزمائشیں پیش آتی رہتی ہیں جن سے ایمان کی قلبی کیفیت عمل میں نمایاں ہو جاتی ہے۔

587

587

587

587

587

587

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سبق۔ 40/2 617
181/3 تا 200

سورۃ آل عمران (۳)

آیت نمبر (181 تا 184)

﴿ لَقَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ قَوۡلَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیۡرٌ وَّ نَحۡنُ اَغۡنِیَآءُ ۘ سَنَکۡتُبُ مَا قَالُوۡا وَ قَتۡلَہُمُ الۡاَنۡۢبِیَآءَ
بِغَیۡرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَیۡسَ بِظَلَّامٍ
لِّلۡعَبِیۡدِ ﴿۱۸۲﴾ۚ اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیۡنَاۤ اَلَّا نُؤۡمِنَ لِرَسُوۡلٍ حَتّٰی یَاۡتِیَنَا بِقُرۡبَانٍ تَاۡکُلُہُ النَّارُ ؕ
قُلۡ قَدۡ جَآءَکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِیۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیۡ قُلۡتُمۡ فَلِمَ قَتَلۡتُمُوۡہُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۸۳﴾
فَاِنۡ کَذَّبُوۡکَ فَقَدۡ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ جَآءُوۡ بِالۡبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُنِیۡرِ ﴿۱۸۴﴾ ﴾

ز ب ر

(ک)

زَبَارَۃً: بڑے جسم والا ہونا۔ موٹا ہونا۔ مضبوط ہونا۔

زُبۡرَۃٌ: ج زُبَرٌ۔ لوہے کا بڑا ٹکڑا۔ لوہے کی سِل۔ ﴿اٰتُوۡنِیۡ زُبَرَ الۡحَدِیۡدِ ؕ﴾ (18/الکہف:96) ''تم لوگ لاؤ میرے پاس لوہے کی سلیں۔''

زَبُوۡرٌ: ج زُبُرٌ۔ (۱) موٹے حروف میں لکھی ہوئی عبارت۔ کتابچہ۔ صحیفہ۔ (۲) کسی چیز کا ٹکڑا۔ ﴿وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۱۶۳﴾ۚ﴾ (4/النساء:163) ''اور ہم نے دیا داؤد کو ایک صحیفہ۔'' ﴿فَتَقَطَّعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ زُبُرًا ؕ﴾ (23/المؤمنون:53) ''تو ان لوگوں نے بانٹا اپنے کام کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہوئے۔''

ترکیب

سَنَکۡتُبُ کی ضمیر فاعلی اَللّٰہُ کے لیے ہے۔ سَنَکۡتُبُ پر عطف ہونے اور اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے قَتۡلَھُمۡ حالت نصبی میں ہے اور مصدر قَتۡلَ نے فعل کا کام کیا ہے، اَلۡاَنۡبِیَآءَ اس کا مفعول ہے۔ وَنَقُوۡلُ کی ضمیر فاعلی بھی اَللّٰہُ کے لیے ہے۔ قَدَّمَتۡ کا فاعل اَیۡدِیۡکُمۡ ہے اور اس کی رفعی حالت ہے۔ تَاۡکُلُہُ کی ضمیر مفعولی بِقُرۡبَانٍ کے لیے ہے اور اَلنَّارُ اس کا فاعل ہے۔

ترجمہ

لَقَدۡ سَمِعَ	اللّٰہُ	قَوۡلَ الَّذِیۡنَ	قَالُوۡۤا	اِنَّ	اللّٰہَ	فَقِیۡرٌ	وَّنَحۡنُ
بیشک سن لیا ہے	اللہ نے	ان لوگوں کی بات جنہوں نے	کہا	کہ	اللہ	فقیر ہے	اور ہم

اَغۡنِیَآءُ ۘ	سَنَکۡتُبُ	مَا	قَالُوۡا	وَقَتۡلَھُمُ	الۡاَنۡۢبِیَآءَ
مالدار ہیں	ہم لکھ لیں گے	اس کو جو	انہوں نے کہا	اور (لکھیں گے) ان کا قتل کرنا	نبیوں کو

بِغَیۡرِ حَقٍّ ۙ	وَّنَقُوۡلُ	ذُوۡقُوۡا	عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ ﴿۱۸۱﴾	ذٰلِکَ	بِمَا
کسی حق کے بغیر	اور ہم کہیں گے	تم لوگ چکھو	شعلے کا عذاب	یہ	اس سبب سے جو

قَدَّمَتۡ	اَيۡدِيۡكُمۡ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	لَيۡسَ	بِظَلَّامٍ 617	لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ
آگے بھیجا	تمہارے ہاتھوں نے	اور یہ کہ	اللہ	نہیں ہے	کبھی بھی ظلم کرنے والا	بندوں پر

اَلَّذِيۡنَ	قَالُوۡۤا	اِنَّ اللّٰهَ	عَهِدَ اِلَيۡنَاۤ	اَلَّا نُؤۡمِنَ	لِرَسُوۡلٍ	حَتّٰى
جنہوں نے	کہا	کہ اللہ نے	ہم سے عہد لیا	کہ ہم بات نہیں مانیں گے	کسی رسول کی	یہاں تک کہ

يَاۡتِيَنَا	بِقُرۡبَانٍ	تَاۡكُلُهُ	النَّارُ ؕ	قُلۡ
وہ آئے ہمارے پاس	ایک ایسی قربانی کے ساتھ	کھاتی ہے جس کو	آگ	آپ کہہ دیجئے

قَدۡ جَآءَكُمۡ	رُسُلٌ	مِّنۡ قَبۡلِىۡ	بِالۡبَيِّنٰتِ	وَبِالَّذِىۡ	قُلۡتُمۡ
آچکے ہیں تمہارے پاس	کئی رسول	مجھ سے پہلے	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	اور اس کے ساتھ جو	تم لوگوں نے کہا

فَلِمَ	قَتَلۡتُمُوۡهُمۡ	اِنۡ كُنۡتُمۡ	صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۸۳﴾	فَاِنۡ	كَذَّبُوۡكَ
تو کیوں	تم لوگوں نے قتل کیا انہیں	اگر تم لوگ ہو	سچے	پھر اگر	انہوں نے جھٹلایا آپ کو

فَقَدۡ كُذِّبَ	رُسُلٌ	مِّنۡ قَبۡلِكَ	جَآءُوۡ	بِالۡبَيِّنٰتِ
تو جھٹلائے جا چکے ہیں	کئی رسول	آپ سے پہلے	وہ لوگ آئے	واضح (نشانیوں) کے ساتھ

وَالزُّبُرِ	وَالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ
اور صحیفوں کے ساتھ	اور نور دینے والی کتاب کے ساتھ

نوٹ۔1

جب آیت نمبر۔(2/البقرہ:245) نازل ہوئی کہ کون ہے جو اللہ کو قرضہ دے تو یہود اپنی مجالس میں مذاق کے طور پر کہتے تھے کہ آج کل اللہ تعالیٰ محتاج ہو گیا ہے، اپنے غلاموں سے قرضہ مانگ رہا ہے۔(نعوذ باللہ)، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کی یہ بات ان کے قتلِ انبیاء کے جرم کے ساتھ لکھی جائے گی۔

سوال یہ ہے کہ یہ بات کہنے والے مدینہ کے یہود تھے۔ جبکہ نبیوں کو قتل کرنے والے یہودی اِن سے بہت پہلے گزر چکے تھے۔ پھر اُن کے جُرم کو اِن کی طرف کیسے منسوب کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود مدینہ اپنے سابق یہودیوں کے اِس فعل کو درست قرار دیتے تھے اور اس پر خوش تھے۔ اس لیے انہیں بھی قاتلوں کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب بھی زمین پر کوئی گناہ کیا جاتا ہے، تو جو شخص وہاں موجود ہو مگر اس گناہ کی مخالفت کرے اور اس کو برا سمجھے، تو وہ ایسا ہے گویا وہاں موجود نہیں یعنی وہ ان کے گناہ کا شریک نہیں، اور جو شخص اگرچہ وہاں موجود نہیں مگر ان کے اس فعل سے راضی ہے، وہ باوجود غائب ہونے کے ان کا شریک گناہ سمجھا جائے گا۔(معارف القرآن)۔

نوٹ۔2

موجود دور میں ہمارے لیے اس میں مذکورہ راہنمائی کے ساتھ ایک اور راہنمائی بھی ہے کہ کبھی مذاق میں بھی کوئی غلط بات نہیں کہنا چاہیے۔ کوئی پتہ نہیں کون سی بات لکھ لی جائے اور گناہ لازم ہو جائے۔

نوٹ۔3

کسی بات کی نفی کو قطعی اور حتمی قرار دینے کے لیے کبھی لائے نفی جنس استعمال کرتے ہیں اور کبھی منفی جملے میں متعلق اسم المبالغہ لا کر یہ مفہوم ادا کرتے ہیں۔ جیسے آیت نمبر۔182 میں ظَلَّامٌ کا لفظ آیا ہے۔ یہ فَعَّالٌ کا وزن ہے اور اس کا مطلب ہے بار بار اور کثرت سے ظلم کرنا۔ جب اس کی نفی کی جائے گی تو ظلم کرنے کی قطعی نفی ہو جائے گی۔ اس مفہوم کو ترجمہ میں ''کبھی بھی'' سے ظاہر کیا گیا ہے۔

آیت نمبر (185 تا 186)

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۣ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۗ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾﴾

ف و ز

(ن)

فَوْزًا: (۱) نجات پانا۔ (۲) کامیاب ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

فَوْزٌ: اسم ذات بھی ہے۔ نجات۔ کامیابی۔ ﴿وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾﴾ (9/التوبہ: 111) ''اور یہ ہی شاندار کامیابی ہے۔''

فَآئِزٌ: اسم الفاعل ہے۔ نجات پانے والا۔ کامیاب ہونے والا۔ ﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾﴾ (9/التوبہ:20) ''اور وہ لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

مَفَازٌ: اسم الظرف ہے۔ نجات کی جگہ۔ کامیابی کی جگہ۔ ﴿فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ﴾ (3/آل عمران: 188) ''پس تو ہرگز گمان نہ کر ان کو کسی نجات کی جگہ میں، عذاب سے۔'' ﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿٣١﴾﴾ (78/النبا: 31) ''یقیناً متقی لوگوں کے لیے ہی کامیابی کا ٹھکانہ ہے۔''

ترکیب

كُلُّ نَفْسٍ مرکب اضافی اور مبتداء ہے جبکہ مرکب اضافی ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ اس کی خبر ہے۔ تُوَفَّوْنَ کا نائب فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور اُجُوْرَكُمْ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اُدْخِلَ کا نائب فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو مَنْ کے لیے ہے اور اَلْجَنَّةَ مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

كُلُّ نَفْسٍ	ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ	وَاِنَّمَا	تُوَفَّوْنَ
ہر ایک جان	موت کو چکھنے والی ہے	اور بات اتنی ہے کہ	تم لوگوں کو پورے پورے دیے جائیں گے

اُجُوْرَكُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ	فَمَنْ	زُحْزِحَ	عَنِ النَّارِ	وَاُدْخِلَ
تمہارے اجر	قیامت کے دن	پس جو	دور کیا گیا	آگ سے	اور داخل کیا گیا

الْجَنَّةَ	فَقَدْ فَازَ ط	وَمَا	الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ	اِلَّا	617 مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾
جنت میں	تو وہ کامیاب ہوا ہے	اور نہیں ہے	دنیوی زندگی	مگر	دھوکوں کا سامان

لَتُبْلَوُنَّ	فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ	وَاَنْفُسِكُمْ قف	وَلَتَسْمَعُنَّ
تم لوگوں کو لازماً آزمایا جائے گا	تمہارے اموال میں	اور تمہاری جانوں میں	اور تم لوگ لازماً سنو گے

مِنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَمِنَ الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْٓا
ان لوگوں سے جن کو	دی گئی	کتاب	تم سے پہلے	اور ان لوگوں سے جنھوں نے	شرک کیا

اَذًى كَثِيْرًا ط	وَاِنْ تَصْبِرُوْا	وَتَتَّقُوْا	فَاِنَّ
بہت زیادہ اذیت (کی باتیں)	اور اگر تم لوگ ثابت قدم رہے	اور تم لوگوں نے تقویٰ کیا	تو یقیناً

ذٰلِكَ	مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٨٦﴾
یہ	حوصلے کے کاموں میں سے ہے

نوٹ۔1

ابھی آیت نمبر۔184 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی تھی کہ ان لوگوں کو جھٹلانے سے آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ اسلام کے مخالفین کی یہ پرانی عادت ہے اور آپؐ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب اور تضحیک ہوتی آئی ہے۔ اب آیت نمبر۔186 میں اہل ایمان کو خبردار کیا گیا ہے کہ ختم نبوت کے ساتھ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوجائے گا بلکہ تکذیب واستہزاء اور آزمائشوں کا یہ سلسلہ جاری رہے گا جب تک اس زمین پر حق وصداقت کے نام لیوا موجود ہیں۔ ساتھ ہی یہ ہدایت بھی دی ہے کہ وقتی نقصانات اور تکالیف سے دل برداشتہ ہوکر یا مخالفین کی مبالغہ آرائی، جھوٹے پروپیگنڈے اور طنز واستہزاء کے طوفان بدتمیزی سے پریشان ہوکر اپنے موقف سے دستبردار مت ہونا۔ نیز ان کا جواب دینے میں اللہ کی حدود سے تجاوز مت کرنا، ان کی کسی غلطی کو اپنی غلطی کا جواز مت بنانا اور اسلام کے معیار سے نیچے اُتر کر ان کے جیسے اوچھے ہتھیار مت استعمال کرنا کیونکہ حوصالہ مند لوگوں کا یہ کام نہیں ہے۔

آیت نمبر (187 تا 189)

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ
يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾ ع﴾

ترکیب

لَتُبَيِّنُنَّهٗ اور تَكْتُمُوْنَهٗ کی مفعولی ضمیریں اَلْكِتٰبَ کے لیے ہیں جبکہ فَنَبَذُوْهُ کی ضمیر مفعولی مِيْثَاقَ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	اَخَذَ	اللّٰهُ	مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ
اور جب	پکڑا (یعنی لیا)	اللہ نے	ان لوگوں کا عہد جن کو	دی گئی	کتاب (کہ)

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ	وَلَا تَكۡتُمُوۡنَهٗ	فَنَبَذُوۡهُ
تم لوگ لازماً واضح کرو گے اس کو	اور تم لوگ نہیں چھپاؤ گے اس کو (یعنی کتاب کو)	تو انہوں نے پھینکا اس کو (یعنی عہد کو)

وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ	وَاشۡتَرَوۡا	بِهٖ	ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ	فَبِئۡسَ	مَا
اپنی پیٹھوں کے پیچھے	اور انہوں نے خریدا	اس کے (یعنی کتاب کے) بدلے	تھوڑی قیمت کو	تو کتنا برا ہے	وہ جو

يَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾	لَا تَحۡسَبَنَّ	الَّذِيۡنَ	يَفۡرَحُوۡنَ	بِمَآ	اَتَوۡا
یہ لوگ خریدتے ہیں	تو ہرگز گمان نہ کر	ان لوگوں کو جو	اتراتے ہیں	اس پر جو	انہوں نے کیا

وَّيُحِبُّوۡنَ	اَنۡ	يُّحۡمَدُوۡا	بِمَا	لَمۡ يَفۡعَلُوۡا	فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ
اور پسند کرتے ہیں	کہ	ان کی تعریف کی جائے	اس پر جو	انہوں نے کیا ہی نہیں	پس تو ہرگز گمان نہ کر ان کو

بِمَفَازَةٍ	مِّنَ الۡعَذَابِ ۚ	وَلَهُمۡ	عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸۸﴾	وَلِلّٰهِ
کسی نجات کی جگہ میں	عذاب سے	اور ان کے لیے ہی ہے	ایک دردناک عذاب	اور اللہ کے لیے ہی ہے

مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ	قَدِيۡرٌ
زمین اور آسمانوں کی حکومت	اور اللہ	ہر چیز پر	ہمیشہ قدرت رکھنے والا ہے

نوٹ۔1 آیت نمبر۔ 187 میں جس عہد کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔ البتہ بائبل میں جگہ جگہ اس کا ذکر آتا ہے جس میں حضرت موسیٰ ؑ بار بار بنی اسرائیل سے عہد لیتے ہیں کہ جو احکام مَیں نے تم کو پہنچائے ہیں انہیں اپنے دل میں نقش کرنا، آئندہ نسلوں کو سکھانا اور اُٹھتے بیٹھتے ان کا چرچا کرنا (تفہیم القران)۔ لیکن انہوں نے اس عہد کی پرواہ نہیں کی اور دنیا کمانے کے لیے نہ صرف توراۃ کے احکام کو چھپایا بلکہ اس میں تحریف بھی کی۔

نوٹ۔2 کوئی نیک عمل کرنے کے بعد اس کی تشہیر کا اہتمام کرے، تو عمل کرنے کے باوجود قواعد شرعیہ کی رو سے یہ مذموم ہے اور عمل نہ کرنے کی صورت میں تو اور بھی زیادہ مذموم ہے۔ البتہ طبعی طور پر یہ خواہش ہونا کہ مَیں فلاں نیک کام کروں اور نیک نام ہوں، وہ اس میں داخل نہیں ہے جبکہ اس نیک نامی کا اہتمام نہ کرے۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (190 تا 194)

﴿ اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ۚۙ الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ
اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ
سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾
رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا
سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ۚ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا
تُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾ ﴾

ج ن ب

617

(ن) جَنْبًا: پہلو پر مارنا۔کسی سے کسی چیز کو ہٹانا۔دور کرنا۔

اُجْنُبْ: فعل امر ہے۔تو دور کر۔﴿ وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴾ (14/ابراہیم:35)''تو دور کر دے مجھے اور میرے بیٹوں کو کہ ہم پرستش کریں بتوں کی۔''

(س) جَنَابَةً: ناپاک ہونا۔(اس حالت میں انسان دوسروں سے اور عبادات سے دور رہتا ہے)۔

(تفعیل) تَجْنِيْبًا: کسی کو کسی چیز سے ہٹانا۔﴿ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴾ (92/الیل:17)''اور بچایا جائے گا اس سے زیادہ پرہیز گار کو۔''

(تفعّل) تَجَنُّبًا: دور ہونا۔﴿ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴾ (87/الاعلیٰ:11)''اور دور ہوتا ہے اس سے زیادہ بدبخت۔''

(افتعال) اِجْتِنَابًا: کسی چیز سے اہتمام سے بچنا۔دور رہنا۔﴿ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ ﴾ (42/الشوریٰ:37) ''اور وہ لوگ جو دور رہتے ہیں کبیرہ گناہوں سے۔''

اِجْتَنِبْ: تو بچ۔تو دور رہ۔﴿ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴾ (22/الحج:30)''اور تم لوگ دور رہو جھوٹی بات سے۔''

جَنْبٌ: ج جُنُوْبٌ۔ (۱) پہلو۔کروٹ۔(۲) پہلو والا۔قربت والا۔﴿ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ﴾ (10/یونس:12)''اور جب کبھی چھوتی ہے انسان کو تکلیف تو وہ پکارتا ہے ہم کو اپنی کروٹ سے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے۔''﴿ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ﴾ (4/النساء:36)''اور کروٹ کے ساتھی سے اور مسافر سے۔''

جُنُبٌ: (۱) دوری والا۔(۲) ناپاک۔﴿ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ ﴾ (4/النساء:36)''اور دور کے محلہ دار سے اور قریبی ساتھی سے۔''﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ﴾ (5/المائدہ:6)''اگر تم لوگ ناپاک ہو تو خود کو پاک کرو۔''

جَانِبٌ: فَاعِلٌ کا وزن ہے۔(۱) کسی چیز کا کنارہ۔(۲) کسی کی طرف۔﴿ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ ﴾ (17/بنی اسرائیل:68)''تو کیا تم لوگ امن میں ہو گئے اس سے کہ وہ دھنسا دے تمہارے ساتھ زمین کے کنارے کو۔''﴿ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ ﴾ (19/مریم:52) ''اور ہم نے آواز دی اس کو طور کی داہنی طرف سے۔''

ترکیب

لَاٰيٰتٍ مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔اس کی خبر محذوف ہے۔فِيْ خَلْقِ سے وَالنَّهَارِ تک قائم مقام خبر ہی اور لِاُولِي الْاَلْبَابِ متعلق خبر ہے۔قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا حال ہے اُولِي الْاَلْبَابِ کا۔رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ سے پہلے فَيَقُوْلُوْنَ محذوف ہے۔خَلَقْتَ کا مفعول هٰذَا ہے اور بَاطِلًا حال ہے هٰذَا کا۔مَنْ شرطیہ ہے اس لیے تُدْخِلْ مجزوم ہے اور آگے ملانے کے لئے ''ل'' کے نیچے دی ـِ ہے۔

ترجمہ

لَاٰيٰتٍ	وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ	فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اِنَّ
بیشک کچھ نشانیاں ہیں	اور دن اور رات کے مختلف ہونے (یعنی آنے جانے) میں	زمین و آسمانوں کی پیدائش میں	یقیناً

وَّقُعُوْدًا	قِيٰمًا	اللّٰهَ	يَذْكُرُوْنَ	الَّذِيْنَ	لِّاُولِي الْاَلْبَابِ
اور بیٹھے ہوئے	کھڑے ہوئے	اللہ کو	یاد کرتے ہیں	وہ لوگ جو	عقل والوں کے لیے

وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ	وَيَتَفَكَّرُوْنَ	فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اپنی کروٹوں پر	اور سوچ بچار کرتے ہیں	زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں

رَبَّنَا	مَا خَلَقْتَ	هٰذَا	بَاطِلًا
(تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے رب	تو نے نہیں پیدا کیا	اس کو	بے مقصد

سُبْحٰنَكَ	فَقِنَا	عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾	رَبَّنَآ	اِنَّكَ
تیری پاکی ہے (ہر نقص سے)	پس تو بچا ہم کو	آگ کے عذاب سے	اے ہمارے رب	بیشک تو

مَنْ	تُدْخِلِ	النَّارَ	فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ	وَمَا
جس کو	داخل کرے گا	آگ میں	تو تو نے رسوا کر دیا ہے اس کو	اور نہیں ہے

لِلظّٰلِمِيْنَ	مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾	رَبَّنَآ	اِنَّنَا
ظالموں کے لیے	کسی قسم کا کوئی مددگار	اے ہمارے رب	بیشک ہم نے

سَمِعْنَا	مُنَادِيًا	يُّنَادِيْ	لِلْاِيْمَانِ	اَنْ	اٰمِنُوْا
سُنا	ایک آواز دینے والے کو جو	آواز دیتا ہے	ایمان کے لیے	کہ	تم لوگ ایمان لاؤ

بِرَبِّكُمْ	فَاٰمَنَّا	رَبَّنَا	فَاغْفِرْ لَنَا	ذُنُوْبَنَا
اپنے رب پر	تو ہم ایمان لائے	اے ہمارے رب	پس تو بخش دے ہمارے لیے	ہمارے گناہوں کو

وَكَفِّرْ	عَنَّا	سَيِّاٰتِنَا	وَتَوَفَّنَا	مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾
اور تو دور کردے	ہم سے	ہماری برائیوں کو	اور تو موت دے ہم کو	نیک لوگوں کے ساتھ

رَبَّنَا	وَاٰتِنَا	مَا	وَعَدْتَّنَا	عَلٰى رُسُلِكَ
اے ہمارے رب	اور تو عطا کر ہم کو	وہ جس کا	تو نے وعدہ کیا ہم سے	اپنے رسولوں پر (یعنی ان کے ذریعے)

وَلَا تُخْزِنَا	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اِنَّكَ	لَا تُخْلِفُ	الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾
اور تو رسوا مت کرنا ہم کو	قیامت کے دن	بیشک تو	خلاف نہیں کرتا	وعدے کے

نوٹ۔1

اگر آپ کسی پارک میں دیکھتے ہیں کہ گھاس اور پودے بے ترتیبی سے جھاڑ جھنکاڑ کی طرح اُگے ہوئے ہیں، تو آپ کی عقل تسلیم کرے گی کہ یہ گھاس اور پودے خود بخود اُگ آئے ہیں اور ان کا کوئی مالی نہیں ہے۔ پھر آپ کسی دوسرے باغ میں دیکھتے ہیں کہ وہاں کی گھاس اور پودوں کے اُگنے میں ایک نظم، ترتیب اور حسن، ہے، تو آپ کی عقل تسلیم کرلے گی کہ اس باغ کا ایک مالی ہے، خواہ وہ مالی کہیں نظر نہ آ رہا ہو۔

اس کائنات میں ہم دیکھتے ہیں کہ زمین، چاند، سورج، سیارے، یہاں تک کہ ایک حقیر سے ذرے ایٹم کے اندر الیکٹرون تک گردش کر رہے ہیں۔ ہر چیز کی گردش دائیں سے بائیں جانب (ANTICLOCKWISE)

ہے۔ ہر ایک کی گردش کا ایک مقررہ مدار (ORBIT) ہے۔ ہر ایک کی شکل بیضوی ہے۔ باغ میں سب پودوں کو پانی ایک ہی دیا جاتا ہے لیکن پھل غذائیت اور ذائقے کے لحاظ سے مختلف آتے ہیں۔ دودھ دینے والے جانور چارہ کھاتے ہیں، اسی سے خون بھی بنتا ہی اور گوبر بھی، پھر انہیں کے درمیان سے خالص دودھ نکلتا ہے۔

یہ اور ایسی بے شمار نشانیوں کے ذکر سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے، جن سے ہر دور کا انسان اپنی ذہنی سطح کے مطابق بہت آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ یہ کائنات خود بخود وجود میں آنے والی چیز نہیں ہے بلکہ اس کا ایک خالق اور مالک ہے، خواہ ہم کو وہ نظر نہ آئے۔ یہ وہ راستہ ہے جس کے ذریعے ہر ایک غیر متعصب ذہن ایمان باللہ تک خود بخود رسائی حاصل کرسکتا ہے اور جس کے لیے وہ کسی نبی یا رسول کی دعوت کا محتاج نہیں ہے۔

نوٹ۔2

کسی اُلجھی ہوئی ڈور کو سلجھانے کی کوشش میں جب ڈور کا سرا ہاتھ آجاتا ہے تو پھر اسے مضبوطی سے پکڑ کر ہم ڈور کو مزید سلجھاتے ہیں۔ اسی طرح ایمان باللہ تک رسائی ہوجانے کے بعد جب انسان اللہ کو یاد کرتے ہوئے کائنات پر مزید غور وفکر کرتا ہے، تو اس کا ذہن کچھ مزید حقائق تک پہنچ جاتا ہے۔

وہ دیکھتا ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک تو کوئی اور ہے لیکن اس پر تصرف کا اختیار انسان کو حاصل ہے۔ وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ انسان میں غلط اور صحیح کی تمیز اور ایک اخلاقی حس موجود ہے۔ لیکن صحیح پر انعام اور غلطی پر سزا نہیں ملتی۔ اخلاقی قوانین کا نتیجہ اوّل تو نکلتا نہیں اور اگر کبھی نکلتا بھی ہے تو وہ غیر متناسب ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مادی قوانین کا نتیجہ لازماً نکلتا ہے، البتہ اس کے ظہور میں وقفہ حائل ہوتا ہے۔ گندم کے بیج سے گندم ہی نکلتا ہے لیکن تین چار ماہ بعد۔ آم کے بیج سے آم ہی نلتا ہے لیکن چار پانچ سال بعد۔ کھجور اور جامن کے بیج کا نتیجہ نکلنے میں تیس چالیس سال کا وقفہ حائل ہوتا ہے۔

یہ مشاہدہ ہر غیر متعصب ذہن کو اس نتیجہ تک پہنچا دیتا ہے کہ اس کائنات پر تصرف کا اختیار اس کے خالق و مالک کی مرضی کے مطابق کرنے یا نہ کرنے کا نتیجہ اور دیگر اخلاقی قوانین کا نتیجہ لازماً نکلتا ہے البتہ اس کے ظہور میں ہر انسان کی اپنی زندگی کا وقفہ حائل ہوتا ہے جو عام طور پر ستر اسّی سال کا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک ارشاد کے مطابق جب کسی انسان کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی قیامت قائم ہوجاتی ہے۔ اس طرح ہر ایک غیر متعصب ذہن ایمان بالآخرہ تک از خود رسائی حاصل کرسکتا ہے۔

نوٹ۔3

اپنے مشاہدے اور غور وفکر کے نتیجے میں جن لوگوں کا ذہن ایمان باللہ اور ایمان بالآخرہ کا ایک اجمالی تصور حاصل کر لیتا ہے، ان کے سامنے جب کسی نبی یا رسول کی دعوت پیش کی جاتی ہے تو وہ لپک کر اس کو قبول کرتے ہیں، کیونکہ یہ ان کے اپنے دل کی آواز ہوتی ہے۔ پھر وہ نبی یا رسول علم وحی کے ذریعے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرہ کے اجمالی خاکے میں تفصیلات کا رنگ بھرتا ہے۔ اس طرح ایمانیات ثلاثہ یعنی ایمان باللہ، ایمان بالاخرہ اور ایمان بالرسالت کی تکمیل ہوتی ہے۔

آیت نمبر (195 تا 197)

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ
فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ
لَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾ لَا
يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۚ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾﴾

ترکیب

مِنْ ذَكَرٍ کا مِنْ بیانیہ ہے اور مِنْكُمْ کی تفصیل کے لیے ہے۔ فَالَّذِيْنَ سے وَقُتِلُوْا تک صلہ موصول مل کر مبتداء ہے۔ لَاُكَفِّرَنَّ سے جَنّٰتٍ تک اس کی خبر ہے۔ ثَوَابًا حال ہے اسی لیے منصوب ہے۔ لَا يَغُرَّنَّكَ کا فاعل تَقَلُّبُ ہے۔ فِي الْبِلَادِ متعلق ہے تَقَلُّبُ سے، كَفَرُوْا سے متعلق نہیں ہے۔ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ صفت موصوف مل کر خبر ہے۔ اس کا مبتداء هُوَ یا ذٰلِكَ محذوف ہے۔

ترجمہ

فَاسْتَجَابَ	لَهُمْ	رَبُّهُمْ	اَنِّيْ	لَآ اُضِيْعُ	عَمَلَ عَامِلٍ
تو قبول کیا	ان کے لیے	ان کے رب نے	کہ میں	ضائع نہیں کرتا	کسی عمل کرنے والے کے عمل کو

مِّنْكُمْ	مِّنْ ذَكَرٍ	اَوْ اُنْثٰى ج	بَعْضُكُمْ	مِّنْ بَعْضٍ ج	فَالَّذِيْنَ
تم میں سے	مرد ہو	یا عورت	تم میں کا کوئی	کسی سے ہے	پس وہ لوگ جنہوں نے

هَاجَرُوْا	وَاُخْرِجُوْا	مِنْ دِيَارِهِمْ	وَاُوْذُوْا	فِيْ سَبِيْلِيْ
ہجرت کی	اور جو نکالے گئے	اپنے گھروں سے	اور جن کو اذیت دی گئی	میرے راستے میں

وَقٰتَلُوْا	وَقُتِلُوْا	لَاُكَفِّرَنَّ	عَنْهُمْ	سَيِّاٰتِهِمْ
اور جنہوں نے جنگ کی	اور قتل کیے گئے	تو میں لازماً دور کروں گا	ان سے	ان کی برائیوں کو

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ ج
اور میں لازماً داخل کروں گا ان کو	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں

ثَوَابًا	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط	وَاللّٰهُ	عِنْدَهٗ	حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾
بدلہ ہوتے ہوئے	اللہ کے پاس سے	اور اللہ،	اس کے پاس ہی	بدلے کا حسن ہے

لَا يَغُرَّنَّكَ	تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فِي الْبِلَادِ ط ﴿۱۹۶﴾
ہرگز دھوکا نہ دے تجھ کو	ان لوگوں کا گھومنا پھرنا جنہوں نے	کفر کیا	شہروں میں

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ قف	ثُمَّ	مَاْوٰىهُمْ	جَهَنَّمُ ط	وَبِئْسَ	الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾
(یہ) تھوڑا سا سامان ہے	پھر	ان کی منزل	جہنم ہے	اور (وہ) کتنا برا	ٹھکانہ ہے

آیت نمبر (198 تا 200)

﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لا لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع﴾

ر ب ط

(ض) رَبْطًا: کسی چیز کو مضبوطی سے باندھنا۔ مضبوط کرنا۔ ﴿وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝11﴾ (8/الانفال:11) ''اور تاکہ وہ مضبوط کرے تمہارے دلوں کو اور وہ جمادے اس سے قدموں کو۔''

رِبَاطٌ: اسم ذات بھی ہے۔ وہ چیز جسے مضبوط کیا گیا۔ کسی کام کے لیے تیار کیا ہوا۔ ﴿مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ (8/الانفال:60) ''قوت میں سے اور تیار کیے ہوئے گھوڑوں میں سے۔''

(مفاعلہ) مُرَابَطَةً اور رِبَاطًا: مقابلہ میں ہمیشگی کرنا۔ ہمیشہ تیار رہنا۔

رَابِطْ: فعل امر ہے۔ تو مقابلے میں ہمیشہ مضبوط رہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترجمہ

لٰكِنِ	الَّذِيْنَ	اتَّقَوْا	رَبَّهُمْ	لَهُمْ	جَنّٰتٌ	تَجْرِيْ
لیکن	وہ لوگ جنہوں نے	تقویٰ کیا	اپنے رب کا	ان کے لیے ہی	ایسے باغات ہیں	بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	نُزُلًا
جس کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	ان میں	مہمان نوازی ہوتے ہوئے

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ	وَمَا	عِنْدَ اللّٰهِ	خَيْرٌ	لِّلْاَبْرَارِ ۝199	وَاِنَّ
اللہ کے پاس سے	اور جو	اللہ کے پاس ہے	(وہ) بہتر ہے	نیک لوگوں کے لیے	اور بیشک

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	لَمَنْ	يُّؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَمَآ	اُنْزِلَ
اہلِ کتاب میں وہ بھی ہیں	یقیناً جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور اس پر جو	نازل کیا گیا

اِلَيْكُمْ	وَمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِمْ	خٰشِعِيْنَ
تم لوگوں کی طرف	اور اس پر جو	نازل کیا گیا	ان لوگوں کی طرف	عاجزی کرنے والے ہوتے ہوئے

لِلّٰهِ ۙ	لَا يَشْتَرُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ	اُولٰٓئِكَ
اللہ کے لیے	وہ لوگ نہیں خریدتے	اللہ کی آیتوں کے بدلے	تھوڑی قیمت	وہ لوگ ہیں

لَهُمْ	اَجْرُهُمْ	عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝199
جن کے لیے	ان کا اجر ہے	ان کے رب کے پاس	یقیناً	اللہ	حساب لینے میں تیز ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اصْبِرُوْا	وَصَابِرُوْا
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ ثابت قدم رہو	اور مدمقابل سے زیادہ ثابت قدمی دکھاؤ

وَرَابِطُوْا ۣ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ۝200 ع
اور مقابلے میں ہمیشہ مضبوط رہو	اور تقویٰ کرو	اللہ کا	شائد کہ	تم لوگ مراد حاصل کرو